

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
مَنْ ذَكَرَ ابْنَ اَبِيهِ وَابْنَةَ امِّهِ  
مَعًا حَتَّى يَمُوتَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ  
مِنْ حَسَنَاتِهِ مِائَةً اَلْفًا

# تذکرۃ ابو الوفاؑ

یعنی

شیخ الاسلام فاتح قادیان، امام المناظرین مولانا ابو الوفا ثناء رائے صاحب امرتسری،  
مرحوم و مغفور کے حالات زندگی اور آپ کی علمی خدمات پر سیر حاصل اور جامع تبصرہ

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ

عبدالرشید عراقی سوہدروی



ناشر

تذکرۃ ابوالوفاءؑ

گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
قُلْ اطِيعُوا اللّٰهَ  
وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ

معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

س  
ت ۱۵ - ع

## سِلْسِلَةُ نَدْوَةِ الْمُحَدِّثِينَ

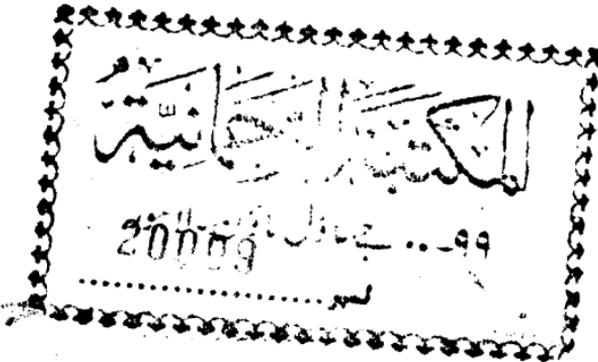
۱۸

عبد الرشید عراقی	نام مصنف	تذکرہ ابوالوفا	نام کتاب
۱۹۸۴	طبع اول	۱۷۶	صفحات
تعداد		۱۰۰۰	

تَقْرِیمِ بِیِّنَاتِ

بِأَهْلِهَا

ضیاء اللہ کنوئرز، سر۔ اسلام آباد گوجرانولہ



## فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۷۲	باب ۱۲: تردید آریہ	۶	حرف اول
۹۳	باب ۱۳: تردید قادیانیت	۱۱۲	مقدمہ: مولانا عزیز الرحمن بزدانی ایم اے
۱۳۲	باب ۱۴: در تذکار تقلید یاں اخاف	۱۷	باب: سخن اولین
۱۴۵	باب ۱۵: تائید الحدیث		باب ۲: تبلیغ اسلام اور اس کا حفظ و
۱۵۱	باب ۱۶: تنقیدی کتب	۲۱	دفاع
	باب ۱۷: عامۃ المسلمین اور اسلامی	۲۳	باب ۳: سیاسی خدمات
۱۵۷	کتب	۲۵	باب ۴: ملی اور جماعتی خدمات
۱۶۳	باب ۱۸: علمی و ادبی تصانیف	۲۸	باب ۵: مباحثات و مناظرات
	باب ۱۹: مولانا شفاء اللہ کی بہترین	۴۱	باب ۶: نئی اخبارات
۱۷۱	تصانیف	۴۶	باب ۷: داخلی انتشار
	باب ۲۰: فہرست تصانیف	۵۱	باب ۸: آخری آیام
	بہ ترتیب	۵۳	باب ۹: علمی خدمات
۱۷۲	سن اشاعت طبع اول	۵۵	باب ۱۰: تفاسیر قرآن مجید
۱۷۶	باب ۲۱: ماخذ و مراجع	۶۵	باب ۱۱: تردید عیسائیت

بہ بہ بہ بہ بہ بہ



گو میں رہا رہیں ستم ہائے روزگار  
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

## شیخ الاسلام کے محبت خصوصی

مولانا محمد عطاء اللہ صاحب خلیفہ بھوجیانی

(ممبر وفاق مجلس شوری، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل)

کے نام

www.KitaboSunnat.com

# حرفِ اول

از  
مولانا ابوعلی انصاری دارالمصنفین اعظم گڑھ

مولانا انصاری انصاری اپنی ذات سے ایک انجمن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بیک وقت بہت سی خوبیاں ان میں جمع کر دی تھیں، وہ مفسر تھے، عالم تھے، متکلم تھے، صحافی تھے اور فن مناظرہ کے تو امام تھے۔ عیسائی، قادیانی، شیعہ، آریہ، بریلوی، اہل بدع سبھی ان سے مناظرہ کرنے میں گھبراتے تھے۔ انھوں نے اپنی ان تمام گونا گوں حیثیات سے مذہب اہل حدیث کو فائدہ پہنچایا اور اپنے واحد "الحدیث" اخبار کے ذریعہ تحریک اہل حدیث کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا یہ تحریک اہل حدیث کی بڑی خوش قسمتی تھی کہ اس کو ان جیسا وسیع المعلومات، وسیع النظر اور وسیع المطالعہ عالم اور فعال دوسرے مبلغ و مناوہل گیا جس نے اپنی تصنیفات، مضامین، اور تحریروں سے تحریک اہل حدیث میں ایسی زبردست انرجی اور طاقت بھر دی کہ ہندوستان کے بڑے بڑے مذاہب کے نظامات اس کی ٹکڑے بل گئے۔ انھوں نے سید صاحب کے خیال کے مطابق رفیع الدین، آئین بالجہر، وضع الیدین علی الصدر وغیرہ پر رسالے لکھے، اس کے ساتھ ساتھ قادیانیت اور آریوں کے رد میں بھی کتابیں لکھیں اور ان کے علماء، پندتوں اور پیکروں سے کھلے جلسوں میں مناظرے بھی کئے اور "شیر پنجاب" کا لقب حاصل کیا۔ یہ ان کی ایسی عظیم الشان مذہبی خدمات ہیں کہ اس پر مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے لیکن ان چھوٹے چھوٹے فروعی مسائل پر بھی کتابیں لکھے کہ خوب خوب داد و تحقیر دی ہے اور نہایت قوی دلائل سے ان کی موید حدیثوں کا مزاج ہوتا ثابت کیا ہے، یہ بھی ایک بڑی اہم دینی خدمت ہے جو ان سے عمل میں آئی۔ اگر انھوں نے اس کی طرف توجہ نہ کی ہوتی تو بیچارے اردو دان جو اس مسلک پر چلنے کو بڑی سعادت سمجھتے تھے اپنی

تشنگی کہاں جا کر بچھاتے، کوئی تو سر چشمہ ان کے لیے ہونا چاہیے تھا۔ مقلدین کے لیے تو دیوبند تھا سہارنپور اور مراد آباد بھی تھا اور پھر ان میں سے ایک طبقہ کے لیے بدایون تھا، بریلی تھا، ازبکی محل تھا لیکن سلف کے نقش قدم پر چلنے والوں کا امن و متکاء کہاں تھا یہ کس دیوار سے جا اپنا سر ٹکراتے۔

مولانا ثناء اللہ ان مرفوع، قوی اور مزج حدیثوں پر عمل کرنے والوں کے لیے دہلیت آیت من آیات اللہ تھے، ان کی تبلیغ کی بدولت حضور کی کتنی متروک سنتوں پر عمل ہوا اور وہ سنتیں کتنے لوگوں کا مستقل مسلک بن گئیں۔ یہ وہی ہیں جو اپنے کو اہل حدیث، عامل بالحدیث، موحد اور اخیار ان کو غیر مقلد اور وہابی وغیرہ کہتے ہیں۔ یہ برصغیر کے دونوں حصوں میں کچھ اللہ پھیلے ہوئے اور توحید اور کتاب و سنت کا علم بلند کئے ہوئے ہیں۔

حضور نے فرمایا تھا کہ جس نے میری ایک سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ کو زندہ کر دیا کتنی سنتیں تھیں جو حنفیت کے غلو اور تقلید کے جوش میں ہندوستان میں متروک تھیں۔ یہاں پر حدیثوں کو حنفیت کے آئین میں دیکھا گیا۔ جو حدیثیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے تلامذہ کے اجتہادات کے موافق ملیں ان کو قابل عمل سمجھا گیا اور پھر اصل فتنہ یہ پیدا ہوا کہ ان بزرگوں کے اجتہادات کے ساتھ قرآن و حدیث کے نصوص تک کو متروک کر دیا گیا۔ کسی چیز کے جواز و عدم جواز کا فیصلہ اثراحتاف کے اجتہادات پر موقوف ہو گیا۔ جس چیز کی انھوں نے توثیق و تائید کی وہ صحیح سمجھی گئی اور جس چیز سے توثیق و تائید ان سے ثابت نہیں ہو سکی وہ پایہ اعتبار سے ساقط قرار دے دی گئی۔ یہ حدیث پر کتنا برا ظلم ہے جو جوش تقلید میں ہندوستان میں صدیوں سے روا تھا۔ خدا بھلا کر سے خازنہ ولی اللہی کے گل سرسید شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کا اور ان کی تصنیفات و تالیفات کو قیامت تک زندہ رکھے کہ انھوں نے عقائد کی تصحیح و رسوم کی اصلاح اور بہت سے دینی و مذہبی مفاسد کے ازالہ کے ساتھ مردہ سنتوں کے احیاء کا بھی علم بلند کیا، اس کے بعد حضرت میاں سید نذیر حسین محدث دہلویؒ کی مشعل حدیث کو اپنے انوار رحمت سے روشن رکھے کہ انھوں نے اپنے وسیع حلقہ و درس حدیث

اللہ تعالیٰ نے مولانا ثناء اللہ امرتسری اور ان کے رفقاء مولانا ابراہیم سیالکوٹی اور شیخ الحدیث مولانا محمد اسمعیل بسلفی اور تحریک اہل حدیث کے دوسرے تمام اکابر کو اپنی آغوشِ رحمت میں جگہ دے کر انھوں نے طعن و تشنیع کی پروا کئے بغیر اجابِ سنت کے اس علم کو پوری طاقت کے ساتھ بلند رکھا۔

یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے، معاملہ دراصل فروعی مسائل پر عمل درآمد اور کھٹے کھانے کا نہیں تھا، یہیں تک ہوتا تو کوئی بات نہیں تھی، معاملہ صحیح سنتوں کے ترک کا تھا جو کتابوں میں تو تھیں لیکن ان پر عمل نہیں تھا۔ اگر مولانا ثناء اللہ وغیرہ کا رخ ان مسائل و مصالح سے ہٹ کر کسی اور طرف ہو جاتا تو کیا عجب تھا کہ لوگوں پر پھر اضمحلال طاری ہو جاتا اور کچھ دنوں کے بعد یہ سنتیں پھر ترک ہو جاتیں۔ سید صاحب کے اخلاص میں کوئی شبہ نہیں لیکن اس نتیجہ سے اعماف بھی تو برتا نہیں جاسکتا تھا۔ بہر حال نفسِ اسلام سے متعلق بھی ان کی خدمات کچھ کم نہیں ہیں، ان کا کوئی حریت ہی نہیں تھا۔ انھوں نے آریوں سے بڑے معرکے مناظرے کے اور ہمیشہ کامیابی کا سہرا ان کے سر رہا۔ آریوں سے پیہم مقابلہ و مناظرہ ہی کی وجہ سے وہ ”شیرِ پنجاب“ کے پرہیزگار نام سے مشہور ہو گئے تھے اور واحد مناظر اسلام کی حیثیت سے ملک کے ہر حصہ میں جاتے تھے اور آریوں کے اپڈیشنوں کا ہتھیار مقابلہ کرتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے۔

بہر حال جیسی سہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے ویسے ہی ان کا فیض بھی عام اور وسیع تھا ان کی کتابِ زندگی کا ہر ورق اس کا شاہدِ عدل ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَعِزِّ لَهٗ

# تَعَارُف

شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری مرحوم و مغفور کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ آپ کا شمار برصغیر پاک و ہند کے ممتاز علمائے کرام میں ہوتا تھا۔ آپ کی وفات کو ۳۶ سال ہو رہے ہیں مگر آپ کے تذکرے سے آج بھی طبیعت محفوظ ہوتی ہے اور دلوں میں ایمانی حرارت پیدا ہوتی ہے۔ آپ نے جس دور میں ہوش سنبھالا برصغیر پاک و ہند میں کسی ایک فرقے اسلام کے خلاف نبرد آزما تھے۔ آپ نے ان سب ادیان کے جو اسلام کے نزدیک تھے تحریری اور تقریری جہاد کیا اور بقول مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم ”اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی اور قلم اٹھایا، اس کے حملے کو روکنے کے لئے ان کا قلم شمشیر بے نیام ہوتا تھا اور اسی مجاہدانہ خدمت میں انھوں نے عمر بسر کی“

مولانا امرتسری مشاہیر علماء میں سے تھے۔ علم و فضل میں، زہد و ورع میں، دیانت و امانت میں، راستیازی و حسن معاملگی میں نمونہ تھے۔ فن تفسیر ہو یا فن حدیث، فن منطق ہو یا فلسفہ، فن ادب ہو یا تاریخ، فن کلام ہو یا فن مناظرہ ہر فن میں امام کی حیثیت سے نظر آتے تھے۔ ذہانت اور خطابت میں اپنی نظیر آپ تھے۔

قادیانیت کی تردید میں آپ کی خدمات بہت نمایاں ہیں اور اس فرقہ باطلہ کے خلاف آپ نے جو تقریری و تحریری جہاد کیا۔ اس کی مثال تاریخ میں نہیں مل سکتی اور مرزا قادیانی سے آخری فیصلہ آپ کی خدمات جلیلہ کا ایک زندہ ثبوت ہے۔

مولانا امرتسری نے برصغیر پاک و ہند کی ملی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے بانیوں میں سے تھے۔ جمعیتہ العلماء ہند، کانگریس، خلافت اور مسلم لیگ سے بھی حلقہ ربط

جماعت اہل حدیث کے قیام و انصرام اور اس کی ترقی و ترویج میں بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آل انڈیا اہل حدیث کا نفرس کا قیام آپ کی تحریک سے عمل میں آیا اور وفات تک آپ اس کے جنرل سیکرٹری رہے۔

تصنیف و تالیف میں بھی آپ بہت سے علمائے کرام سے آگے تھے۔ مخالفین اسلام کے خلاف آپ کی کئی ایک تصانیف ہیں۔ تفسیر قرآن میں آپ ایک اعلیٰ مقام کے حامل تھے۔ اردو میں تفسیر ثنائی اور عربی میں تفسیر القرآن بکلام الرحمن، آپ کی عمدہ تفاسیر ہیں۔ قادیانیت کی تردید میں آپ نے جتنی کتابیں لکھی ہیں، برصغیر میں کوئی عالم اتنی کتابیں نہیں لکھ سکا ہوگا۔

آپ نے مسک اہل حدیث اور تحریک اہل حدیث کے لیے اپنی پوری زندگی وقف رکھی اور توحید و سنت کے پیغام کو دریائے سندھ سے لے کر خلیج بنگال تک پہنچایا۔ آپ نے اپنی پوری زندگی اسلام، پیغمبر اسلام اور قرآن و سنت کی حمایت میں بسر کی، جس کسی نے بھی اسلام پیغمبر اسلام کے خلاف زبان کھولی۔ آپ سب سے پہلے اس کا جواب دینے کے لیے میدان میں آتے تھے۔ حاضر جوابی میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے اور بقول مدیر اخبار ’ندائے مدنیہ‘:

” اگر پورے دنیائے اسلام کے اکابر علماء کسی ایک مجلس علمی میں جمع ہوں اور بیک وقت عیسائیوں، آریوں، سناٹن دھرمیوں، ملحدوں، نیچریوں، شیعوں، منکرین حدیث، چکرالولوں، بریلویوں اور دیوبندیوں سے غرض ہر فرقے سے ایک ایک گھنٹے مسلسل نو گھنٹہ بحث و مذاکرہ کی نوبت آئے تو عالم اسلام کی طرف سے کون مقابلے پر آئے گا۔ مجھے معلوم نہیں لیکن پاکستان، ہندوستان، برما، سری لنکا، جزائر جاوا و سماٹرا کی طرف سے ایک ہستی پیش ہو سکتی اور وہ حضرت مولانا شیخ الاسلام مولانا شاہ اشد صاحب امرتسری مرحوم منفور کی ہستی تھی۔ ان کی رحلت کے بعد ہندوستان و پاکستان کی یہ سر بلندی شاید باقی نہیں رہی۔“

ہزاروں سال ٹرگس اپنی بے زوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے موتاے حین میں دیدہ ورسیداً

ملک عبدالرشید صاحب عراقی جماعت اہل حدیث کے ممتاز اہل قلم ہیں۔ ان کے مضامین جماعتی اخبار و رسائل کے علاوہ ملک کے ممتاز علمی رسائل میں اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ تاریخ ان کا خاص موضوع ہے اور تذکرہ علمائے اہل حدیث کے عنوان سے بے شمار علمائے کرام کے تذکرے اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ تذکرہ ابوالوفاء کے نام سے آپ نے مولانا امرتسری مرحوم و مغفور کے حالات لکھے ہیں۔ اس کتاب میں آپ کی زندگی کے حالات مختصر ہیں لیکن آپ کی علمی خدمات پر سیر حاصل تبصرہ ہے۔

عراقی صاحب نے آپ کی تمام تصانیف کا تعارف پیش کیا ہے اور مولانا امرتسری مرحوم و مغفور نے جن موضوعات پر قلم اٹھایا ہے عراقی صاحب نے ان کو علیحدہ علیحدہ ابواب میں تقسیم کر کے ان کا تعارف لکھا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہر کتاب کے طبع اول کا سن اشاعت دیا ہے اور آخر میں ایک باب میں طبع اول کے لحاظ سے سن اشاعت کی تفصیل پیش کی ہے۔ اور یہ آپ کا بہت بڑا علمی کارنامہ ہے۔

تذکرہ المحدثین، اس سے قبل مولانا امرتسری مرحوم و مغفور کی کئی ایک تصانیف مثلاً مقدس رسول، اسلام اور مسیحیت، جوابات نصاریٰ، شائع کر چکا ہے۔ وہاں یہ بھی سعادت حاصل کر رہا ہے کہ تذکرہ ابوالوفاء کے نام سے ایک بہترین علمی کتاب شائع کر رہا ہے۔ اس کے بعد انشاء اللہ العزیز مولانا امرتسری کی دو اور بہترین علمی کتابیں 'حق پر کاش' اور 'ترک اسلام' بھی شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، جن کی کتابت مکمل ہو چکی ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عراقی صاحب کو جو اٹنے خیر دے کہ انہوں نے ایک بہترین علمی کتاب تصنیف کی ہے۔ اور ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم بھی اسلام کی خدمت سرانجام دیتے رہیں۔ آمین۔

## افتتاحیہ

شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم و مغفور اعظم رجال میں سے تھے۔ آپ کا شمار برصغیر کے ممتاز علمائے حدیث میں ہوتا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام علوم و فنون کے اندر گہری بصیرت، ثروت نگاہی، مومنانہ فراست، معاملہ فہمی، خطابت اور جلالی قلم کی بے پایاں خوبیوں سے نوازا تھا۔

آپ پوری نصف صدی تک ہر اس قوت کے سامنے سینہ سپر رہے۔ جو اسلام، شارع اسلام اور حاملین اسلام پر حملہ آور ہوتی رہیں اور بقول علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۵۳ھ) اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی اور قلم اٹھایا۔ ان کے حملے کو روکنے کے لیے ان کا قلم شمشیر بے نیام ہوتا تھا۔ اور علامہ سید رشید رضا مصری (م ۱۳۵۴ھ) نے لکھا تھا۔ کہ ”مولانا ثناء اللہ برصغیر ہند میں اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے وکیل ہیں۔ اور ان کی خدمات ان کے زہد و تقویٰ کو دیکھ کر ایک آدمی کہہ سکتا ہے کہ وہ عام آدمی نہیں۔ بلکہ ’رجل الہی‘ ہیں۔“

اسلام کے دفاع کے سلسلے میں مولانا نے زبان و قلم کا سب سے زیادہ زور

لے معارف مئی ۱۹۴۸ء

۲۳۹ جملہ المنار المجلد الثالث والثلاثون السنة ۱۳۵۱ء ص ۶۳۹

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عیسائیوں، آریوں اور قادیانیوں کے خلاف صرف کیا۔ اور اس سلسلہ میں آپ کی تحریری و تقریری خدمات تاریخ اسلام کا ایک زریں باب ہیں۔  
اس کتاب میں آپ کی ان ہی خدمات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ آپ نے مختلف موضوعات پر ۱۳۰ کتابیں لکھیں۔ جن کا تفصیل سے تعارف پیش کیا گیا ہے۔  
صرف چند ایک ایسی تصنیفات ہیں جو دستیاب نہیں ہو سکیں۔ ان کا مختصر تعارف اشتہارات سے لیا گیا ہے۔

حاصل عمر نثار نے سرپارے کر دم  
خوشم از زندگی خویش کہ کارے کر دم

عبدالرشید عراقی  
سودرہ۔ ضلع گوجرانوالہ

۲۴ جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ  
۹ اپریل ۱۹۸۳ء

مثبت مثبت پزیر

## مقدمہ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وری پیدا

جو ہر قابل ماؤں کی گود میں روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ نالغہ، نادارہ اور کیتا نئے روزگار شخصیات صدیوں میں جنم لیتی ہیں اور صفحہ ہستی پر علم، عمل اور اخلاص و وفا کے انمٹ نقوش چھوڑ جاتی ہیں۔ ع

ثبت است بر جریدہ عالم دوام

اخلاف کو اسلاف کے کارناموں سے بے خبر رکھنا ان کے کردار کو مستح کرنے کے مترادف ہے۔ بزرگوں کی علمی، ادبی، دینی، سیاسی، تدریسی، تصنیفی، تحریری اور تقریری خدمات کو اجاگر نہ کرنا بہت بڑی ناسپاسی اور ناانصافی ہے۔

اس سلسلہ میں ارباب توجید و سنت پاکستان کا تساہل آئندہ نسلوں کے لیے نہایت مضر ہے البتہ علمائے حدیث ہند کی کاوشیں قابل قدر اور لائق حد آفرین و تحسین ہیں۔

یاران تیر گام نے محمل کو جا لیا

ہم محونا لہ جبرس کارواں رہے

شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ جنھیں علامہ رشید رضا مصری (م ۱۳۵۴ھ) نے دینی خدمات کی بنا پر 'رجل الہی' کہا ہے اپنی ذات میں انجمن تھے۔ مولانا امرتسری رح کہنے کو فرد واحد ہیں مگر خدمات کے لحاظ

سے اداروں سے بڑھ کر ہیں۔ مفسر تھے، محدث تھے، مدرس تھے، مناظر تھے، مصنف تھے اور بلند پایہ ادیب و صحافی تھے۔ آپ عمر بھر طاغوتی طاقتوں اور آئمہ مضلین کے سامنے توحید و سنت اور ختم نبوت کے دفاع کے لیے سینہ سپر رہے۔ صلیبی پادریوں، آریہ سماجی پنڈتوں، قادیانی مبلغوں، نیچری بابوؤں اور بدعتی طاؤں کے خلاف ان کی معرکہ آرائی کی داستانیں تاقیامت کبھی اوز سنی جائیں گی اور آنے والی نسلیں ان کے تحریرہ اور تقریرہی مواد سے خوشہ چینی کرتی رہیں گی۔

۵ کسی ایسے شر سے پھونک اپنے خرمن دل کو  
 کہ خورشید قیامت بھی ہوتیرے خوشہ چینیوں میں  
 اس رفوگر نے سینہ چاکاں چین توحید کو متحد کیا اور ۱۹۴۷ء تک اس چین کی  
 آبیاری خونِ جگر سے کرتے رہے ۵

پھلا پھولا رہے یارب چین میری میدوں کا  
 جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں  
 کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شیدائی نے ہمیشہ  
 اتباع کتاب و سنت کی دعوت دی۔ قال اللہ وقال الرسول کی صدا بلند کی  
 اور اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کی تبلیغ کی ۵

ماقہ سکندر و دودار انخوائدہ ایم  
 از ماججر حکایت مہر و وفا میرس  
 مولانا امرتسری رح حاضر جوابی، بذلہ سنجی اور مناظرانہ نکتہ آفرینی میں کیتائے  
 ہرگز گارتھے۔ انھوں نے اپنی شعلہ نوائی سے خرمن باطل کو خاکستر بنا ڈالا۔  
 پورے برصغیر میں وہ ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے  
 پاسباں اور توحید و سنت کے سب سے بڑے نقیب تھے۔

جناب عبدالرشید عراقی متعنا اللہ بطلوہ حیاتہ جماعتی حلقوں میں خاصے  
 متعارف ہیں۔ ترجمان القرآن، البلاغ، محدث، ترجمان الحدیث، الاعتصام،

اہل حدیث، الاسلام اور صحیفہ اہل حدیث ایسے موقر دینی جرائد میں ان کے وقیع مضامین و مقالات کی اشاعت ہوتی رہتی ہے۔ ارباب فکر و نظر نے ان مضامین کو ہمیشہ بنظر استحسان ہی دیکھا ہے۔

موصوف ایک منجھے ہوئے ادیب اور سلجھے ہوئے قلم کار ہیں۔ مطالعہ کا شغف رکھتے ہیں۔ ان کی لائبریری ان کے علمی و ادبی ذوق کا پتہ دیتی ہے۔

فقیر الی اللہ نے ان کی اہم ترین اور اولین تالیف ”تذکرہ ابو الوفا“ کا مسودہ بالاستیعاب پڑھا ہے۔ یہ تذکرہ عراقی صاحب کی بہترین کاوش ہے اور اس پر وہ شکر یہ کے مستحق ہیں۔

مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں اس تالیف پر مقدمہ کے طور پر کچھ تحریر نہ کروں۔ یہ تہمض ان کے دل کی فیاضی اور ذرہ نوازی ہے۔ وگرنہ !

صلاح کار کجا و من خراب کجا  
عراقی صاحب کی یہ سوانحی کاوش سلف صالحین کے ساتھ ان کی محبت و عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے

احب الصالحین و لست منهم  
لعل اللہ یرزقنی صلاحاً  
یہ تذکرہ جہاں مولانا امیر سیری رحم کے جرائد و رسائل اور تصنیفات و تالیفات اور مناظرات و مباحثات کا تفصیلی جائزہ ہے وہاں ان سہل انگار علماء کے لیے ایک تازہ یا نہ بھی ہے جو تصنیف و تالیف کی دوڑ میں اس قدر پیچھے ہیں کہ آگے نکل جانے والوں کو کبھی نہ مل سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ مصنف کے علم و عمل، عمر اور رزق میں برکت عطا فرمائے (آمین) ۱۵  
مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اللہم تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے؟  
طالب غفران

عزیز الرحمن یزدانی ایم اے

۲۱ رجب ۱۴۰۳ھ

خطیب جامع مسجد الطہدیت سوہدرہ  
ضلع گوجرانوالہ

۵ مئی ۱۹۸۳ء

## باب

## سخنِ اولیں

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے  
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وریچکدا

شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری مرحوم و معذور ماضی قریب کی  
ایک ایسی عظیم اور عبقری شخصیت تھے۔ جن کی نظیرِ خال خال ہی منصف شہود پر  
جلوہ گر ہوتی ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علوم و فنون کے اندر نگہری بصیرت،  
ذرف نگاہی، حزم و تدبیر، مومنانہ فراست، دور اندیشی، معاملہ فہمی، جفا کشی صبر و  
علم، نرم گفتاری، شرف کلامی، زورِ خطابت اور جولانی قلم کی بے پایاں خوبیوں  
کے ساتھ ساتھ ایک ایسے جوہر بے بہا سے بھی نہایت فیاضی کے ساتھ نوازا تھا  
جو آپ کو آپ کے تمام معصروں سے ممتاز کرتا تھا۔ اور یہ جوہر تھا، شریعتِ مطہرہ  
کے حفظ و دفاع کے لیے اہل باطل کے پُر فریب دلائل، دجل آمیز تعریفات،  
اور جھوٹے و غلط دعاوی کا ابطال و استیصال۔

آپ کی پیدائش جون ۱۲۸۶ھ ۱۸۶۸ء امرتسر کی ہے۔ آپ کے آبا و اجداد ریاست  
کشمیر سے ہجرت کر کے امرتسر میں آباد ہو گئے تھے۔ مولانا ثناء اللہ سات سال  
کے تھے کہ سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ آپ کے آبائی خاندان کا پیشہ رفرگری  
تھا۔ اس لیے آپ نے اپنا آبائی پیشہ اختیار کیا۔ اسی سال ایک عالم نے آپ  
سے اپنا گرم چٹہ رفرگرایا تو وہ بزرگ آپ کی گفتگو سے بہت متاثر ہوئے آپ  
سے فرمایا، کہ کہیں پڑھتے ہو۔ آپ نے نفی میں جواب دیا۔ تو بزرگ عالم نے آپ کو

پڑھنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ آپ نے رفوگری کے ساتھ ساتھ تعلیم کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ گویا ع

ہے مشقِ سخن جاری اور چکی کی مشقت بھی

## تحصیلِ تعلیم

مولانا ثناء اللہ نے ۱۴ سال کی عمر میں اپنی تعلیم کا آغاز کیا اور مدرسہ تائید الاسلام امرتسر میں داخل ہو گئے۔ اس مدرسہ کے بانی و صدر مدرس مولانا احمد اللہ رئیس امرتسر (م ۱۳۲۶ھ) تھے۔ مولانا نے ابتدائی تعلیم مولانا احمد اللہ سے حاصل کی۔ بعد ازاں تحصیلِ حدیث کے لیے استاد پنجاب مولانا حافظ عبدالنان صاحب محدث و ذریعہ آبادی (م ۱۳۳۲ھ) کی خدمت میں پہنچے۔ اور آپ سے کتبِ درسیہ پڑھ کر سند حاصل کی۔

۱۳۰۶ھ میں آپ ذریعہ آباد سے فارغ ہو کر حضرت شیخ النکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور استاد پنجاب کی سند دکھا کر اجازت تدریس حاصل کی۔ دہلی سے فراغت کے بعد آپ دیوبند آئے۔ اور شیخ الہند مولانا محمود الحسن اسیر (م ۱۳۳۹ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے کتبِ درسیہ معقول و منقول پڑھیں۔

دیوبند سے فراغت کے بعد آپ نے مدرسہ فیض عام کانپور میں داخلہ لیا جہاں ان دنوں مولانا احمد حسن مرحوم صدر مدرس تھے۔ دینیات میں ان کا بہت شہرہ تھا۔ ۱۳۱۰ھ میں آپ نے مدرسہ کانپور سے تکمیلِ تعلیم کی۔ مولانا امرتسری اپنی تعلیم کے بارے میں لکھتے ہیں :-

”دیوبند سے مدرسہ فیض عام کانپور گیا۔ یہ مکراتِ دنوں مولانا احمد حسن مرحوم کے منطقی درس کا شہرہ بہت زیادہ تھا اور مجھے بھی علومِ معقول اور منقول سے خاص شغف تھا۔ اس لیے میں مدرسہ فیض عام کانپور

میں جا کر داخل ہو گیا۔ کچھ شک نہیں مولانا مرحوم کا تبحر علمی واقعی قابل تعریف تھا۔ وہاں جا کر میں کتب مقررہ میں شریک ہوا۔ اور قند مکر کا لطف پایا۔ مولانا احمد حسن مرحوم تھے تو بریلوی عقیدہ کے مگر طلباء کے حق میں کوئی تقید پسند نہ کرتے تھے۔ انہی دنوں مولانا مرحوم کو حدیث پڑھانے کا تازہ تازہ شوق ہوا تھا۔ میں ان کے درس حدیث میں شامل ہوا۔ وہاں کی تعلیم حدیث تیسری قسم کی پائی۔ غرض علم حدیث میں میں نے تین مختلف درس گاہوں سے فائدہ اٹھایا خالص اہل حدیث۔ خالص حنفی، بریلوی عقیدہ۔ پنجاب میں مولانا حافظ عبد المنان مرحوم (الہدیت مشرب) میرے شیخ الحدیث تھے دیوبند میں مولانا محمود الحسن صاحب اور کانپور میں مولانا احمد حسن (رحمہم اللہ اجمعین) استاد العلوم والحدیث میرے شیخ الحدیث تھے اس لیے میں نے حدیث کے تینوں استادوں سے طرز تعلیم سیکھا۔ وہ بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

۱۳۱۱ھ میں آپ مدرسہ کانپور سے فارغ ہوئے :-

اسی سال یعنی ۱۳۱۱ھ میں مولانا شبلی نعمانی (م ۱۳۳۲ھ) کی تحریک پر ندوۃ العلماء کے قیام کے سلسلہ میں مولانا لطف اسد علی گڑھی (م ۱۳۲۵ھ) کی صدارت میں جو جلسہ ہوا تھا۔ اور ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اس میں مولانا ثناء اللہ مرحوم ایک بنیادی رکن کی حیثیت سے شامل ہوئے تھے۔ بقول علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) سب سے کم عمر رکن تھے یہ

۱۰ الہدیت امرتسر ۲۳ جنوری ۱۹۲۲ء انوار توحید ص ۴۱

۱۱ حیات شبلی ص ۳۰۳

## طبی تعلیم

درس نظامیہ کی تعلیم کی تحصیل کے بعد فن طب میں بھی تعلیم حاصل کی۔ اور اس میں خاصی مہارت حاصل کی تھی۔ طب میں آپ کے استاد حکیم افضل اللہ کانپوری تھے۔ مگر آپ نے اسے بحیثیت پیشہ اختیار نہیں کیا۔ ۱۵

## فراغت کے بعد

تحصیل تعلیم کے بعد آپ امرتسر پہنچے۔ اور تدریس کا شغل اختیار کیا جس مدرسہ تائید الاسلام میں آپ نے حصول تعلیم کا آغاز کیا تھا۔ اسی مدرسہ میں آپ کے استاد اول مولانا احمد اللہ امرتسری (م ۱۳۲۶ھ) نے آپ کا تقریباً بحیثیت صدر مدرس کر دیا۔ اور آپ کے ذمہ الجامع الصیغ البخاری کا سبق رکھا گیا۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مولانا امرتسری دور طالب علمی ہی میں علمی لیاقت کے کس مقام بلند تک رسائی حاصل کر چکے تھے۔ اور آپ کے اساتذہ کی نگاہ میں آپ کی کتنی قدر و منزلت تھی۔

مدرسہ تائید اسلام میں آپ ۶ سال تک پڑھاتے رہے۔ ۱۹۰۸ء میں مدرسہ تائید الاسلام سے علیحدہ ہو کر مدرسہ اسلامیہ مالیر کوٹلہ میں بحیثیت صدر مدرس چلے گئے اور اس مدرسہ میں ۱۹۰۸ء تک تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۶

## مولوی فاضل

۱۹۰۸ء میں آپ نے مدرسہ اسلامیہ مالیر کوٹلہ سے علیحدگی اختیار کی اور واپس امرتسر پہنچے اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۹۰۲ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان امتیازی نمبروں میں پاس کیا۔ ۱۷

۱۸ اگست ۱۹۲۳ء / اکتوبر ۱۹۲۲ء ۱۹ اگست ۱۹۲۶ء ۲۰ فوراً توحید ص ۴۴

## باب

# تبلیغ اسلام اور اس کا حفظ و دفاع

مولانا شہداء اللہ مرحوم آغاز عمر ہی سے مختلف مذاہب اور مکاتب فکر کے عقائد و خیالات کی تحقیق و ریسرچ کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ اس لیے آپ نے تدریسی تصنیفی مصروفیات کے باوجود اہل باطل کی تردید و بیخ کنی کا بیڑہ اٹھایا۔ چنانچہ آپ اپنے اس مشن میں پوری طرح کامیاب و کامران ہوئے آپ نے جس فضائیں آنکھ کھولی تھی۔ اس میں اسلام کے تین دشمن اپنی پوری قوت کے ساتھ اسلام پر حملہ آور نظر آ رہے تھے۔

۱۔ آریہ جو ماضی قریب کی پیداوار تھے اور سرزمین ہند سے اسلام کا نام و نشان مٹا دینے کا عزم رکھتے تھے۔

۲۔ عیسائی جنہوں نے ۸۵۷ء میں مکمل سیاسی غلبہ حاصل کر لینے کے بعد اسلامی افکار و عقائد اور تمدن و ثقافت کے خلاف انتہائی جارحانہ رویہ اختیار کر رکھا تھا۔ ان کے پادری برصغیر میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک دندناتے پھرتے تھے اور ان کی تحریریں و تقریریں جارحیت سے مسلم قوم بیلارہی تھی۔

۳۔ قادیانی جو سامراج کا خود کاشتہ پودا تھے اور جن کے سربراہ اکبر مرزا غلام احمد قادیانی کے تازہ بہ تازہ دعوئے مسیحیت سے اسلامی طغیوں میں پھیل مچی ہوئی تھی۔

ان تینوں طبقوں کے علاوہ شیعہ، بدعتی اور اسلام سے نسبت رکھنے والے اور کئی متعدد فرقے تھے جنہوں نے اسلام کے دفاعی مورچے میں خانہ جنگی کی کیفیت

یر پا کر رکھی تھی۔ مولانا مرحوم نے تحصیل علم کے بعد میدان جہاد میں قدم رکھ دیا۔ اور زندگی بھر نہایت کامیابی کے ساتھ جو کبھی لڑائی لڑتے رہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں :-

”اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی، اور قلم اٹھایا

ان کے حملے کو روکنے کے لیے ان کا قلم شمشیر بے نیام ہوتا تھا۔ اور اسی مجاہدانہ خدمت میں انہوں نے عمر بسر کر دی۔

مرحوم اسلام کے بڑے مجاہد تھے۔ زبان اور قلم سے جس نے

بھی حملہ کیا۔ اس کی مدافعت میں جو سپاہی سب سے آگے بڑھتا وہ

آپ ہی ہوتے تھے

آپ کے دیرینہ رفیق شریک کار مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) لکھتے ہیں

کہ :-

”اگر رات کو کوئی فرقہ اسلام کے خلاف پیدا ہو جائے تو صبح اس کا

جواب مولانا شہداء اللہ دے سکتے ہیں“

مت بہت بہت بہت

## باب

# سیاسی خدمات

برصغیر کی سیاست میں بھی مولانا ثناء اللہ مرحوم کا بہت بڑا حصہ ہے ابتدا میں انڈین نیشنل کانگریس ملک کی واحد نمائندہ جماعت تھی جس میں ہندو اور مسلمان شامل تھے۔ اس لیے مولانا مرحوم بھی ابتداء کانگریس میں شامل ہوئے۔ اور آپ نے تحریک آزادی کے سلسلہ میں ایک اہم کردار ادا کیا۔

۱۹۰۶ء میں مسلمانوں نے اپنی علیحدہ جماعت کی تشکیل کی۔ اور بہت سے مسلمان لیڈر کانگریس سے علیحدگی اختیار کر کے مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔

ہندو کانگریسی لیڈر مخلص نہ تھے۔ اور مسلمان عمائدین کا اولین مقصد حصول آزادی کے ساتھ ساتھ اسلامی اقتدار اور نظام شریعت کا قیام تھا۔ خود مولانا مرحوم کا مطلع نظر بھی یہی تھا۔ اس لیے آپ نے بھی کانگریس کو چھوڑ کر مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں (م ۱۳۲۶ھ) کی صدارت میں منعقد ہوا تھا۔ اس کی استقبالیہ کمیٹی کے صدر مولانا ثناء اللہ مرحوم ہی تھے۔

۱۹۱۴ء کی نہرو رپورٹ، ۱۹۳۰ء کی گول میبل کانفرنس ۱۹۳۵ء، ۱۹۳۶ء کی انتخابی مہموں اور وزارت سازی کے موقع پر کانگریسی لیڈروں کے طرز عمل نے مسلمانوں کو کانگریس سے متنفر کر دیا۔ ۱۹۳۴ء میں علامہ اقبال (م ۱۳۵۴ھ) نے محمد علی جناح (م ۱۳۶۴ھ) کو مسلم لیگ کی باگ ڈور سنبھالنے کی دعوت دی۔ انھوں نے اس

دعوت کو قبول کر کے مسلم لیگ میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اس وقت ہندو اخبارات نے پاکستان کے خواب کو ایک 'انہونا خواب' قرار دیا۔ تو مولانا ثناء اللہ مرحوم نے لکھا:-

”دین اسلام نے ہمیں سکھایا ہے کہ خدا کی رحمت سے نا اُمید ہونا کفر ہے۔ اس لیے ہم اس خواب کی حقیقت ہو جانے سے نا اُمید نہیں ہو سکتے۔ خدا کرے یہ خواب سچا ہو جائے“ اے

نہ بن نہ بن نہ بن نہ بن

اے اہل حدیث امرتسر ۱۹ ستمبر ۱۹۳۸ء

## باب

# مٹی اور جماعتی خدمات

ملتِ اسلامیہ کو متحد کرنے اور اسلام کے حفظ و بقا کے لیے یہ ضروری تھا۔ کہ برصغیر میں ایک ایسی نائنہ اور اجتماعی قیادت کا قیام عمل میں لایا جائے۔ جو زندگی کے ہر شعبہ میں مکمل رہنمائی کی اہلیت رکھتی ہو۔ اس مقصد کے لیے آپ نے سب سے پہلے جماعتِ اہلحدیث کو منظم کیا۔ اور ”آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس“ کی تنظیم میں مرکزی اور مؤثر کردار ادا کیا۔ ندوۃ العلماء کا قیام تو عمل میں آچکا تھا۔ اس کے اولین اجلاس بمقام کانپور میں مولانا مرحوم نے شمولیت کی۔ اس کے علاوہ جمعیتہ العلماء کا قیام بھی آپ کی تحریک پر عمل میں آیا۔ ان ہر اداروں کے قیام اور ترقی و ترویج کے سلسلہ میں مولانا مرحوم نے جو قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ اس کا سرسری خاکہ پیش خدمت ہے۔

## جماعتی خدمات

جماعتِ اہلحدیث کی ترقی اور ترویج میں مولانا مرحوم نے ایک اہم کردار ادا کیا۔ برصغیر میں جماعتِ اہلحدیث کو منظم اور فعال بنانے میں آپ کی خدمات تاریخ میں سنہری حروف سے لکھی جائیں گی۔

۶/۱۲/۲۲ء ۱۹۰۱ء میں آ رہ (بہار) میں اکابر علمائے اہلحدیث کا اجتماع ہوا۔ جس میں مولانا مرحوم بھی شریک تھے۔ غور و فکر اور بحث و تمحیص کے بعد ”آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس“ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

کافر نس کے پہلے صدر استاذ الاساتذہ مولانا حافظ عبداللہ صاحب محدث غازی پوری (م ۱۳۲۴ھ) مقرر ہوئے۔ اور نظامت کے لیے مولانا شہداء اللہ مرحوم کا انتخاب عمل میں آیا۔ قیام پاکستان تک آپ کافر نس کے ناظم اعلیٰ رہے۔ آپ کی جماعتی خدمات کو اکابر علمائے الہدیت نے تسلیم کرتے ہوئے ۷ اربیع الاول ۱۳۴۰ھ / ۲ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو مسجد مبارک متصل اسلامیہ کالج لاہور میں ایک اہم اجلاس بلا یا جس میں متفقہ طور پر آپ کو ”سردار الہدیت“ منتخب کیا گیا لے آپ تاحیات کافر نس کے ناظم اعلیٰ اور سردار الہدیت رہے۔

## تحریک ندوۃ العلماء میں شرکت

۱۸۹۲ء میں مولانا شبلی نعمانی (م ۱۳۳۱ھ) کی تحریک پر مولانا لطف اللہ علی گڑھی (م ۱۳۳۵ھ) کی صدارت میں ندوۃ العلماء کے قیام کے لیے جو اجلاس کانپور میں ہوا تھا اس میں مولانا شہداء اللہ بھی شریک تھے۔ اس اجلاس میں بقول علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۴۳ھ) سب سے کم عمر رکن مولانا امرتسری تھے۔ مولانا مرحوم تاحیات ندوۃ العلماء کی انتظامی کمیٹی کے رکن رہے اور اس کی ترقی و ترویج میں ہمیشہ کوشاں رہے۔

۱۰ مئی ۱۹۱۳ء ندوہ کے بگڑے ہوئے احوال کی اصلاح کے لیے دہلی میں مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں (م ۱۳۶۶ھ / ۱۹۲۴ء) کی تحریک پر جو جلسہ ہوا تھا۔ اس کے صدر حکیم صاحب مرحوم کی تحریک پر مولانا امرتسری قرار پائے۔ جلسہ میں ندوہ کی اصلاح احوال کے لیے عائدین قوم نے ایک گیارہ رکنی کمیٹی کی تشکیل کی تھی جس کے ایک رکن مولانا شہداء اللہ مرحوم بھی تھے یہ

## جمعیتۃ العلماء کی تشکیل

جنگ عظیم اول ۱۹۱۳ء تا ۱۹۱۸ء کے بعد مسلمان علمائین نے محسوس کیا جو ذہنی و سیاسی

لے الہدیت امرتسر ۲۴ فروری ۱۹۳۱ء ص ۹ لے الہدیت امرتسر ۲۲ مئی ۱۹۳۱ء

بلکہ ہر شعبہ زندگی میں مکمل رہنمائی کر سکتی ہو۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء میں مولانا مرحوم کی تحریک پر دہلی میں ہر مکتب فکر کے علماء کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں کثرت رائے سے جمعیتہ العلماء کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔ اور آپ ہی کی تحریک پر دسمبر ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں جمعیتہ العلماء کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی (م ۱۳۴۲ھ) کی صدارت میں ہوا۔

مولانا عبد الزاق ملیح آبادی (م ۱۳۶۱ھ) اس اجلاس کے بارے میں لکھتے ہیں:

”اب مجلس میں داخلے کے بعد — کیا دیکھتا ہوں۔ کہ مفتی کفایت اللہ صاحب کے پہلو میں مولانا ثناء اللہ تشریف فرما ہیں اور صدارت کے فرائض زبردستی خود ہی انجام دے رہے ہیں۔ اور مولانا ثناء اللہ مفتی صاحب کو بولنے نہیں دیتے تھے۔ اور مداخلت کا گویا ٹھیکہ لے بیٹھے ہیں اے

مثبت بن مثبت

## باب

# مباحثات و مناظرات

تبلیغ حق اور ابطال باطل کی دوسری راہ مناظرے کی تھی۔ اور مناظرہ کی طرف رحمان آپ کا ابتدائے عمر ہی سے تھا۔ امرتسر اور وزیر آباد میں دورانِ تعلیم میں آپ عیسائی پادریوں کی تقاریر سنتے تھے اور بعد میں ان پر اعتراض کیا کرتے تھے۔ عوام آپ کے اعتراضات دلچسپی سے سنا کرتے تھے لہ

آپ نے اپنی زندگی میں بے شمار مناظرے کیے اس کی گواہی اہل حدیث امرتسر کا ۴۴ سالہ قائل دے سکتا ہے۔ اگر ان مناظروں کی پوری تفصیل دی جائے تو ایک مستقل کتاب بن جائے۔ آپ نے اپنی زندگی میں آریوں، عیسائیوں، قادیانیوں، حنفیوں (دیوبندی اور بریلوی) شیعوں اور منکرین حدیث سے تحریری و تقریری مناظرے کیے۔ یہاں آپ کے چند مشہور مناظروں کا اجمالی تذکرہ پیش خدمت ہے۔

## آریوں سے مناظرے

- ۱۔ مناظرہ دیوریا ۱۹۰۳ء
  - ۲۔ مناظرہ نگینہ ضلع بجنور ۵ جون ۱۹۱۳ء تا ۴ جون ۱۹۱۳ء (تقریری)
- یہ مناظرہ علامتے دیوبند کی تحریک پر ہوا تھا۔ اس مناظرہ میں آپ کے استاد فرخ الہند مولانا محمود الحسن اسیر ماٹا (م ۱۳۳۹ھ) مع اپنے فقار کے شریک تھے لیکن حکم قرمہ خاں بنام من دیوانہ زند

لے نور توحید ص ۳۹ حاشیہ

بالا اتفاق مولانا امرتسری اہل اسلام کی طرف سے مناظر مقرر ہوئے۔ آریہ کی طرف سے ماسٹر آتمارام، پنڈت کرپارام اور لالہ وزیر چند ایڈیٹر اخبار آریہ مناظر تھے۔ تیسرے دن پنڈت کرپارام اور لالہ وزیر چند نے راہ فرار اختیار کی اور پانچویں دن ماسٹر تارارام بھی بھاگ کرے ہو گئے۔ اس مناظرہ میں حق کی فتح ہوئی۔ اور اس فتح کے اثر سے کئی ہندو بھی مسلمان ہوئے۔ ۱۱۔ ہندو تو میدان مناظرہ میں مشرف بالا سلام ہوئے۔ محمد عمر کرپوری جو مرتد ہو کر آریہ ہو گئے تھے۔ اسی مناظرہ سے متاثر ہو کر دوبارہ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ یہ مناظرہ کتابی شکل میں چھپ چکا ہے۔

۳۔ مقام ڈی۔ اے۔ وی۔ کالج ۱۹۱۲ء

۳۔ مناظرہ لاہور

۴۔ ۲۲ جون ۱۹۱۵ء

۴۔ مناظرہ جبل پور

۱۹۱۷ء

۵۔ مناظرہ دھچھو والی ضلع لاہور

۱۵، ۱۶ مارچ ۱۹۱۸ء

۶۔ مناظرہ ولیم ضلع مظفرنگر

۱۹، ۲۱ مارچ ۱۹۱۸ء (تحریری)

۷۔ مناظرہ خورجہ ضلع بٹنہ شہر

۱۹۲۰ء پنڈت دھرم بھگشو آریہ سے

۸۔ مناظرہ امرتسر

۱۹۲۵ء ماسٹر آتمارام آریہ سے

۹۔ مناظرہ امرتسر

۱۹۲۱ء ماسٹر رام چندر سے

۱۰۔ مناظرہ لاہور

۱۲، ۱۴ (رجوری) ۱۹۲۷ء

۱۱۔ مناظرہ حیدرآباد (سندھ)

۳ اگست ۱۹۳۱ء

۱۲۔ مناظرہ ویناگر ضلع گورداسپور

یہ مناظرہ (نمبر ۱۱) نہایت دلچسپ اور بیک کرشمہ دوکار کا مصداق تھا۔ قادیانیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ آریوں کو ہارے علاوہ کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ لیکن قادیانی آریوں کو شکست نہ دے سکے۔ مولانا انشا اللہ مرحوم نے انھیں شکست دی۔ اور اس طرح آریوں کی بھی تردید ہوئی۔ اور قادیانیوں کی بھی سوائی۔

۲۳ مئی ۱۹۳۲ء۔ آریوں سے آخری مناظرہ

۱۳۔ مناظرہ امرتسر

اس مناظرہ میں آریہ مناظر نے مولانا مرحوم کا غلبہ و برتری تسلیم کی تھی۔

## عیسائیوں سے مناظرے

۱ - مناظرہ لاہور ۱۹۱۰ء - یہ عیسائی مناظرہ پادری جوالا سنگھ سے ہوا تھا۔ اس میں عیسائی مناظر نے اپنی شکست کا اعتراف کیا۔ اور ایک پورا عیسائی خاندان مسلمان ہو گیا۔

۲ - مناظرہ ہوشیار پور ۶ ستمبر ۱۹۱۶ء  
یہ مناظرہ بھی پادری جوالا سنگھ سے ہوا تھا۔

۳ - مناظرہ گوجرانوالہ ۲۷ تا ۲۸ فروری ۱۹۲۱ء - یہ مناظرہ پادری سلطان محمد سے مسئلہ توحید پر ہوا تھا۔ دورانِ مناظرہ ایک عیسائی نوجوان نے اسلام قبول کیا۔

۴ - مناظرہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ ۲ تا ۳ ستمبر ۱۹۲۶ء

عیسائیوں کی طرف سے پادری محمد سلطان پال مناظرے تھے۔ مگر پادری سلطان محمد مولانا جوم کے مقابلے میں بے بس ہو گئے۔ تو عیسائیوں نے پادری عبدالحق کو بلا لیا۔ مناظرے کا موضوع اسلامی توحید اور الوہیت مسیح تھا۔ مگر پادری عبدالحق بھی مات کھا گئے اور عرصہ تک سر نہ اٹا سکے۔

۵ - مناظرہ آلہ آباد ۴ تا ۵ اگست ۱۹۳۵ء

یہ مناظرہ بھی پادری عبدالحق سے ہوا تھا۔ موضوع الوہیت مسیح تھا۔ عیسائی مناظر اس مناظرہ میں اتنا بوکھلا گیا اور یہاں تک کہہ دیا:  
”ہم الوہیت مسیح کے قابل نہیں“

پادری کے اس اعلان سے عیسائی سفروں میں کھلبلی مچ گئی اور مسلمان اپنی شاندار فتح پر شادانِ فرحان تھے۔ یہ مناظرہ بڑا معرکہ خیز تھا۔

## شیعوں سے مناظرے

۱ - مناظرہ قادر آباد ضلع گجرات ۲۸ اپریل ۱۹۱۳ء

۱۹۲۰ء۔ موضوع مناظرہ مسئلہ وراثت

۲۔ مناظرہ لاہور

اور باغ فدک تھا۔

۳۔ مناظرہ منصور پور ضلع ہوشیار پور۔ ۱۰ مارچ ۱۹۲۲ء (تقریری) موضوع مناظرہ

خلافت اصحاب ثلاثہ تھا۔

۴۔ مناظرہ داربرن ضلع شیخوپورہ ۸ مئی ۱۹۲۳ء

یہ مناظرہ شیعہ حضرات اور علمائے احناف کے درمیان طے پایا تھا۔ مگر علمائے احناف نے مناظرہ کے لیے 'سردار الحدیث' مولانا ثناء اللہ مرحوم کو دعوت دی۔ اور شیعہ کی جانب سے مولوی مرزا احمد علی لاہوری مناظرہ مقرر ہوئے۔

موضوع مناظرہ (۱) مسئلہ خلافت (۲) مسئلہ تراویح اور (۳) غسل

رجلین فی الموضوع تھا۔

شیعہ مناظر آپ کے سامنے آنے سے گریز کرتا رہا۔ اس لیے اس نے سب سے پہلے یہ اعتراض کیا۔ کہ مناظرہ شیعہ اور اہل سنت (حنفی) کے درمیان ہے۔ اور مولانا ثناء اللہ صاحب الحدیث ہیں۔ اس لیے ہم الحدیث سے مناظرہ نہیں کر سکتے۔

مولانا امرتسری نے فرمایا:

مولانا احمد علی صاحب اہل سنت ایک مقیم ہے۔ جیسے ہندوستانی۔ اس کے ماتحت مختلف صوبوں کے لوگ ہیں۔ مثلاً پنجابی، بنگالی، مدراسی وغیرہ۔ آپ کسی بنگالی کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ہندوستانی نہیں اور نہ کسی مدراسی کو کہہ سکتے ہیں کہ وہ انڈین نہیں۔ اسی طرح اہل سنت میں حنفی بھی، شافعی بھی، مالکی بھی اور اہل حدیث بھی شامل ہیں۔ چنانچہ علمائے احناف نے اس کی تائید کی اور مناظرہ شروع ہوا۔

مسئلہ خلافت کے ضمن میں مولانا نے شیعہ کتب سے حوالے دیئے اور ان کی تفسیر مجمع البیان طبری۔ اصول کلینی اور پنج البلاغہ سے حضرت عمرؓ کی خلافت ثابت کی۔ تو شیعہ مناظر اس کی تردید نہ کر سکا۔

مسئلہ تراویح میں شیعہ مناظر آپ کے طرز استدلال سے لاجواب ہو گیا۔

اور غسلِ رطلین فی الوضو پر جب مولانا نے حضرت علی رضی کا پاؤں دھونا شیعوں کے کتب سے ثابت کیا تو شدید مناظر نے اپنی عافیت اسی میں سمجھی کہ جواب نہ دیا جائے۔

یہ مناظرہ بڑا امر کرخیز تھا۔ کئی شیعوں اور حنفی حضرات نے مسلک اہلحدیث اختیار کیا۔

۵۔ مناظرہ بھڑٹی شاہ رحمان ضلع گوجرانوالہ ستمبر ۱۹۲۱ء

موضوع مناظرہ مسئلہ تقیہ، ایمان اصحاب ثلاثہ

شیعوں کی طرف سے مرزا مولانا احمد علی لاہوری مناظر تھے۔

مولانا عبد الحمید سوہروردی (م ۱۳۴۹ھ) جو اس مناظرہ میں موجود تھے لکھتے ہیں کہ:

”مولانا شہداء اللہ مرحوم نے قرآن کریم کی آیات سے حضرت ابو بکرؓ

اور حضرت عمرؓ کا ایمان دار ہونا ثابت کیا اور شہادت میں شیعوں کے مفسرین کی تفسیریں

پیش کیں، تو شیعوں مناظر آپ کے دلائل کی تاب نہ لاسکا“

## منکرین حدیث سے مناظرے

منکرین حدیث سے آپ کے کئی ایک مناظرے ہوئے جن کی تفصیل اخبار اہلحدیث امرتسر میں دیکھی جاسکتی ہے۔ منکرین حدیث کے دو مراکز تھے۔ لاہور اور امرتسر

منکرین حدیث کے بانی مولوی عبداللہ چکریٹالوی تھے۔ جو چکریٹالہ ضلع جہلم کے رہنے والے

تھے۔ اس گروہ کے ایک لیڈر مولوی شہتمت علی تھے۔ جنہوں نے اپنا مرکز لاہور کو بنا رکھا تھا۔

امرتسر میں مولوی احمد الدین تھے جو اسی گروہ کے ایک مرکزی رہنما تھے۔ مولوی احمد الدین ذی علم

تھے اور اکثر مولانا امرتسر سے الجھتے رہتے تھے۔ کبھی تحریری اور کبھی تقریری۔ مولوی احمد الدین

’البلاغ‘ کے نام سے ایک ماہوار رسالہ نکالتے تھے۔ جس میں اپنے مسلک کی تائید میں مضامین

لکھتے رہتے تھے۔ مولانا شہداء اللہ مرحوم ’اہلحدیث‘ میں اس کا دندان شکن جواب دیتے رہے مولانا

امرتسر اور مولوی احمد الدین کے درمیان ایک تحریری مناظرہ ’اہلحدیث‘ اور ’البلاغ‘ کے مابین

ہوا تھا۔ جو کئی اقساط میں چلتا رہا۔ آخر مولانا شہداء اللہ کے جوابات کی تاب نہ لاسکا اور سکوت اختیار

کر لیا۔ اگر یہ مناظرہ کتابی صورت میں شائع ہو جائے تو علمی دنیا میں ایک گراں قدر اضافہ ہو سکتا ہے۔

## مقلدین احناف سے مناظرے

مقلدین احناف (دوبندی اور بریلوی) سے آپ کے کئی ایک مناظرے ہوئے چند اہم اور مشہور مناظروں کی تفصیل یہ ہے۔ ان مناظروں میں عام طور پر مندرجہ ذیل موضوع زیر بحث آئے۔

مسئلہ تقلید شخصی - مسئلہ علم غیب - استمداد بغیر اللہ - مسئلہ رفع الیدین

آمین بالجہر - فاتحہ خلف الامام - مسئلہ ۸ - ۲۰ رکعات تراویح

۱۸۹۸ء - احناف کی طرف سے سولوی

۱ - مناظرہ امرتسر

خیر شاہ امرتسری مناظر تھے۔ یہ مناظرہ تحریری تھا۔ اس مناظرہ میں اہل حدیث کی طرف سے مولانا احمد اللہ امرتسری (م ۱۳۳۱ھ) اور احناف کی طرف سے مولانا ابو محمد عبد الحق مصنف تفسیر حقانی (م ۱۳۳۵ھ) منصف قرار پائے۔ یہ مناظرہ پہلے تحریری ہوا۔ بعد میں تقریری اور فیصلہ مولانا ثناء اللہ مرحوم کے حق میں ہوا۔ مولانا عبد الحق صاحب حقانی نے فیصلہ دیا کہ اہل حدیث مناظر کے دلائل قوی ہیں اور حنفی مناظر ان دلائل کو نہیں توڑ سکا۔

۱۸۹۹ء - مسئلہ تقلید پر مولوی عبد الصمد

۲ - مناظرہ امرتسر

بریلوی سے مناظرہ ہوا۔

۱۹۰۳ء - یہ مناظرہ مسئلہ علم غیب پر مولوی

۳ - مناظرہ امرتسر

عبد الصمد بریلوی سے ہوا۔ اور اس میں مفسر حقانی فریقین کے مسئلہ حج تھے انھوں نے مولانا امرتسری کو فاتح قرار دیا۔

۱۹۲۰ء - فرقہ ناجیہ کے موضوع پر

۴ - مناظرہ لاہور

مولوی کریم الدین بریلوی سے یہ مناظرہ ہوا۔

۱۹۲۰ء - مسئلہ تقلید شخصی پر مولوی

۵ - مناظرہ بدھوانہ نخلع جھنگ

غلام حسین شاہ مظفر گڑھی سے مناظرہ ہوا۔

۶۔ مناظرہ سوہدردہ ضلع گوجرانوالہ ۲۸ تا ۲۹ مارچ ۱۹۲۲ء۔ یہ تحریری مناظرہ فاتحہ خلف الامام پر مولوی سید نور شاہ سے حویلی ملک غلام محمد عراقی روم ۱۳۴۹ھ میں ہوا تھا۔ دوران مناظرہ مولوی سید نور شاہ کی طرف سے ایک سوال کا جواب آیا۔ تو آپ نے برجستہ فرمایا۔

قاصد کے آتے آتے خط ایک اور لکھ رکھوں

میں جانتا ہوں وہ کیا لکھیں گے جواب میں

اس شعر سے مولوی سید نور شاہ بوکھلا گئے اور راہ فرار اختیار کی۔ اس مناظرہ کے اثر سے مولوی سردار احمد بریلوی ساکن پنڈوریاں نے مع اپنے رفقاء کے مسلک اہلحدیث اختیار کیا تھا۔

۷۔ مناظرہ میرپور (ریاست جموں کشمیر) ۱۲ تا ۱۴ نومبر ۱۹۲۲ء

۸۔ مناظرہ چک رجا دی متصل لالہ موسیٰ ضلع گجرات ۳ تا ۵ اپریل ۱۹۲۳ء۔ موضوع

تعلیق شخصی۔ مولانا عبدالعزیز دیوبندی صاحب نبراس الساری فی اطراف البخاری سے ہوا تھا اور اس مناظرہ میں مولانا عبدالعزیز نے اپنی شکست کا اعتراف کیا۔

۹۔ مناظرہ پادردہ (ریاست بڑودہ) ۲۱ تا ۲۲ دسمبر ۱۹۲۵ء۔ تکفیر اہل حدیث

کے موضوع پر مولوی حشمت علی بریلوی سے ہوا تھا۔ یہ مناظرہ تحریری تھا اور کتابی صورت میں چھپ چکا ہے۔

۱۰۔ مناظرہ جلالپور پیر والا ضلع ملتان ۵ اکتوبر ۱۹۲۸ء۔ مسئلہ رفع الیدین پر شیخ

الجامعہ بہاول پور مولانا غلام محمد گھوٹوی سے ہوا اور مولانا مرتضیٰ حسن دیوبندی جو شیخ الجامعہ کے معاون تھے۔ مولانا مرتضیٰ کو فاتح قرار دیا۔

۱۱۔ مناظرہ تانڈیا نوالہ ۲۳ تا ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء۔ یہ مناظرہ بھی شیخ الجامعہ

مولانا غلام محمد گھوٹوی سے ہوا تھا۔ اور موضوع مناظرہ مسئلہ تعلیق تھا۔ شیخ الجامعہ نے اپنے موقف کی کمروری بر ملا تسلیم کی۔

۱۲۔ مناظرہ لاہور ۱۹۲۰ء۔ مسئلہ علم غیب پر مولوی ولی محمد جالندھری سے یہ مناظرہ ہوا۔ اس مناظرہ میں حنفی مناظر نے اعتراف کیا کہ اہل حدیث کا موقف صحیح ہے۔ اور ہم لوگ محض ہند اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے صحیح مسئلہ کو تسلیم نہیں کرتے۔

## قادیانیوں سے مناظرے

- ۱۔ مناظرہ امرتسر مولوی سرور شاہ قادیانی۔ موضوع مناظرہ۔ مرزا صاحب قادیانی اپنے الہامی دعوؤں میں سچے ہیں یا جھوٹے۔
- ۲۔ مناظرہ قادیان تحریری مناظرہ ہوا تھا۔ جنوری ۱۹۰۳ء۔ مرزا غلام احمد قادیانی سے
- ۳۔ مناظرہ رام پور جون ۱۹۰۹ء۔ یہ بڑا اہم اور تاریخی مناظرہ ہے۔ اس مناظرہ میں نواب محمد حامد علی خاں و ایسے رام پور خود موجود تھے۔ مناظرہ کے بعد نواب صاحب نے مولانا ثناء اللہ کی کامیابی پر جو سرٹیفکیٹ عطا فرمایا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

”رام پور میں قادیانی صاحبوں سے مناظرہ کے وقت مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب کی گفتگو ہم نے سنی مولوی صاحب نہایت فصیح البیان ہیں اور بڑی خوبی یہ ہے کہ برجستہ کلام کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنی تقریر میں جس امر کی تمہید کی۔ اسے بدلائل ثابت کیا۔ ہم ان کے بیان سے محفوظ و سرور ہوئے“ لے

- ۴۔ مناظرہ لدھیانہ نومبر ۱۹۰۹ء
- ۵۔ انعامی مباحثہ لدھیانہ اپریل ۱۹۱۲ء۔ مفتی قاسم علی دہلوی قادیانی سے یہ مباحثہ ہوا تھا۔ اور اس میں مولانا امرتسری نے تین صد روپے بطور انعام حاصل

لے الحمد للہ امرتسر ۱۹۰۹ء

کئے تھے۔ اس مناظرہ کا موضوع مرزا قادیانی کا اشتہار مجریہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء تھا۔

۶۔ مناظرہ امرتسر ۲۹ تا ۳۰ اپریل ۱۹۱۶ء (تقریری)۔

مولوی غلام رسول آن راجیکی سے حیات و وفات مسیح پر مباحثہ تھا۔

۷۔ مناظرہ سرگودھا دسمبر ۱۹۱۶ء

۸۔ مناظرہ میرٹھ ۹ تا ۱۱ مارچ ۱۹۱۷ء

۹۔ مناظرہ ڈیرہ غازی خاں ۲۶ مئی ۱۹۱۷ء

۱۰۔ مناظرہ ہوشیار پور ۲۱ تا ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۷ء

۱۱۔ مناظرہ گوجرانوالہ ۳ نومبر ۱۹۱۷ء

۱۲۔ مناظرہ گوجرانوالہ ۱۹ تا ۲۰ جنوری ۱۹۱۸ء۔ موضوع

مناظرہ، حیات و وفات مسیح، ختم نبوت اور صداقت مرزا۔

۱۳۔ مناظرہ ہوشیار پور ۲ تا ۳ فروری ۱۹۱۸ء

۱۴۔ مناظرہ کتہار پور ضلع جالندھر ۲۳ اپریل ۱۹۱۸ء

۱۵۔ مناظرہ جھنگ اکتوبر ۱۹۲۰ء

۱۶۔ مناظرہ مالیر کوٹلہ ۲۸ مارچ ۱۹۲۱ء

۱۷۔ مناظرہ مالیر کوٹلہ ۷ اپریل ۱۹۲۱ء۔ مناظرہ کے مباحثہ یہ تھے

۱۔ حیات مسیح

۲۔ معیار صداقت مامورین

۳۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

۴۔ صداقت مرزا

۱۸۔ مناظرہ کپور تھلہ ۱۷ تا ۱۸ ستمبر ۱۹۲۱ء

۱۹۔ مناظرہ فیروز پور ۳ جون ۱۹۲۲ء۔ قادیانی مناظرہ

منشی مسرزند علی تھے۔

۲۰۔ مناظرہ ننکانہ ضلع شیخوپورہ ۳ جون ۱۹۲۲ء۔ حافظ روشن علی

- قادیانی سے صداقتِ مرزا اور حیات و وفاتِ مسیح پر یہ مناظرہ ہوا۔
- ۲۱۔ مناظرہ گوجرانوالہ ۴ تا ۵ نومبر ۱۹۲۲ء۔ - مقابلہ میں قادیانی مناظر مولوی غلام رسول آف راجیکی تھے۔
- ۲۲۔ مناظرہ لاہور موچی دروازہ ۳ جون ۱۹۲۵ء
- ۲۳۔ مناظرہ چک ۹۹ شمالی ضلع سرگودھا ۵ جولائی ۱۹۲۵ء
- ۲۴۔ مناظرہ پٹھان کوٹ ۲۴ تا ۲۵ نومبر ۱۹۲۸ء۔ قادیانی مناظر مولوی اللہ تاجا نندھری تھے۔
- ۲۵۔ مناظرہ منٹگمری (ساہیوال) ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۹ء۔ مولانا امرتسری اس مناظرہ کے بارے میں فرماتے ہیں:-

”۲۰ اکتوبر کو مناظرہ ہوا جس میں قادیانی پارٹی مقابلہ تھی۔ اس مباحثہ کی کیفیت دیکھنے کے قابل تھی۔ قادیانی پارٹی ایسی بھیجی کہ نہ چائے ماندن نہ پائے رفتن“ لے

- ۲۶۔ مناظرہ مونگ ضلع گجرات ۱۱ تا ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۳ء۔ یہ مناظرہ حیاتِ مسیح، ختم نبوت اور صداقتِ مرزا کے موضوع پر ہوا تھا۔ اس مناظرہ میں قادیانی مناظر ہر سہ مسائل میں قطعی لاجواب ہو گیا۔
- ۲۷۔ مناظرہ بٹالہ ضلع گورداسپور ۱۵ نومبر ۱۹۲۳ء۔ نامہ نگار لکھتا ہے:
- ”مباحثہ کیا تھا۔ قادیاں تک اس سے زلزلہ پڑ گیا۔ قادیانی مناظر اپنے ہرا میوں کے ہر فقرہ پر گر تاجاتا تھا۔ پبلک نے بیک آواز تسلیم کیا۔ کہ اہم حدیث کی فتح ہوئی لے“

- ۲۸۔ مناظرہ بٹالہ ضلع گورداسپور فروری ۱۹۳۲ء۔ اس مناظرہ کی کیفیت بہت دلچسپ ہے۔ مولانا امرتسری نے فرمایا کہ:
- مرزا قادیانی کی عمر بہت کم تھی، یعنی ایک ہزار اکتیس سال (۱۰۳۱) اور اس چھوٹی

لے اہم حدیث امرتسر یکم نومبر ۱۹۲۹ء ۷۰ اہم حدیث امرتسر ۳۰ نومبر ۱۹۲۳ء

مگر میں وہ کیا کر سکتے تھے ۵

شکرِ معاش، ذکرِ خدا، یادِ رفتگان  
اتنی سی زندگی میں کوئی کیا اور کیا کرے

۲۹۔ مناظرہ وزیر آباد ۱۰ اپریل ۱۹۳۲ء۔ بروز اتوار وزیر آباد

میں ایک معرکہ خیز مناظرہ ہوا۔ قادیانیوں کی طرف سے ایک فوجوان پروفیسر سلیم کو مولانا امرتسری کے سامنے لایا گیا۔ مناظرہ میں پہلے قادیانی مناظر کو تقریر کا موقع دیا گیا۔ اور صداقت مرزا کے دفاع کی بھرپور کوشش کی۔ مگر وہ شیخ الاسلام مرحوم و مغفور کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ آخر مناظرہ کا رخ اشتہار مرزا کی طرف پھیر دیا گیا۔ مولانا امرتسری نے فرمایا:

”صبح موعود کی مدت قیام ۴۰ سال مرزا صاحب بتلاتے ہیں مگر خود ۸۵ سال

بعد اس دنیا سے کوچ کر گئے لہذا مرزا صاحب اپنے دعویٰ کے مطابق  
جھوٹے ٹھہرے۔ مولانا کی ضرب اتنی سخت تھی کہ قادیانی مناظر بوکھلا گیا۔

اثنائے مناظرہ میں مولانا حسب معمول اشعار بھی چیت کرتے تھے۔ ایک  
موقع پر آپ نے یہ شعر پڑھا ہے

عجب مرزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ  
وہ فتنوں سے کہیں کہ چپ رہو خدا کے لیے

اس پر قادیانیوں نے ادھم مچادی کہ یہ شعر مناسب نہیں۔ اور اس معاملہ کو اس  
قدر طول دیا کہ مولانا ظفر علی خاں (ام ۱۳۶۱ھ) کو جو اس مناظرہ کی زینت تھے حکم تسلیم کیا گیا  
انھوں نے فرمایا۔ اس شعر میں ایک لفظ بھی غش نہیں۔ مطلب صرف اتنا ہے کہ مولانا شہداء اللہ  
قیامت کے روز فریاد کریں گے کہ خداوند! مرزا غلام احمد قادیانی سے پوچھ کہ اس نے  
مسلمانوں میں کیوں تفرقہ پیدا کر دیا۔ اور مرزا صاحب فتنوں سے کہیں گے۔ میاں چپ رہو۔  
اس تشریح نے مجمع میں سرور و دلہر پیدا کر دیا۔

قادیانی مناظر چوں کہ نہ عمر تھا۔ اس لیے مولانا مرحوم اس پہلو پر بھی ایک شعر چیت کیے  
بنیر نہ رہ سکے۔ فرمایا ۵

کچھ جوانی ہے ابھی کچھ ہے لڑکپن ان کا  
دو جفا کاروں کے قبضہ میں ہے جو بن ان کا  
اس شعر کا طرفین پر جو اثر پڑ سکتا ہے۔ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ مناظرہ بڑا اثر انگیز  
تھا۔

ملک ابراہیم دہلوی (م ۱۳۸۷ھ) لکھتے ہیں:

”ہمارا یقین ہے کہ اس قسم کے دو تین مناظرے مختلف مقامات پر ہو جائیں  
تو پنجاب سے قادیانیت کا بیج اکھڑ جائے۔“ لے

۳۰۔ مناظرہ لاہور، مغل پورہ بیچ ۱۷ جولائی ۱۹۳۲ء

۳۱۔ مناظرہ جہلم ۲۱ تا ۲۳ اپریل ۱۹۳۳ء

۳۲۔ مناظرہ لاہور یکم جنوری ۱۹۳۴ء۔ یہ بڑا تاریخی مناظرہ

تھا۔ اس کی کیفیت محمدیہ پاٹ بک کے مصنف شہیر مولانا محمد عبداللہ معمار امرتسری (م ۱۳۶۹ھ)  
کی زبانی سنئے:

”لاہور میں یہ مناظرہ بے مثل رہا۔ اور رہے گا، انشاء اللہ۔ خدا کا شکر  
ہے کہ دلائل کی رُو سے حاضرین پر واضح ہو گیا کہ مرزا صاحب ایک طرف تو  
تو ہین مسیح کے مرتکب ٹھہرے اور دوسری طرف اپنے اعلان کی رُو سے پہلے  
مرکزہ کے ہاں کاذب ٹھہرے“ لے

۳۳۔ مناظرہ ٹہالہ ضلع گورداسپور ۱۲ تا ۱۴ مارچ ۱۹۳۷ء

حیات و وفات مسیح پر مولوی محمد سلیم قادیانی سے یہ مناظرہ ہوا

۳۴۔ مناظرہ امرتسر ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

مولوی جلال الدین شمس قادیانی سے ”عمر مرزا“ کے موضوع پر یہ مناظرہ ہوا۔

۳۵۔ مناظرہ میرٹھ ۱۲ مارچ ۱۹۳۵ء

اس مناظرہ میں دو قادیانی مناظر مولانا امرتسری کے مقابلے میں آئے۔ اور دونوں نے

لے اہمیت امرتسری ۱۹۳۶ء ۵ اہمیت امرتسر ۱۲ تا ۱۴ جنوری ۱۹۳۳ء

مزکی کھائی۔ مناظرہ کا موضوع مرزا صاحب کا اشتہار ”مولیٰ ثناء اللہ سے آخری فیصلہ“ تھا۔

۳۶۔ مناظرہ میرٹھ جنوری ۱۹۳۹ء

مولیٰ عمر الدین جالندھری سے، آخری فیصلہ کے موضوع پر یہ مناظرہ ہوا۔

۳۷۔ مناظرہ لاپور (فیصل آباد) نومبر ۱۹۴۱ء

مقابلہ میں قادیانی مناظر، مولیٰ اللہ داتا جالندھری تھے۔

یہ آپ کے چند مشہور مناظروں کا اجمالی تذکرہ کیا گیا ہے۔ اگر ان مناظروں کا تفصیل

سے جائزہ لیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ فن مناظرہ اور حاضر جوابی میں مولانا

ثناء اللہ صاحب کے مقابل برصغیر میں کوئی شخص پیدا نہیں ہوا۔

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۶۳ھ) لکھتے ہیں:

”مولانا ثناء اللہ مناظرہ کے امام تھے۔“

اور مولانا ظفر علی خاں (م ۱۳۶۶ھ) نے مولانا ثناء اللہ کے انتقال پر فرمایا:

”مولانا ثناء اللہ کی وفات حسرت آیات سے دنیا سے حاضر جوابی

ختم ہو گئی“

بت بت بت بت بت

۱۔ یاد رفتگان ص ۴۱۸

۲۔ سیرۃ ثنائی ص ۱۳۹

## باب

# شنائی اخبارات

## تبلیغی وسائل بذریعہ جرائد و رسائل

اسلام کی تبلیغی ضروریات اور اس کے لفظ و دفاع کے تقاضوں کی تکمیل کے لیے آپ نے مختلف ادوار میں تین اخبار جاری کیے۔

کسی دانا کا قول ہے کہ ”اخبارات قوم کی آواز ہوتے ہیں“ اور ایک دانشور نے کہا ہے کہ ”اچھے جرائد مذہب، قوم اور ملک کی ترجمانی کرتے ہیں، اور اس کے حقوق کے نگران ہوتے ہیں“ ان امور کے پیش نظر آپ نے جن اخبارات کا اجرا کیا ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ جریدہ ”مسلمان“

۲۔ اخبار ”الہدیت“

۳۔ ”مرقہ قادیانی“

## ماہنامہ و ہفت روزہ ”مسلمان“ امرتسر

جب اسلام دشمن فرقوں عیسائیوں، آریوں اور ہندوؤں نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف اعتراضات کا سلسلہ تیز کر دیا تو آپ نے خاص ان کی تردید کے لیے سنہ ۱۹۱۹ء کے لگ بھگ ”مسلمان“ کے نام سے ایک ماہوار رسالہ جاری کیا۔ اس میں تمام مضامین مولانا خود ارقام فرماتے۔ جن کا اندازہ مناظرانہ ہوتا تھا۔ اور اس کے ساتھ کئی قسم کے بحث ہوتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مئی ۱۹۰۸ء تک مسلمان ماہنامہ رہا۔ ۷ جون ۱۹۱۰ء سے اس کی اشاعت ہفت روزہ ہو گئی۔ جولائی ۱۹۱۳ء کو آپ نے اس کی ادارت کے حقوق منشی علم الدین امرتسری کے نام منتقل کر دیے۔ مگر منشی صاحب اس کو زیادہ عرصہ تک سنبھال نہ سکے اور اس کی اشاعت بند کر دی۔

## ہفت روزہ اخبار "الہدیت" امرتسر

ہفت روزہ اخبار "الہدیت" ۲۳ شعبان ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۳ نومبر ۱۹۰۳ء کو جاری ہوا اور ۴ سال تک باقاعدہ جاری رہا۔ اس کا آخری شمارہ ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ مطابق یکم اگست ۱۹۰۷ء کو شائع ہوا۔

اس ۴ سال میں ایک ہفتہ بھی ایسا نہیں گزرا۔ کہ اس کا نام نہ ہوا ہو۔ جنوری ۱۹۱۴ء میں پریس کی تبدیلی کی وجہ سے الہدیت شائع نہ ہو سکا۔ مگر آپ نے اس کی بجائے مخزن ثنائی (جنوری ۱۹۱۴ء) اور گلستہ ثنائی (فروری۔ مارچ ۱۹۱۴ء) کے نام سے پرچے شائع کیے یہ شمارے "الہدیت" کے منشی تھے۔ ۱۹۱۹ء میں بھی پریس کی تبدیلی کی وجہ سے اجازت نامہ میں تاخیر ہوئی تو آپ ۷ اور ۱۵ فروری ۱۹۱۹ء کے شمارے "گلستہ ثنائی" کے نام سے جاری کیے۔ اور اگست ۱۹۲۲ء میں پھر پریس کی تبدیلی کی وجہ سے ۱۰ اور ۱۷ اگست ۱۹۲۳ء کے شمارے "گلستہ ثنائی" کے نام سے شائع ہوئے۔ "الہدیت" امرتسر کو مولانا شہداء اللہ کی ادارت کا مستقل اعزاز حاصل رہا۔ تاہم سفرِ حج کے دوران ۳۰ اپریل ۱۹۲۶ء تا ۲۷ اگست ۱۹۲۶ء آپ کے صاحبزادے مولوی عطاء اللہ شہید اس کے مدیر اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (دم ۱۳۵۵ھ) نگران رہے۔ یہ اخبار کس جذبے کے تحت جاری ہوا تھا۔ مولانا مرحوم کی زبانی سنئے، فرماتے ہیں:

”جب مذہبی تبلیغ کی ضرورت روزمرہ بڑھتی نظر آئی اور تصنیف کتب

کا کام ناکافی ثابت ہوا۔ تو اخبار "الہدیت" جاری کیا گیا۔ جس میں ہر غلط خیال

کی اصلاح کی جاتی ہے۔ اور غیر مسلم کے حملہ کا جواب دیا جاتا ہے۔ یہ

اجار اہلحدیث کے بارے میں آپ نے جو تعارف اپنی تصانیف کے سرورق پر کرایا ہے۔ اسے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

”یہ اخبار کیا ہے۔ مجمع البحرین ہے۔ یعنی دین دنیا کا مجموعہ جس میں ملکی، مذہبی، اخلاقی اور تاریخی مضامین کے علاوہ متفرق سوال و جواب، دینی فتاویٰ اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات درج ہوتے ہیں۔ غرض یہ اخبار توحید و سنت کا حامی، شرک و بدعت کا دشمن، مخالفین کے سامنے ڈھال کا کام دینے والا۔ اور دنیا بھر کی چیدہ چیدہ خبر بتانے والا ہے۔ اس اخبار کے مختصر اغراض و مقاصد یہ تھے۔

- ۱۔ دین اسلام اور سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اشاعت کرنا۔
- ۲۔ مسلمان کی عموماً اور جماعت اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیاوی خدمات بجالانا۔

۳۔ حکومت اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

چونکہ یہ اخبار توحید و سنت کے احیاء اور قرآن و حدیث کے بقا کے لیے جاری کیا گیا تھا۔ اس لیے اس کے ٹائٹل پر تسمیہ شریفہ کے بعد یہ حدیث ”ماٹو“ کے طور پر لکھی جاتی تھی:

قَالَ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَكَّتْ فَيَكْمُ امْرِيْنَ  
لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَسْكُتُوْنَ بَهْمَا كِتَابِ اللَّهِ وَسُنْقُ لَه  
اس کے بعد یہ شعر لکھا جاتا ہے

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن

پس حدیث مصطفیٰ برجاں سلم داشتن

اجار اہلحدیث کے مستقل عنوانات یہ ہوتے تھے۔

۱- ادارہ - مولانا خود تحریر فرماتے تھے -

۲- شذرات -

۳- قادیانی مشن - اس کے تحت قادیانیت کی تردید میں مدلل طریق سے آپ خود بھی مضامین لکھتے - اور دوسرے اہل علم حضرات کے بھی شائع کیے جاتے -

۴- فتاویٰ - مولانا استفادہ کا جواب مختصر دیتے اور بسا اوقات قرآن و حدیث کا مجملًا یا تفصیلًا حوالہ بھی ہوتا - بعض اہل علم کا فتویٰ پر تعاقب بھی ہوتا - اور پھر ان تعاقبات کا جواب دیتے - اس قسم کے تعاقبی فتویٰ بہت مفید اور پراز معلومات ہوتے - جن سے عوام کے دینی علوم میں بہت اضافہ ہوتا -

۵- تفسیر بالاقساط -

۶- مراسلات -

۷- ملکی مطلع -

۸- متفرقات -

۹- انتخاب الاخبار -

۱۰- اور اشتہارات

اخبار اہل حدیث - اسلامی تعلیمات کی اشاعت اور باطل کی تردید کے لیے پورے برصغیر میں اپنی مثال آپ تھا -

## ماہنامہ مرقع قادیانی امرتسر

یہ ماہنامہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو جاری ہوا -

یہ پرچہ مرزا ایت کے قصر سراب کی بنیادیں ہلانے اور اس کی کفر نوازہ و باطل طرازہ

لے مولانا محمود اور ذرزدہ دہلوی ۱۳۰۲ھ نے ۱۹۵۲ء میں بمبئی سے ۲ جلدوں میں آپ کے تمام فتاویٰ و مطبوعہ فتاویٰ شائبہ کے نام سے شائع کئے اور اس پر مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی ۱۳۰۳ھ نے غید جوشی

قلندریہ کے ۱۳۰۳ھ میں ادارہ ترجمان السنہ لاہور نے اس کو دوبارہ شائع کیا ہے -

عمارت کو صغیر ہستی سے مٹانے کے لیے جاری کیا گیا تھا۔ اس رسالے میں قادیانی خرافات کا جواب ایسے مدلل اور دلچسپ انداز میں دیا جاتا تھا کہ خود غلام احمد قادیانی بھی پھر ٹوک اُٹھتے۔ یہی وجہ ہے کہ بانی مرزائیت نے تنگ آ کر جھوٹے کے لیے سچے کی زندگی میں ہلاک ہونے کی دُعا کی۔ جو مقبول ہوئی اور مرزا صاحب بعارضہ ہیضہ انتقال کر گئے جس پر مولانا تنویر اللہ صاحب کو کہنا پڑا ہے

کھاتا تھا کاذب مرے گا پیشتر

کذب میں پکتا تھا پہلے مرگیا

مرقہ قادیانی جون ۱۹۰۶ء میں شائع ہونا شروع ہوا۔ اور اکتوبر ۱۹۰۶ء تک جاری رہا۔ اس کے بعد دوبارہ اپریل ۱۹۳۱ء میں جاری ہوا۔ اور اپریل ۱۹۳۳ء تک جاری رہا۔ مرقہ قادیانی کے پہلے صفحہ کی تصویر ملاحظہ فرمائیں۔

سَيِّكُونُ فِي اَمْتِي كَذَابُونَ ثَلَاثُونَ كَلِمًا اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ

وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

ماہواری رسالہ

مرقہ قادیانی

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو امرتسر سے شائع ہوتا ہے

مقصد اعلیٰ

اس رسالہ کا اسلام سے بیرونی اور اندرونی حملات کی مدافعت

کرنا اور مرزا صاحب قادیانی کے غلط خیالات کی اصلاح کرنا

مدیر مسئول ! ابو الوفا تنویر اللہ

اس رسالہ کے مضامین مولانا خود ارقام فرماتے اور دوسرے اہل علم بھی اس میں اپنے مضامین بھیجتے جو شائع کیے جاتے ہیں آخر پر گلدستہ اخبار کے عنوان سے ایک صفحہ خبریں ہوتیں جن کا تعلق عموماً قادیانیت سے ہوتا۔ اور ٹائٹل کے اندر اور باہر کتابوں کے اشتہارات ہوتے یہ تمام کتابیں بھی قادیانیت سے متعلق ہوتیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## باب

### داخلی انتشار

تمام بڑے بڑے مصلحین اُمت کی طرح آپ کو بھی ایک شدید داخلی انتشار سے دوچار ہونا پڑا۔ چونکہ آپ کا میلان ابتداء ہی سے فن مناظرہ کی طرف تھا۔ مناظرے میں عقلی و نقلی دلائل سے مقابل مناظرہ کو زیر کیا جاتا ہے۔ اور اُس کے دلائل کو توڑا جاتا ہے۔ اس لیے جب آپ نے قرآن مجید کی تفسیر عربی زبان میں ”تفسیر القرآن بکلام الرحمن“ کے نام سے لکھی۔ جس میں آپ نے سلف صالحین کی عام روش سے ہٹ کر مؤیدین کا طریقہ اختیار کیا۔

یہ تفسیر ۱۳۳۱ھ میں ۵۰۸ صفحات پر شائع ہوئی تو حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی (م ۱۳۳۱ھ) نے اس کے ۲۰ مقامات پر تعاقب کرتے ہوئے ایک رسالہ بنام ”الاربعین فی ان ثناء اللہ لیس علی

مذہب المحدثین“

لکھا اور اس پر برصغیر کے ممتاز علمائے کرام کے دستخط حاصل کر کے اس کو شائع کیا۔

مولانا ثناء اللہ صاحب نے الاربعین کے جواب میں

”الکلام المبین فی جواب الاربعین“

لکھ کر اس کی تردید کی۔ لیکن یہ نزاع ختم نہ ہو سکا۔ بلکہ اس نے طول اختیار کیا اور علمائے اہلحدیث کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ مولانا ثناء اللہ کے ساتھ تھا۔ اور دوسرا مخالف۔

۱۹۰۴ء میں آرہ (بہار) میں جماعت اہلحدیث کا ایک بہت بڑا جلسہ ہوا۔ جس میں برصغیر کے ممتاز علمائے اہلحدیث شریک ہوئے۔ اور یہاں بھی یہ مسئلہ زیر بحث آیا۔ آخر فریقین نے تین ممتاز علمائے حدیث کو حکم مانا۔ یعنی:

مولانا حافظ عبد اللہ صاحب محدث غازی پوری (م ۱۳۳۴ھ)

مولانا شمس الحق ڈیوانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ)

مولانا شاہ عین الحق پھلواردی (م ۱۳۲۳ھ)

ان تینوں بزرگوں نے کافی بحث و تمحیص کے بعد یہ فیصلہ صادر فرمایا:

”اربعین کی چالیس اغلاط میں سے صرف چودہ تعاقب صحیح ہیں۔ اور

ان چودہ اغلاط کی وجہ سے مولانا ثناء اللہ جماعت الحمدیث سے خارج

نہیں ہو سکتے“ اے

اس کے بعد مئی ۱۹۱۸ء میں مدراس میں آل انڈیا الحمدیث کانفرنس کا سالانہ جلسہ ہوا

جس میں فیصلہ آ رہ پر مہر تصدیق ثبت کرائی گئی، اور فیصلہ آ رہ کی بنا پر ۵ مئی ۱۹۱۸ء کو

طرفین میں ایک مصالحت نامہ بھی لکھا گیا۔ اور ۴ سال تک امن و امان رہا۔ یہ مصالحت نامہ

فقیر اللہ مدراسی (م ۱۳۴۱ھ) مولانا عبدالاحد خان پوری (م ۱۳۴۴ھ) اور مولانا ثناء

مرحوم کے درمیان لکھا گیا۔

۱۹۲۲ء میں مولانا حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی (م ۱۳۸۲ھ) تحصیل علم سے

فارغ ہو کر آئے۔ تو انھوں نے اس مردہ فتنے کو پھر زندہ کر دیا۔ اور مولانا ثناء اللہ

کے خلاف زہرافشانی شروع کر دی۔

۱۹۲۶ء میں مولانا ثناء اللہ صاحب فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے عازم مجاز ہوئے

اسی اثناء میں مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی (م ۱۳۴۹ھ) حج کو جانے لگے تو مولانا عبد اللہ

روپڑی نے اربعین کا عربی ترجمہ ان کے حوالے کر دیا، تاکہ مجاز میں مولانا ثناء اللہ صاحب

کے خلاف بدگمانی پھیلانے کا اہتمام کیا جاسکے۔ چنانچہ مولانا عبدالواحد غزنوی نے اربعین

سارے مجاز میں تقسیم کی تو سلطان ابن سعود (م ۱۳۵۴ھ) علامہ بہجت البیطار شامی -

شیخ محمد بن عبد اللطیف آل الشیخ، قاضی القضاة عبد اللہ بن بلہید، علامہ سید سلیمان ندوی

(م ۱۳۴۳ھ) جیسے بلند پایہ علمی شخصیتیں شریک تھیں۔ کافی بحث و تمحیص کے بعد سلطان

لے روپڑی نواز کی ابتداء و انتہا ص ۱۰

کے حکم سے قاضی القضاة شیخ عبد اللہ بن بلہید نے یہ فیصلہ لکھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

”مولانا امرتسری نے استواد کی تاویل اور دیگر آیات صفات میں حکمیں کے طرز پر تفسیر سے رجوع کر کے سلف کی پیروی کر لی ہے۔ مخالفین بھی طعن و تشنیع سے باز رہنے، اخوت کی تجدید کرنے اور اربعین کو جلاتے کا اقرار کرتے ہوئے سلطان معظم اور علمائے کرام کے دست ہائے مبارک پر بیعت کر رہے ہیں۔“ لے

اس فیصلے کے بعد علمائے غزنوی باسثناء مولانا اسمعیل غزنوی (د ۱۳۴۳ھ) خاموش ہو گئے۔ بلکہ حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی (د ۱۳۸۳ھ) نے صاف صاف لکھا کہ:

”مولانا ثناء اللہ صاحب اور ہمارے درمیان جلالت الملک سلطان ابن سعود کے فیصلے کے مطابق اب نزاع کی صورت باقی نہیں رہی“ لے

مگر مولانا سید اسمعیل غزنوی (د ۱۳۴۳ھ) بن مولانا سید عبد الواحد غزنوی (د ۱۳۴۹ھ) اس فیصلہ کو تسلیم نہ کیا اور حجاز سے واپسی کے بعد ”فیصلہ مکہ“ کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔ مولانا حافظ عبد اللہ روپڑی نے مولانا اسمعیل غزنوی کی حمایت میں اپنے اخبار تنظیم المجدیث روپڑ میں اس معاملہ کو خوب ہوا دی۔ چنانچہ ”فیصلہ مکہ“ رسالہ نے حلقی پرتیل کا کام دیا اور اس سے ہر قاری کو معلوم ہو گیا کہ یہ معاملہ دین کا نہیں رہا۔ بلکہ ذاتی جھگڑا بن گیا ہے۔ مولانا حافظ عبد اللہ روپڑی نے مولانا ثناء اللہ کی تفسیری سلسلہ میں ہی مخالفت نہ کی۔ بلکہ جماعتی امور میں بھی مخالفت کا سلسلہ جاری رکھا۔ تا آنکہ ملک تقسیم ہو گیا۔ مگر حافظ عبد اللہ روپڑی کا نزاع ختم نہ ہو سکا۔

لے المجدیث ۸ جنوری ۱۹۳۶ء لے اخبار توحید امرتسر ۲ مارچ ۱۹۳۹ء

۳ ۱۹۵۵ء میں جمعیت اہل حدیث پاکستان کی سالانہ کانفرنس لائل پور فیصل آباد میں مولانا سید اسمعیل غزنوی کی صدارت میں منعقد ہوئی خطبہ صدارت میں علمائے المجدیث کی علمی خدمات کا تذکرہ کیا گیا تو اس میں مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم کا نام عہدہ کیا گیا جس سے نپڈال میں شور مچ گیا تو پھر مولانا ثناء اللہ صاحب کا نام اس میں شامل کیا گیا راقم اس کانفرنس میں موجود تھا اس واقعہ سے مولانا اسمعیل غزنوی کے ذہن کا اندازہ ہو سکتا ہے (عراقی)

قیام پاکستان کے بعد جب مولانا سید داؤد غزنوی (م ۱۳۸۳ھ) اور شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل السلفی نے (م ۱۳۸۴ھ) جماعت اہلحدیث کی از سر نو تنظیم کی تو مولانا حافظ عبداللہ روپڑی نے اپنی پرانی روش کے مطابق مخالفت کی اور ان کی وفات کے بعد ان کے پیمانندگان نے جمعیت اہلحدیث میں افتراق و انتشار کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔

مولانا اسماعیل غزنوی نے جب فیصلہ مکہ شائع کیا تو مولانا ثناء اللہ صاحب کو بھی اس کا جواب دینا پڑا۔ چنانچہ آپ نے "قضیہ البجدیہ و فصل قضیۃ الاخوان بذاکد تفسیر القرآن بکلام الرحمن" یعنی غزنوی امرتسری نزاع کا فیصلہ مع تصدیق ۶۷ علمائے کرام شائع کیا۔ ان ۶۷ علمائے کرام میں برصغیر کے حنفی اور اہل حدیث علمائے کرام شامل تھے جنہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ مولانا ثناء اللہ کی تفسیر ایک بہترین تفسیر ہے۔ ان علمائے کرام نے متفقہ طور پر یہ فتویٰ دیا۔

”تفسیر کا فن اعلیٰ درجہ کا ہے۔ تمام عربی علوم و فنون اس کے خادم ہیں اس لیے تمام سلف صالحین اپنی اپنی استعداد اور لیاقت کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر کرنے پر متوجہ ہوئے ہیں۔ انہی مفسرین میں مولانا ثناء اللہ صاحب ہیں جنہوں نے قرآن کی ایک تفسیر قرآن اور حدیث سے کی ہے جو کچھ انہوں نے لکھا ہے۔ بہت ہی اچھا لکھا ہے۔“ لے

ان ۶۷ علمائے کرام میں چند مشاہیر اکابر کے نام یہ ہیں۔

- ۱۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی (م ۱۳۲۹ھ)
- ۲۔ مولانا شبلی نعمانی (م ۱۳۳۲ھ)
- ۳۔ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م ۱۳۳۴ھ)
- ۴۔ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م ۱۳۳۶ھ)

- ۵- مولانا محمد سعید محدث بنارسی (م ۱۳۲۲ھ)
- ۶- مولانا ابوبکی محمد شاہ جہانپوری (م ۱۳۲۸ھ)
- ۷- مولانا ابومحمد عبدالحق حقانی (م ۱۳۳۵ھ)
- ۸- مولانا محمد عبدالرحمن مبارک پوری (م ۱۳۵۳ھ)
- ۹- مولانا محمد ابراہیم میرسیا لکوٹی (م ۱۳۴۵ھ)
- ۱۰- مولانا سید سلیمان ندوی (م ۱۳۴۳ھ)
- ۱۱- مولانا عبدالنواب ملتانی (م ۱۳۵۳ھ)
- ۱۲- مولانا محمد ابوالقاسم سیف بنارسی (م ۱۳۶۸ھ)

بت بت بت بت بت بت

باب

## آخری ایام

مارچ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے یقینی ہو جانے سے مشرقی پنجاب میں فسادات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور ۳۱ مئی ۱۹۴۷ء کو فیصلہ تقسیم کے بعد اگست ستمبر ۱۹۴۷ء تک مشرقی پنجاب میں مسلم کشی کا جو قیامت خیز منگامہ بپا رہا۔ اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ۱۳ اگست ۱۹۴۷ء کو جس گلی میں مولانا مرحوم کا مکان تھا۔ وہاں سے ہندو سکھ بلوائیوں کا ایک جتھہ گذرا۔ تو ایک بلوائی نے ایک دستی بم پھینکا جس سے مولانا کے اکلوتے فرزند مولوی عطاء اللہ شدید زخمی ہوئے اور تھوڑی دیر بعد انتقال کر گئے۔ مولانا شاء اللہ مرحوم نے اسی وقت مسجد الہدیت میں نماز جنازہ پڑھائی اور مشکل قبرستان تک لے جا کر دفن کیا۔

۱۲ اگست کو نہایت کس میرسی کے عالم میں مع اہل و عیال لاہور پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ چند دن لاہور میں قیام کے بعد شیخ الحدیث مولانا محمد اسمعیل السلفی (م ۱۳۸۷ھ) اور مولانا عبد المجید خادم سوہدروی (م ۱۳۷۹ھ) کی تحریک پر گوجرانوالہ منتقل ہو گئے۔ اور جنوری ۱۹۴۸ء میں آپ گوجرانوالہ سے سرگودھا تشریف لے گئے۔ یہاں آپ کو ثنائی پریس امرتسر کے بدلے ایک پریس الاٹ ہوا تھا۔ آپ دوبارہ اخبار الہدیت جاری کرنے کی کوشش میں تھے۔ کہ ۱۲ فروری ۱۹۴۸ء کو آپ پر فالج کا حملہ ہوا اور ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۷ھ یوم دوشنبہ آپ نے رحلت فرمائی۔

انا لله وانا اليه راجعون

مولانا مرحوم نے ایک بار خاص مناسبت سے ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۰ء کے الہدیت میں محکم دلائل و بڑا بیّن سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یہ دعا آرزو سپرد قلم کی تھی ہے

میرا جنازہ جو نکلے تو اس طرح نکلے

کہ ہوں جنازے پر سارے موحد و مومن

آج آپ کی یہ آرزو پوری ہوئی۔ سرگودھا کے اہل توحید اور اہل ایمان نے آپ کو سپردِ دعا کیا..... آپ اپنی زندگی میں ایک اور شعر بکثرت پڑھا کرتے تھے۔ کہ

مارا دیار غیر میں لا کر وطن سے دور

رکھ لی میرے خدانے میری بیکسی کی شرم

یہ شعر بھی پوری صداقت کے ساتھ پُورا ہوا۔

اللهم اغفر له وارحمه وعاقه واعف عنه واکرم نزلہ

ووسع مدخله وادخله الجنة . واعذہ من عذاب

القبر ومن عذاب النار۔

بِزَبْتِ بِنْتِ بِنْتِ بِنْتِ بِنْتِ

## باب ۹

## علمی خدمات

مولانا ثناء اللہ مرحوم کی تحصیل علوم کا مقصد صرف یہ تھا۔ کہ مذہب اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی جائے۔ اس کے حفظ و بقاء کے سلسلہ میں ہر قسم کی تحریری و تقریری مدافعت کی جائے اور کتاب و سنت کو زندہ و باقی رکھا جائے۔ کتاب و سنت کے احیاء و بقاء کے لیے آپ نے اپنی زندگی وقف کر دی۔ اور اس کے ساتھ شرک و کفر کی تردید اور بدعات و محدثات کا استیصال بھی کیا۔ مولانا نے ان مقاصد کے حصول کے لیے تحریر و تصنیف کا نہایت مؤثر استعمال کیا۔ ذاتی اخبارات میں مدلل علمی مقالات کے علاوہ آپ کی تصانیف نے مذاہب باطلہ کی بیخ کنی کی اور ان کے استیصال میں نہایت جاندار اور بھرپور کردار ادا کیا۔

مولانا امرتسری اپنی تصنیفات اور ان کے اسباب و محرکات کی بابت لکھتے ہیں:

”کان پور سے فارغ ہوتے ہی اپنے وطن پنجاب میں پہنچا۔ مدرسہ تائید الاسلام امرتسر میں کتب نظامیہ کی تعلیم پر مامور ہوا۔ طبیعت میں تجسس زیادہ تھا۔ اس لیے ادھر ادھر سے ماحول کے مذہبی حالات دریافت کرنے میں مشغول رہتا۔ میں نے دیکھا۔ کہ اسلام کے سخت مخالف بلکہ سخت ترین مخالف عیسائی اور آریہ دو گروہ ہیں۔ انھیں دنوں، قریب ہی قادیانی تحریک بھی پیدا ہو چکی تھی۔ جس کا بشیرہ ملک میں پھیل چکا تھا۔ مسلمانوں کی طرف سے اس کے دفاع کے علمبردار مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی (م ۱۳۲۵ھ) تھے۔ میری طبیعت طالب علمی ہی کے زمانہ میں مناظرات کی طرف بہت راغب تھی اس لیے درس و تدریس کے علاوہ میں ان

تینوں گروہوں (عیسائی - آریہ اور قادیانیوں) کے علم کلام اور کتب مذہبی کی طرف متوجہ رہا۔ بفضلہ تعالیٰ میں نے کافی واقفیت حاصل کر لی۔ ماں اس میں شک نہیں کہ ان تینوں مخاطبوں میں سے قادیانی مخاطب کا نمبر اول رہا۔ شاید اس لیے کہ قدرت کو منظور تھا کہ مولانا بیالوی مرحوم کے بعد یہ خدمت میرے سپرد ہوگی۔ جس کی بابت مولانا مرحوم کو علم ہوا ہو تو شاید یہ شعر پڑھتے ہوں گے۔

آ کے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد

رہی خالی نہ کوئی دشت میں جا میرے بعد

اس شغل میں میں نے چند علمائے سلف کی تصنیف سے خاص فائدہ حاصل کیے۔ حدیث شریف میں قاضی شوکانی، حافظ ابن حجر اور ابن قیم وغیرہم کی تصانیف سے۔ علم کلام میں امام بیہقی، امام غزالی اور حافظ ابن حزم علامہ عبدالکریم شہرستانی، حافظ ابن تیمیہ، شاہ ولی اللہ، امام رازی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی تصانیف سے فائدہ اٹھایا ہے۔

مولانا مرحوم کی تصانیف کا تفصیلی تعارف پیش کرنے سے پہلے ضروری ہے۔ کہ آپ نے جن موضوعات پر قلم اٹھایا۔ ان کی تقسیم کر دی جائے۔ جہاں تک میری رسائی ہو سکی ہے۔ مولانا مرحوم کی ۱۳۱ تصانیف کا پتہ چل سکا ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

تعداد	موضوعات	تعداد	موضوعات
۵	۶ - حمایت اہلبیت	۷	۱ - تفسیر قرآن مجید و متعلقہ
۱۰	۷ - تنقیدی کتب	۶	۲ - تردید عیسائیت
۹	۸ - عامۃ المسلمین اور اسلامی کتب	۳۲	۳ - تردید آریہ
۱۵	۹ - علمی و ادبی تصانیف	۳۶	۴ - تردید قادیانیت
۱۳۱	میرزاں تمام کتب	۱۱	۵ - دستکار تعلیدیانِ احفاد

بت بت بت بت

۱۹۴۲ء جنوری ۲۳

## باب

# تفاسیر قرآن مجید

و

## متعلقاتہ

- ۱- تفسیر شنائی اُردو - ۸ جلدوں میں
- ۲- تفسیر القرآن بکلام الرحمن (عربی)
- ۳- آیات متشابہات (اُردو)
- ۴- بیان الفرقان علی علم البیان (عربی)
- ۵- تفسیر بالرائے (اُردو)
- ۶- برہان التفاسیر بجواب سلطان التفاسیر
- ۷- تشریح القرآن

اسلامی علوم و فنون کی تاریخ میں جن حضرات کی نظر ہے وہ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ علم تفسیر اپنی عظمت، جلالت قدر، وسعت اور جامعیت کے اعتبار سے تمام علوم و فنون میں ممتاز ہے۔

لفظ تفسیر دراصل ”فَسَّرَ“ سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں ”کھولنا“ اور اس علم میں چونکہ قرآن کریم کے مفہوم کو کھول کر بیان کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کو علم تفسیر کہتے ہیں۔  
 قدیم زمانے میں تفسیر کا اطلاق قرآن کریم کی تشریح پر ہوتا تھا۔  
 علامہ زرکشی نے علم تفسیر کی مختصر تعریف یہ کی ہے:

علم يعرف به فعله کتاب اللہ المنزل علی نبیہ محمد صلی اللہ

علیہ وسلم و بیان معانیہ و استخراج احکامہ و حکمہ“ لے  
یعنی وہ علم جس سے قرآن کریم کا فہم حاصل ہو۔ اور اس کے معانی کی وضاحت  
اور اس کے احکام اور حکمتوں کا استنباط کیا جاسکے۔  
علامہ محمود آلوسی (م ۱۲۰۰ھ) فرماتے ہیں:

علم یبعث فیہ عن کیفیتہ النطق بالفاظ القرآن و  
مد صوتہا و احکامہ الافرادیة و التركیبة و معانیہا  
التي تحصل علیہا حالة التركیبة و تتمات ۲  
علم تفسیر وہ علم ہے۔ جس میں الفاظ قرآن کی ادائیگی کے طریقے۔ ان کے مفہوم  
ان کے افرادی اور ترکیبی احکام اور ان کے معانی سے بحث کی جاتی ہے  
جو ان الفاظ سے ترکیبی حالت میں مراد لیے جاتے ہیں نیز ان معانی کا تکملہ،  
ناسخ و منسوخ، شان نزول اور مبہم و قفول کی توضیح کی شکل میں بیان  
کیا جاتا ہے۔

فن تفسیر پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک مختلف ہائے نقطہ نظر کے مطابق بے شمار  
اہل علم نے متعدد زبانوں میں جو کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی تعداد خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ یہ اور  
برصغیر میں علمائے کرام نے بلاشبہ اس فن پر اچھا کام کیا ہے۔ یہ

دور حاضر میں جن حضرات کی کتب تفسیر کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ان میں مولانا  
شہداء اللہ صاحب مرحوم و مغفور کا نام بھی آتا ہے۔

مولانا مرحوم نے ہر میدان میں پیش بہا علمی خدمات سرانجام دی ہیں۔ زندگی بھر  
خطابت، صحافت، مناظرہ، تدریس اور افتاء میں مشغول رہے۔ صاحب تصانیف کثیرہ  
تھے۔ آپ نے قرآن مجید کی ۵ تفاسیر لکھی ہیں جن میں ۲ عربی اور ۳ اردو میں ہیں۔

۱۔ ابران ج ۱، ص ۱۳

۲۔ روح المعانی ج ۱، ص ۴

۳۔ اکسیر فی اصول تفسیر للذہاب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۰ھ)

۴۔ اسلام علوم فنون ہندوستان میں مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی (م ۱۳۴۳ھ)

(۱)

## تفسیر ثنائی اردو

یہ تفسیر ۸ جلدوں میں ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے

جلد اول	صفحات	۱۴۸	سورة فاتحة تا سورة بقره
جلد دوم	صفحات	۱۶۲	سورة آل عمران تا سورة نساء
جلد سوم	صفحات	۱۸۴	سورة مائده تا سورة اعراف
جلد چہارم	صفحات	۲۰۶	سورة انفال تا سورة نمل
جلد پنجم	صفحات	۲۰۰	سورة نبی اسرائیل تا سورة الفرقان
جلد ششم	صفحات	۲۰۰	سورة شعراء تا سورة یونس
جلد ہفتم	صفحات	۲۰۲	سورة صافات تا سورة النجم
جلد ہشتم	صفحات	۱۸۴	سورة القمر تا سورة الناس

۱۳۱۳ھ میں اس تفسیر کی پہلی جلد شائع ہوئی اور ۲۹ رمضان ۱۳۲۹ھ / ۱۸ فروری ۱۹۱۵ء کو مکمل ہوئی۔

مولانا ثناء اللہ مرحوم نے اس تفسیر میں طوالت کی بجائے اختصار کو اختیار کیا۔ اور ساتھ ساتھ مخالفین اسلام کی طرف سے قرآن مجید پر جو اعتراضات ہو رہے تھے۔ ان کا جواب دیا گیا ہے۔

مولانا اس تفسیر کی وجہ تالیف یہ لکھتے ہیں !

”میں نے یہ تفسیر اس لیے لکھی ہے کہ اردو تفاسیر اس سے پہلے کس قدر طویل ہیں۔ ان سے لوگ مستفید نہیں ہو سکتے۔ اس لیے ایک مختصر تفسیر لکھ دی جائے تاکہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں“ لے

تفسیر ثنائی ج ۱، ص ۳۔ طبع ثالث ۱۳۵۲ھ

تفسیر کے شروع میں ایک مقدمہ بھی ہے اور مقدمہ کے متعلق مولانا لکھتے ہیں :  
 ”مقدمہ میں چند دلائل مختصرہ سے سید الانبیاء، سید الاصفیاء محمد  
 مصطفیٰ علیہ وآلہ التحیۃ والسلام کی نبوت کا ثبوت ہوگا۔ اس لیے کہ  
 ہر کتاب کے دیکھنے سے پہلے صاحب کتاب کی وجاہت کا لحاظ بھی ضروری  
 ہے“ لے

مقدمہ کے ذیلی عنوانات یہ ہیں :

۱- آپ کی نبوت کی دلیل کا اجمالی بیان

۲- آپ کے انتظام ملکی کے بیان میں

۳- آپ کے زہد کے بیان میں

۴- آپ کی تعلیم سے نبوت کا ثبوت

۵- آپ کے علمی طریق سے نبوت کا ثبوت

۶- حضور اقدس کی خطابی دلیل، بائبل سے۔

مولانا مرحوم نے قرآن مجید کا با محاورہ ترجمہ کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ مختصر اور  
 مناسب تشریح ہے۔ ربط آیات اور شان نزول کا بھی ذکر ہے۔ اور کئی ایک طویل  
 حواشی میں مخالفین اسلام کے اعتراضات کا جواب بھی دیا گیا ہے۔

سر سید احمد خاں (م ۱۸۱۵ھ) کی ”تفسیر القرآن“ پر منظم انداز میں تفصیل سے  
 تنقید اور ان کی نیچریت پر گرفت کی ہے۔

تفسیر میں قادیانیت کی تردید میں نہایت قیمتی اور علمی مواد موجود ہے اور حیات و  
 وفات مسیح پر بھی مفصل روشنی ڈالی ہے۔ آریہ کی بھی تردید ہے اور مسئلہ تناسخ پر مفصل  
 بحث کی ہے۔ نیز عیسائیوں کے مسئلہ الوہیت مسیح پر بھی ناقدانہ تبصرہ کیا ہے۔  
 یہ گراں قدر علمی تفسیر کئی مرتبہ شنائی برقی پریس امرتسر سے شائع ہوئی۔ راقم کے

سامنے جو نسخہ ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے :

جلد اول	۱۳۵۲ھ	۱۹۳۳ء	طبع ثالث
جلد دوم	۱۳۵۲ھ	۱۹۳۳ء	طبع ثالث
جلد سوم	۱۳۵۰ھ	۱۹۳۱ء	طبع ثانی
جلد چہارم	۱۳۵۰ھ	۱۹۳۱ء	طبع ثانی
جلد پنجم	۱۳۵۰ھ	۱۹۳۱ء	طبع ثالث
جلد ششم	۱۳۵۲ھ	۱۹۳۳ء	طبع ثالث
جلد ہفتم	۱۳۲۹ھ	۱۹۲۵ء	طبع اول
جلد ہشتم	۱۳۲۹ھ	۱۹۳۱ء	طبع اول

(۲)

## تفسیر القرآن بکلام الرحمان (عربی)

طبع اول	۱۳۲۱ھ	۱۹۰۳ء	مطبع المحدث امرتسر صفحات ۵۰۸
طبع دوم	۱۳۲۸ھ	۱۹۲۹ء	آفتاب برقی پریس امرتسر صفحات ۲۰۲

یہ آپ کی عربی تفسیر ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ اس میں آپ نے قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید کی آیات سے کی ہے۔ یہ غالباً اسلام میں پہلی تفسیر ہے جو اس اصول پر استوار کی گئی ہے کہ قرآن کی تفسیر خود قرآن سے کی جائے۔ حالانکہ یہ اصول ”القرآن یفسر بعضہ بعضاً“ نظری حیثیت سے علمائے کرام میں مدتوں سے مسلم ہے۔ مگر تحریری صورت میں کسی نے یہ انداز اختیار نہیں کیا تھا۔ اس بنا پر یہ تفسیر بہت سی خصوصیات کی حامل ہے۔ سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تفسیر جلالین کی طرح اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

مولانا اس تفسیر کی وجہ تالیف میں فرماتے ہیں :

”علمائے کرام نے قرآن مجید کی مختلف انداز پر تفسیریں لکھی ہیں۔ بعضوں

نے احادیث و آثار سے استفادہ کیا ہے اور کچھ حضرات نے اپنی عقل کا سہارا لیا ہے۔ حالانکہ تمام حضرات اس پر متفق ہیں کہ سب سے بہتر کلام اللہ کی تفسیر خود آیات ربّانی سے کرنا ہے۔ چنانچہ میں نے اسی طرز کو اپنانے کی کوشش کی ہے۔ لے

اصل تفسیر شروع کرنے سے پہلے مولانا نے طبع اول میں مختصر اور طبع دوم میں قدرے مفصل مقدمہ لکھا ہے جس میں امام رازی (م ۶۰۶ھ) امام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) امام سیوطی (م ۹۱۱ھ) اور امام شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۴۶ھ) وغیرہم کی تحریروں سے استفادہ کرتے ہوئے تفسیر بالرائے، تفسیر کی صحت کے معیار اور شان نزول پر اظہار خیال کیا ہے۔ اور اپنے طریقہ تفسیر کی وضاحت کی ہے۔ آیات کی مکمل توضیح آیات سے کی ہے۔ بعض مسائل کی تشریح حواشی میں احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے۔ اور بعض مقامات پر تفسیر کی تائید دوسری تفاسیر اور کتب دینی سے کی ہے اور اس کا حوالہ حواشی میں دیا ہے۔ اور اخلاقی مسائل کی بھی حواشی میں نشاندہی کی ہے۔

تفسیر القرآن بکلام الرحمان جب شائع ہوئی تو مصر کے رسائل ”الاسراہام“ اور ”النار“ نے اس پر جامع تبصرہ لکھا۔ علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۴۳ھ) نے لکھا: ”تفسیر القرآن بکلام الرحمن اس قابل ہے کہ اسے نصاب میں داخل کر لیا جائے“ ۳

مولانا محمد ابو القاسم سیف بنارس (م ۱۳۶۸ھ) نے اپنے مدرسہ سعیدیہ بنارس میں اسے داخل نصاب کر لیا تھا۔ ۴

۱۔ تفسیر القرآن بکلام الرحمان طبع اول ص ۸، طبع دوم ص ۱۰

۲۔ ہندوستان کی اہم حدیث کی علمی خدمات ص ۲۴

۳۔ معارف ج ۲۴ نمبر ۴، ص ۲۱۶ ۴۔ حیات شنائی طبع دہلی ص ۵۵۱

(۳)

## آیات متشابہات

طبع اول ۱۹۰۳ء صفحات

آیات متشابہات دراصل تفسیر ثنائی (اردو) اور تفسیر القرآن بکلام الرحمان کا مقدمہ ہے۔ اور اس میں خاص انداز سے اصول تفسیر کی تحقیق کی گئی ہے۔ اور یہ کتاب گویا مولانا مرحوم کے خیالات کا خلاصہ ہے۔

(۴)

## بیان الفرقان علی علم البیان

(عربی)

طبع اول ۱۳۵۳ھ - ۱۹۳۴ء - مطبع ثنائی امرتسر - صفحات ۶۰  
یہ تفسیر عربی میں ہے۔ اور اس کی صرف ایک جلد سورہ بقرہ تک شائع ہوئی۔ آخر کتاب میں مولانا نے لکھا:

والجلد الثاني ياتي انشاء الله

دوسری جلد بھی انشاء اللہ شائع ہوگی

مولانا نے شروع میں ایک علمی و تحقیقی مقدمہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:

(ترجمہ) تفسیر کے عموماً ۴ طریقے ہوتے ہیں

اول: یہ کہ قرآن کی تفسیر خود قرآن سے کی جائے۔ اس کی مثال میری کتاب

”تفسیر القرآن بکلام الرحمان“ ہے۔

دوم: یہ کہ احادیث مرفوعہ اور آثار موقوفہ کی روشنی میں تفسیر کی جائے۔ اس

کی مثال ”تفسیر ابن کثیر“ ہے۔

سوم: یہ کہ متکلمین کا انداز بیان اختیار کیا جائے۔ اس کی مثال میری کتاب

”تفسیر شنائی“ (اُردو) ہے۔

چہارم: یہ کہ عربی ادب اور علوم لسانیہ، لغت، صرف و نحو، معانی و بیان وغیرہ کو پیش نظر رکھ کر تفسیر کی جائے۔ اور اس کی مثال میری یہ تفسیر ”بیان الفرقان علی علم البیان“ ہے۔ ۱

تفسیر کے شروع میں علم معانی، بیان اور بدیع کے ۱، ۲، ۱، ۲، اصول و قواعد کا ذکر کیا گیا ہے۔ حواشی میں ان کی مثالیں قرآن سے پیش کی ہیں۔ تفسیر کے اندر ان ہی قواعد کی طرف نمبروں کے ذریعہ اشارہ کیا گیا ہے۔ سورۃ کے شروع میں تمام مضامین کا تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے۔ اور بعض مقامات پر عربی اشعار نقل کر دیتے ہیں۔ ضرورت کے وقت احادیث و آثار سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اور بعض جگہ بعض تفاسیر پر تنقید بھی کی گئی ہے ۲

(۵)

## تفسیر بالرائے (اُردو)

طبع اول ۱۳۵۸ھ ۱۹۳۹ء مطبع شنائی امرتسر صفحات ۱۱۲

برصغیر کا دور حکومتی اس اعتبار سے ذریعہ گزرا ہے۔ کہ اس دور میں اسلام کے خلاف خود مسلمانوں کے اندر نئی تحریکیں ابھرتی رہیں۔ اور ان تحریکات کے قائلین اور اکا بر مجرمین نے قرآن مجید کو خصوصیت کے ساتھ نشانہ بنایا۔ نشانہ اس طرح پر نہیں بنایا کہ اس پر اعتراضات و ایرادات وارد کیے ہوں۔ کیونکہ اس صورت میں عامۃ المسلمین کو اپنے دام فریب میں پھانسا آسان کیا معنی، ممکن نہ ہوتا۔ اس لیے نشانہ اس طرح بنایا۔ کہ

۱۔ بیان الفرقان علی علم البیان ج ۱، ص ۶۰

۲۔ ایضاً ص ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۶، ۲۴، ۳۱، ۳۵، ۴۱، ۴۵، ۴۹، ۵۷

قرآن مجید کی تفسیر لکھیں بلکہ اور ان میں دل کھول کر معانی و مطالب کی تحریف کی۔ اور اپنے باطل نظریات و خیالات کے لیے قرآن مجید سے مواد فراہم کرنے کی کوشش کی۔ اس صورت حال کے پیش نظر مولانا ثناء اللہ مرحوم نے محسوس کیا۔ کہ ان تفاسیر پر ایک جامع تبصرہ لکھنا چاہیے۔ تاکہ آئندہ نسلوں کو ان سے غلطی نہ لگے۔ اور وہ ان تفاسیر کی گمراہیوں سے محفوظ رہیں۔

چنانچہ مولانا مرحوم نے تفسیر بالزللے کے نام سے ایک تفسیر لکھی جس میں حسب ذیل تفاسیر کا جائزہ لیا گیا۔

- |                             |                               |
|-----------------------------|-------------------------------|
| سر سید احمد خاں             | ۱۔ تفسیر القرآن               |
| مولوی احمد الدین امرتسری    | ۲۔ تفسیر بیان للناس           |
| مولوی عبداللہ حکیم اللہ لوی | ۳۔ ترجمہ و حواشی قرآن مجید    |
| مولوی حسنت علی لاہوری       | ۴۔ تفسیر القرآن بایات الفرقان |
| ڈپٹی عبداللہ خاں لاہوری     | ۵۔ ترجمہ و تفسیر قرآن         |
| مرزا غلام احمد قادیانی      | ۶۔ تفسیر خزنیۃ العرفان        |
| مرزا بشیر الدین محمود       | ۷۔ متفرق تفسیری نوٹ           |
| مولوی محمد علی لاہوری       | ۸۔ تفسیر بیان القرآن          |
| شیخ بہاء اللہ ایرانی        | ۹۔ تفسیر ایقان                |
| مولوی مقبول احمد شیبلی      | ۱۰۔ ترجمہ و حواشی قرآن مجید   |
| علامہ عنایت اللہ المشرقی    | ۱۱۔ تذکرہ                     |

۱۔ علامہ اقبال نے بالکل صحیح فرمایا تھا کہ آج تک حضرت امام حسین رضہ کو سب سے زیادہ مظلوم مانتے آئے ہیں۔ لیکن یہ رائے تبدیل کرنا پڑے گی۔ آج قرآن سب سے زیادہ مظلوم ہے کہ ہر کہ وہ اس کی تفسیر لکھنے لگا ہے۔ (تذکرہ معاصرین ص ۱۹۵)

۲۔ حکم لانا نے ایک مظلوم رسالہ ”ذیل الفرقان“ کے نام سے بھی لکھا ہے۔

۳۔ مولانا نے ایک مظلوم رسالہ ”ذیل الفرقان“ کے نام سے بھی لکھا ہے۔

۴۔ مولانا نے ایک مظلوم رسالہ ”ذیل الفرقان“ کے نام سے بھی لکھا ہے۔

۵۔ مولانا نے ایک مظلوم رسالہ ”ذیل الفرقان“ کے نام سے بھی لکھا ہے۔

۶۔ مولانا نے ایک مظلوم رسالہ ”ذیل الفرقان“ کے نام سے بھی لکھا ہے۔

۷۔ مولانا نے ایک مظلوم رسالہ ”ذیل الفرقان“ کے نام سے بھی لکھا ہے۔

۸۔ مولانا نے ایک مظلوم رسالہ ”ذیل الفرقان“ کے نام سے بھی لکھا ہے۔

۹۔ مولانا نے ایک مظلوم رسالہ ”ذیل الفرقان“ کے نام سے بھی لکھا ہے۔

۱۰۔ مولانا نے ایک مظلوم رسالہ ”ذیل الفرقان“ کے نام سے بھی لکھا ہے۔

۱۱۔ مولانا نے ایک مظلوم رسالہ ”ذیل الفرقان“ کے نام سے بھی لکھا ہے۔

۱۲۔ عام فہم تفسیر قرآن خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۳۔ تفسیر کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن مولوی احمد رضا خاں بریلوی

۱۴۔ خزائن العرفان فی تفسیر القرآن مولوی نعیم الدین مراد آبادی

۱۵۔ تفسیر آیات مفتی محمد الدین وکیل گجراتی

تفسیر بالرائے میں مندرجہ بالا تمام تفاسیر و تراجم قرآن کا نوٹس لیا گیا۔ اور مدلل طریقے سے ان کا جواب دیا گیا ہے۔

(۶)

## برہان التفسیر بزجواب سلطان التفسیر

یہ تفسیر پادری سلطان محمد پال کی تفسیر سلطان التفسیر (جو بصورت رسالہ لائڈ جنوری ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی تھی) کے جواب میں ہے۔ اہلحدیث امرتسر میں برہان التفسیر کے نام سے اس کا جواب شائع ہوا تھا۔ مولانا اس تفسیر میں یہ طریقہ اختیار فرماتے۔ کہ پہلے ایک رکوع کی صحیح اور جامع تفسیر رقم فرماتے۔ اس کے بعد معتزین کا جواب دیتے تھے

(۷)

## تشریح القرآن

یہ رسالہ قرآن سے متعلق ہے۔ اور راقم کی نظر سے نہیں گزرا۔ مولانا محمد داؤد راز دہلوی (م ۱۹۰۲ء) نے حیات ثنائی میں اس کا ذکر کیا ہے لے

بنت بنت بنت بنت

لے اخبار اہلحدیث امرتسر ۶ مئی ۱۹۳۲ء تا ۲۲ جنوری ۱۹۳۳ء

۲ حیات ثنائی طبع دہلی ص ۵۴۴

## باب

# تردید عیسائیت

- ۱ - تقابلِ ثلاثہ  
۲ - توحید، تثلیث اور راہِ نجات  
۳ - جواباتِ نصاریٰ  
۴ - مناظرہ الہ آباد  
۵ - اسلام اور مسیحیت  
۶ - تحریفاتِ بائبل

۱۸۵۷ء میں عیسائیوں (انگریزوں) نے برصغیر میں مکمل سیاسی غلبہ حاصل کر لینے کے بعد اسلامی افکار و عقائد اور تمدن و ثقافت کے خلاف انتہائی جارحانہ رویہ اختیار کر رکھا تھا۔ ان کے پادری پورے ملک میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک دندناتے پھرتے تھے۔ اور ان کی تحریری و تقریری جاہلیت سے پوری مسلم قوم بلبلا رہی تھی۔

مولانا شہداء اللہ مرحوم نے اس طرف توجہ کی اور عیسائی پادری جو کہ ان پر ظہر مسلمانوں کو درغلار ہے تھے۔ ان کے سدباب کے لیے قدم اٹھایا۔ عیسائیت کی تردید میں مولانا مرحوم کی خدمات ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔  
مولانا فرماتے ہیں!

”دورانِ تلاش جب تلاش جب سے پہلی قابلِ توجہ کتاب پادری ٹھا کر دے کی تصنیف ”عدم ضرورتِ قرآن“ نظر آئی۔ جس کے جواب میں میں نے ”تقابلِ ثلاثہ“ (تورات، انجیل۔ قرآن) لکھی۔

عیسائیوں کی کتاب عدم ضرورتِ قرآن کے جواب کے علاوہ میں نے متعدد کتابیں ان کے جواب میں لکھیں۔ جن کے مجموعے کا نام ”جواباتِ نصاریٰ“

ہے۔ سب سے آخر عیسائیوں کے جواب میں وہ کتاب ہے جس کا نام ہے ”اسلام اور مسیحیت“ عیسائیوں کی طرف سے تین کتابیں بطرز جدید شائع ہوئی تھیں۔ جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ عالمگیر مذہب اسلام ہے یا مسیحیت

۲۔ دینِ فطرت اسلام ہے یا مسیحیت

۳۔ اصول البیان فی توضیح القرآن

ان تینوں کے جواب میں ”اسلام اور مسیحیت“ لکھی گئی۔ جو شائع شدہ ہے۔ جس نے شائع ہونے کے بعد اسلامی جرائد سے خراج تحسین وصول کیا۔ اے

(۱)

## تقابلِ ثلاثہ

طبع اول ۱۹۰۲ء۔ طبع دوم ۱۹۰۴ء۔ مطبع ثنائی پریس امرتسر۔ صفحات ۱۵۰

تقابلِ ثلاثہ کا شمار مولانا کی مشہور تصانیف میں ہوتا ہے۔ مولانا کی یہ بلند پایہ

تصنیف پادری ٹھا کر دت کی ”عدم ضرورت قرآن“ کے جواب میں ہے۔

مولانا نے اس کتاب میں ”قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجًا“ کا تقابلِ توراہ و

انجیل کے ساتھ ساتھ آیت بہ آیت (جدول میں) کیا ہے۔ اور تینوں کتابوں کے اہامی

مضامین اصل الفاظ میں دکھا کر قرآن شریف کی برتری اور فضیلت ثابت کی ہے۔ مولانا

نے ہر صفحہ پر قرآن، توریت اور انجیل کے تحت جو احکامات آئے ہیں ان کو پیش کیا ہے

اور حاشیہ میں قرآن مجید کی آیات مع حوالہ درج کی ہیں۔ موضوع کے لحاظ سے مولانا کی یہ

بہترین کتاب ہے۔

۱۰ اہم حدیث ۲۳ جنوری ۱۹۴۲ء

## توحید، تثلیث اور راہ نجات

طبع اول ۱۹۱۳ء مطبع وزیر پریس امرتسر صفحات ۲۰  
اس کتاب میں توحید، تثلیث اور راہ نجات پر بحث کی گئی ہے۔ عیسائیوں کی  
طرف سے جو مضامین شائع ہوتے تھے۔ ان کے اصول صرف تین ہیں۔

(۱) توحید (۲) نجات (۳) کفارہ مسیح  
مولانا نے ان تینوں مضامین پر محققانہ بحث کی ہے۔ اور عیسائیوں کی طرف  
سے اٹھائے گئے اعتراضات کا مدلل جواب دیا ہے۔ صفحہ ۲ تا ۱۲، توحید و تثلیث  
کے عنوان سے بحث کی ہے۔ صفحہ ۱۳ تا ۱۹ کفارہ مسیح پر بحث ہے۔

اور عیسائی رہنماؤں کا یہ اعلان باکہ :

”ہمارے گناہ صاف ہو چکے ہیں اور تمہارے گناہ باقی ہیں۔ ہم اپنی مراد  
کو پا چکے ہیں، تم ہنوز نامراد منتظر ہو۔ ہمارا دین (عیسائی) اچھا ہے“  
مولانا نے عیسائی رہنماؤں کے اس اعلان پر صفحہ ۱۹ تا ۳۲ محققانہ بحث کی ہے اور  
عیسائی رہنماؤں کے اٹھائے گئے اعتراضات کا مسکت جواب دیا ہے۔

صفحہ ۳۲ تا ۴۰ نجات، مکتی یا سالوشین (SALVATION) کے عنوان سے تمام  
اعتراضات کا جواب اور محققانہ بحث کی ہے۔

مولانا فرماتے ہیں !

”وہ راہ نجات جو انجیلی حوالوں کے ذریعہ ہم نے بتلائی ہے۔ وہ ہر ایک  
آدمی کے لیے ناقابل عمل ہے۔ بخلاف تعلیم محمدی کے کہ اس کی تعمیل بھی  
آسان ہے۔ اور عمل بھی ممکن۔ سچ ہے۔“

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری      آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری<sup>۲</sup>

## جوابات نصاریٰ

طبع اول ۱۹۳۰ء امرتسر، طبع دوم ۱۹۸۰ء (ملتان)

طبع سوم ۱۹۸۲ء (اندوۃ المحدثین گوجرانوالہ)

مولانا نے اس رسالہ میں عیسائیوں کی تین کتابوں کے جوابات دیئے ہیں  
مولانا فرماتے ہیں !

۱۔ حقائق قرآن کے نام سے عیسائیوں کی طرف سے ایک رسالہ شائع ہوا، جس میں مصنف نے دعویٰ کیا کہ از روئے قرآن ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام حضرت سید الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں اور اس سلسلہ میں ۴۲ دلائل دیئے ہیں۔ مولانا نے ان چودہ دلائل کا جواب ”معارف قرآن“ کے نام سے دیا ہے۔

۲۔ اثبات تثلیث مصنف پادری عبدالحق

عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث بہت پرانا ہے۔ نزول قرآن مجید کے وقت بھی بہت سے عیسائی اس عقیدے کے قائل تھے۔

مولانا نے ”اثبات توحید“ کے نام سے ”اثبات تثلیث“ کا جواب دیا ہے اور پادری عبدالحق کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضوں کا جواب دیا ہے۔

۳۔ میں کیوں مسیح ہوا یہ رسالہ پادری سلطان محمد پال جو مسلم سے عیسائی ہوئے کا تصنیف کردہ ہے۔ مولانا نے اس رسالہ کا جواب ”م کیوں عیسائی ہوئے“ کے نام سے دیا۔

پادری سلطان محمد سے مولانا نے اللہ کا ایک مناظرہ ۳ ستمبر ۱۹۲۸ء بمقام خط آباد ضلع گوجرانوالہ ہوا تھا جس میں پادری سلطان محمد نے چیلنج کیا کہ آپ میرے رسالہ کا جواب لکھیں۔ اگر آپ جواب لکھیں گے تو میں جواب الجواب لکھوں گا۔ مولانا نے جواب تو لکھ دیا، مگر پادری صاحب اس کا جواب نہ لکھ سکے۔ مولانا کی طرف سے

کئی بار یاد دہانی بھی کرائی گئی۔ مگر پادری سلطان محمد نے اپنے قول کی پاسداری نہ کی۔  
 بے دفا کونسی خوبی ہے۔ جو تجھ میں نہیں  
 وصف اتنے میں جہاں میں ایک دفا اور نہیں  
 مولانا کے یہ جواب سب سے پہلے اخبار الہدیت میں شائع ہوئے بعد میں ان کو  
 کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔

معارف قرآن ۱۵ نومبر ۱۹۱۸ء

اثبات توحید ۱۵ جنوری ۱۹۲۶ء

تم عیسائی کیوں ہوئے ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۸ء

جوابات نصاریٰ میں ان مضامین کی تفصیل اس طرح ہے۔

معارف قرآن فی جواب حقائق قرآن صفحہ ۵ تا ۱۶

اثبات التوحید بجواب اثبات تشلیث ۱۶ تا ۳۸

تم عیسائی کیوں ہوئے بجواب میں کیوں مسیحی ہوا ۳۹ تا ۹۶

(۴)

## مناظرہ آلہ آباد

طبع اول ۱۹۳۴ء ثنائی برقی پریس امرتسر صفحات ۲۴

یہ تحریری مناظرہ مولانا ثناء اللہ صاحب اور پادری عبدالحق کے درمیان مسئلہ  
 توحید و تشلیث کے موضوع پر ہوا تھا اس مناظرہ کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ عیسائی  
 مناظر منطقی اصطلاحات بیان کرتے تھے اور مولانا ثناء اللہ صاحب کی وضاحت طلب کرتے  
 کرتے تھے۔ جو پادری صاحب پیش نہ کر سکتے۔ تو مولانا خود ہی ان منطقی اصطلاحات  
 کی تصریح عام فہم پیرایہ میں بیان کرتے۔ پھر اس کا جواب دیتے۔ اس مناظرہ کا اثر  
 تعلیم یافتہ حضرات پر ہوا۔ مولانا ثناء اللہ صاحب نے اس مناظرہ میں پادری عبدالحق کو  
 محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انتہا بچ گیا۔ کہ اس نے تنگ آکر بر ملا کہہ دیا، کہ:

”کون کبھی تو الوہیت مسیح کا قائل ہے“

پس اس کا یہ کہنا تھا کہ عیسائیوں میں کھلبلی مچ گئی۔ کہ پادری صاحب نے کیا کہہ دیا ہے اس پر مولانا نے پادری صاحب کو خوب آڑے ہاتھوں لیا۔ اور آخر یہ مناظرہ بڑی کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ اس کتاب میں اس مناظرہ کی مفصل روئداد ہے۔

(۵)

## اسلام اور مسیحیت

طبع اول ۱۹۴۱ء (امرتسر) صفحات ۲۲۶ ، طبع دوم ۱۹۷۱ء (لاہور) صفحات ۲۳۲  
 طبع سوم ۱۹۷۴ء دہلی ، طبع چہارم ۱۹۸۲ء (ندوۃ المحدثین گوجرانولہ) صفحات ۲۳۸  
 عیسائیوں کی طرف سے آئے دن نئے نئے فتنے پیدا کئے جاتے تھے اور عیسائی پادری مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے ہر قسم کے حربے استعمال کرتے تھے۔  
 مولانا فرماتے ہیں۔

”اس وقت عیسائیوں کی جو کتابیں ہمارے زیر نظر ہیں اور جن کے جواب کے لیے ہم نے قلم اٹھایا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں:

- ۱۔ توضیح البیان فی اصول القرآن (اس میں اس امر پر یہ بحث کی گئی ہے کہ اسلام اسلام میں عالمگیر ہونے کی صلاحیت نہیں ہے) صفحات ۹۴۔
- ۲۔ مسیحیت کی عالمگیری (اس کا مضمون نام ہی سے ظاہر ہے) صفحات ۲۲۲۔

۳۔ دین فطرت اسلام ہے یا مسیحیت (اس میں مسیحیت کو مطابق فطرت اور قرآن کو مخالف فطرت دکھانے کی کوشش کی گئی ہے) صفحات ۲۳۸۔

مولانا نے اسلام اور مسیحیت کے عنوان سے مندرجہ بالا تینوں کتابوں پر ناقہ زانہ تبصرہ فرمایا ہے

اور عیسائی مصنفین کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کا معقلاً جواب دیا ہے۔

فرماتے ہیں :

”یہ کتاب اسلام اور مسیحیت عیسائیوں کی تین کتابوں کا جواب ہے۔ ان میں ہر ایک کتاب اسلام اور قرآن کے حق میں بصورت جدید سخت ترین حملہ ہے۔ خدا نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے ان کا جواب دینے کی توفیق بخشی۔“

میں اپنے دلی خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ اپنی جملہ تصانیف میں سے کتابوں کی نسبت مجھے زیادہ یقین ہے کہ خدا ان کو میری نجات کا ذریعہ بنائے گا۔ ان میں سے ایک کتاب مقدس رسول ہے جو رنگیلارو کے جواب میں ہے۔ دوسری کتاب یہی اسلام اور مسیحیت ہے۔ پہلی کتاب میں میں نے بتوفیقہ تعالیٰ ذات رسالت مآب سے دفاع کیا ہے اور دوسری کتاب میں اسلام اور قرآن مجید سے مدافعت کی ہے۔ اس لیے میں کہہ سکتا ہوں

روز قیامت ہر کسے در دست گیر و نامہ  
من تیز حاضر می شوم تا ید قرآن در بغل ہے

(۶)

## تفسیر سورہ یوسف اور تحریفات بائبل

صفحات ۹۰

۱۹۴۴ء

طبع اول

اس کتاب میں اس امر کی تصریح کی گئی ہے کہ عیسائی پادریوں نے ہر زمانہ میں بائبل میں تحریف کی ہے اور اس کا ثبوت بائبل کے مختلف ایڈیشنوں سے فراہم کیا ہے۔

بنت بنت بنت بنت

## باب ۱۲

### تردید آریہ

- |   |                                  |
|---|----------------------------------|
| ۱ - حق پرکاش                              | ۲ - کتاب الرحمان                 |
| ۳ - شرکِ اسلام                            | ۴ - حدوثِ دید                    |
| ۵ - مباحثہ دیوریا                         | ۶ - شادی بیوگان اور نیوگ         |
| ۷ - حدوثِ دنیا                            | ۸ - الہام                        |
| ۹ - الکرکوب فی السفینہ فی مباحثہ التکلیفہ | ۱۰ - سوامی دیانند کا علم و عقل   |
| ۱۱ - نماز اربعہ                           | ۱۲ - تغلیب الاسلام ۴ جلد         |
| ۱۳ - القرآن العظیم                        | ۱۴ - مرقع دیانندی                |
| ۱۵ - رجم الشیاطین بجواب اساطیر الاولین    | ۱۶ - تیرا اسلام                  |
| ۱۷ - بحثِ تنازع                           | ۱۸ - ثمراتِ تنازع                |
| ۱۹ - قرآن اور دیگر کتب                    | ۲۰ - جہاد وید                    |
| ۲۱ - باعثِ سرور در مباحثہ جبل پور         | ۲۲ - فتح اسلام یعنی مناظرہ خودیہ |
| ۲۳ - محمد رشی                             | ۲۴ - الہامی کتاب                 |
| ۲۵ - مقدس رسول                            | ۲۶ - شنائی پاکٹ بک               |
| ۲۷ - نکاح آریہ                            | ۲۸ - اصول آریہ                   |
| ۲۹ - ہندوستان کے دور لیغام                | ۳۰ - سحر لیت آریہ                |
| ۳۱ - مجموعہ رسائل بوید و قرآن             | ۳۲ - تعلیم الاسلام               |

آریہ سماج ہندو کی ایک مذہبی تنظیم ہے۔ منہ زور اور بے لگام، خود ہندو ہو کر ہندو کو  
 کا فر اور چور کہتی ہے۔ اس کے بانی سوامی دیانند ہیں، جنہوں نے اپنے ہتھ پنٹھ کی حمایت میں

ملک کے تمام فرقوں پر دل آزار نکتہ چینی کی۔ مولانا ثناء اللہ صاحب نے آریہ سماجی مسائل اور سوامی دیانند دونوں پر گرفت کی۔ ان کے اکثر غالموں سے مناظرے کیے اور ان کی تردید اور اعتراضات کے جواب میں کتابیں لکھیں۔ ذیل میں ان کتابوں کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

(۱)

## حق پرکاش

طبع سوم ۱۹۰۷ء	طبع دوم ۱۹۰۴ء	طبع اول ۱۹۰۰ء
طبع ششم ۱۹۲۸ء	طبع پنجم ۱۹۲۲ء	طبع چہارم ۱۹۱۵ء
ترجمہ (بقیہ اد) عربی ترجمہ	طبع ہشتم ۱۹۲۹ء	طبع ہفتم ۱۹۲۱ء
زندة المحبین گوہر انوار	طبع دہم ۱۹۸۳ء	طبع نہم ۱۹۷۹ء (دہلی)

یہ سوامی دیانند سرسوتی کی کتاب ”ستیارتھ پرکاش“ کا جواب ہے۔

مولانا فرماتے ہیں :

”۱۸۹۹ء میں سوامی دیانند سرسوتی کی کتاب ’ستیارتھ پرکاش‘ کا اردو ترجمہ شائع ہوا جس کے ۱۴ ویں باب میں سوامی جی نے قرآن کریم پر ۱۰۱۵۹ اعتراضات کیے۔ کتاب ’ستیارتھ پرکاش‘ کے شائع ہونے پر مسلمانوں کو ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کا جواب دیا جائے۔ حسب قول حافظ شیرازی :

قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

میں نے اس کے جواب میں کتاب ”حق پرکاش“ لکھی جو بفضلہ تعالیٰ ایسی

مقبول ہوئی کہ اس کے بعد کسی فرقہ کے عالم نے ’ستیارتھ پرکاش‘ کے جواب میں

قلم نہیں اٹھایا

ذلت من فضل اللہ ہے

۱۰ الجہدیت ۲۳ جنوری ۱۹۲۳ء

(۲)

## کتاب الرحمان

طبع اول ۱۹۰۳ء (امرتسر) صفحات ۱۴۴

پنڈت دھرم بھکشو آریہ سماج کے بدگام اور بد زبان عالم تھے۔ انھوں نے ایک کتاب بنام ”کتاب اللہ وید ہے یا قرآن“ لکھی۔

مولانا ثناء اللہ صاحب نے اس کے جواب میں ”کتاب الرحمان“ لکھی جس میں ان کے مزعومہ اعتراضات کی تردید کی۔ اور ان کا مسکت جواب دیا۔ مولانا نے اس کتاب میں وید کی تعلیمات پر قرآنی تعلیمات کو قابل ترجیح قرار دے کر وید کی تعلیمات کو ناقابل عمل قرار دیا۔ اس کے علاوہ مولانا مرحوم نے کلام الہی کو جانچنے کے لیے آریوں کے ان خانہ ساز اصولوں کا جائزہ لیا ہے ”کتاب الرحمان“ تردید آریہ میں ایک بڑی زبردست کتاب ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی (م ۱۳۴۳ھ) لکھتے ہیں :  
 ”مولانا ثناء اللہ امرتسری کی کتاب ”کتاب الرحمان“ مناظرانہ رنگ میں بڑی دلآویز کتاب ہے“ لے

(۳)

## ترکِ اسلام

طبع اول ۱۹۰۳ء      طبع دوم ۱۹۰۴ء      طبع سوم ۱۹۰۶ء  
 طبع چہارم ۱۹۱۸ء (جنوری)      طبع پنجم ۱۹۱۸ء (اپریل)      صفحات ۲۰۲

لے معارف اعظم گڑھ بحوالہ ”الحدیث“ امرتسر ۱۰ جنوری ۱۹۳۱ء

طبع ششم ۱۹۸۱ء (ندوة المحدثین گوجرانوالہ)  
 "ترکِ اسلام" ایک مسلم عبد الغفور نامی (نوآریہ دھرم پال) کے رسالہ ترکِ اسلام کا جواب ہے۔

مولانا فرماتے ہیں !  
 "ایک مسلم عبد الغفور نامی (نوآریہ دھرم پال) نے رسالہ ترکِ اسلام لکھا۔ اس کے شائع ہونے پر مسلمانوں کو بڑی بے چینی ہوئی۔ میں نے فوراً اس کا جواب بنام ترکِ اسلام بر 'ترکِ اسلام' شائع کر دیا جس سے مسلمانوں کو اس قدر قلبی راحت ہوئی جتنی مئی جون میں افطاری کے وقت روزہ دار کو ہوتی ہے" لے

مسٹر دھر مپال نے ۱۴ جون ۱۹۰۳ء گوجرانوالہ میں ایک تقریر کی اور اپنے ارتداد کی وجہ بیان کی۔ اور اس کے بعد اسلام پر ۱۱۶ اعتراضات کیے۔ مولانا نے ان سب اعتراضات کا مسکت جواب دیا ہے۔

مولانا شہداء اللہ مرحوم نے پیش گوئی کی تھی کہ ایک وقت آئے گا کہ دھر مپال دوبارہ اسلام میں داخل ہوگا۔ چنانچہ دھر مپال نے دوبارہ اسلام قبول کیا۔ اور غازی محمود کا لقب اختیار کیا۔

"ترکِ اسلام" کے شائع ہونے پر برصغیر کے جید علمائے کرام نے مولانا امرتسری مرحوم کو خراج تحسین پیش کیا۔ ان میں مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی (م ۱۳۲۵ھ) مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م ۱۳۳۱ھ) مولانا حافظ عبد اللہ محدث غازی پوری (م ۱۳۳۶ھ) اور مولانا وحید الزمان حیدرآبادی (م ۱۳۳۸ھ) شامل ہیں۔

"ترکِ اسلام" جب شائع ہوئی تو دھر مپال نے مولانا کے جوابات کی معقولیت کا اعتراف کیا۔ دھر مپال کے دوبارہ مشرف بہ اسلام ہونے میں بڑی حد تک اس کتاب کا دخل ہے۔

(۴)

## حدوث وید

طبع اول ۱۹۰۳ء - طبع دوم ۱۹۰۷ء - طبع سوم ۱۹۱۳ء - صفحات ۱۶  
 آریوں کا خیال ہے کہ الہام کی ضروری شرط ہے کہ وہ اول دنیا سے ہو۔ اور دنیا  
 چونکہ قدیم ہے۔ اس لیے ہر الہامی کتاب کو قدیم ہونا چاہیے۔ اسی اصول کے تحت وہ لوگ  
 قرآن کے الہامی ہونے کا انکار کر رہے تھے۔ مولانا نے وید کی اندرونی شہادتوں سے  
 یہ ثابت کیا ہے۔ کہ وید قدیم نہیں اور عقلی نقطہ نظر سے بھی اس نظر سے کار دیا گیا ہے۔  
 مولانا نے طبع سوم میں پنڈت شردھانند کا جواب الجواب بھی شامل کر دیا ہے۔

(۵)

## مباحثہ دیوریا

طبع اول ۱۹۰۳ء صفحات ۲۸۴

یہ آپ کا مشہور و معروف مناظرہ ہے۔ جو دیوریا (یو۔ پی) میں ۱۶ اگست تا ۲۱ اگست  
 ۱۹۰۳ء کو آریہ لیڈروں سے ہوا۔ یہ مناظرہ تحریری تھا۔ اور اس میں پانچ پرچوں کا تبادلہ  
 ہوا۔ اس مناظرہ کو دیکھنے کے لیے اس میں مشاہیر علماء مولانا عبدالحق حقانی (م ۱۳۲۵ء)  
 مولانا عبد العزیز رحیم آبادی (م ۱۳۲۶ء) مولانا شاہ عین الحق پھلواری (م ۱۳۳۳ء) اور  
 مولانا حافظ عبد اللہ صاحب غازی پوری (م ۱۳۳۷ء) شریک ہوئے۔

مناظرہ کا موضوع ”وید اور قرآن میں سچا کون ہے؟“

(۶)

## شادی اور بیوگان نیوگ

طبع اول ۱۹۰۳ء - طبع دوم ۱۹۱۰ء - طبع سوم ۱۹۱۷ء - طبع چہارم ۱۹۲۵ء - صفحات ۱۶

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آریہ سماج میں کچھ ایسی رسومات تھیں۔ جن کو انھوں نے اپنی مرضی سے اپنایا ہوا تھا۔ مثلاً شادی بیوگان کا مشدہ۔ اس میں آریہ نصف حصہ کو مانتے ہیں اور نصف کو نہیں مانتے۔ اس رسالہ میں مولانا آریہ کی ان رسومات پر ناقدانہ بحث کرتے ہیں۔

(۷)

## حدوث دنیا

طبع اول ۱۹۰۲ء - طبع دوم ۱۹۰۴ء - طبع سوم ۱۹۱۱ء - صفحات ۱۶  
 قدامت دنیا کا عقیدہ بھی آریوں کے نزدیک ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ اس عقیدے پر تناسخ کے غیر معقول نظریہ کا دار و مدار ہے۔ اس لیے آریہ اس کو ثابت کرنے میں ضرورت سے زیادہ زور لگاتے ہیں۔

اسی موضوع پر مولانا ثناء اللہ مرحوم اور لالہ وزیر چند ایڈیٹر رسالہ آریہ مسافر بردار سے ایک تحریریں مناظرہ ہوا تھا۔ مولانا نے بدلائل ثابت کیا کہ آریہ کا یہ دعویٰ کہ دنیا کا سلسلہ قدیم ہے۔ تردید کی۔ یہ مناظرہ ”حدوث دنیا“ کے نام سے طبع ہوا۔

(۸)

## الہام

طبع اول ۱۹۰۴ء - طبع دوم ۱۹۱۱ء - صفحات ۱۶  
 آریوں اور مسلمانوں کے درمیان الہام کی تعریف ایک اہم نزاعی مسئلہ تھا۔ اس رسالہ میں الہام کی تعریف اور تقسیم اور تشریح دید اور قرآن سے کی گئی ہے۔  
 مولانا فرماتے ہیں!

”آریہ سماج کا اعتراف کرنا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ اور آئے دن یہ بھی اعتراض

کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے کچھ نہیں کیا۔ بڑی بات یہ کہ الہام کی تعریف بھی نہیں کی۔ اس لیے اس رسالہ میں اُن کے اعتراض کو رفع کرنے کے لیے الہام کے مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ آریہ سماج کو معلوم ہو سکے کہ مسلمان الہام کی تعریف اور تقسیم وغیرہ میں کہاں تک قدرت رکھتے ہیں“

(۹)

## المرکوب فی السفینہ فی مباحثہ النکینہ

طبع اول ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۹۲

نگینہ ضلع بجنور میں آریوں کا بہت زور تھا۔ ہر جلسہ میں مسلمانوں کو مناظرہ کی دعوت دیتے۔ مگر مسلمان اس کی پرواہ نہ کرتے۔ آخر ۱۹۰۴ء میں جب آریہ کی سرگرمیاں حد سے بڑھ گئیں تو مسلمانوں نے ان کے چیلنج کو قبول کیا۔ اس مناظرہ میں مولانا امرتسری کے استاد حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی اسیر ماٹا (م ۱۳۲۹ھ) اور مولانا احمد حسن امر وہی (م ۱۳۳۰ھ) جیسے ممتاز اور جتید علمائے کرام شریک ہوئے۔

مولانا امرتسری کے مقابلہ میں ماسٹر آتمارام، پنڈت کربارام اور لالہ وزیر چند بیڈیز آریہ مسافر تھے۔ مناظرہ کا موضوع 'الہام کی تعریف اور وید کا الہامی ثابت کرنا تھا۔ اس مناظرہ میں فریقین کی طرف سے ۲۲ پرچوں کا تبادلہ ہوا۔ اور آخر ماسٹر آتمارام شکست کھا گئے اور حق کو فتح نصیب ہوئی اور میدان مناظرہ میں ۱۱ ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔ اور محمد عمر کترپوری جو مرتد ہو گئے تھے اسی مناظرہ سے متاثر ہو کر پھر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

بہت بہت بہت

(۱۰)

## سوامی دیانند کا علم و عقل

طبع اول ۱۹۰۵ء - طبع دوم ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶

اس رسالہ میں ستیا رتھ پر کاش کے ۴ اوپر باب سے ان چند مقامات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جس میں سوامی دیانند نے سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سوامی جی دوسرے مذاہب پر اعتراضات کرتے وقت زیادہ تحقیق سے کام نہیں لیتے تھے۔

(۱۱)

## نماز الالبعہ

طبع اول ۱۹۰۲ء - طبع دوم ۱۹۰۲ء - طبع سوم ۱۹۰۵ء صفحہ ۴۰

اس رسالہ میں اسلامی، عیسائی، ہندی، آریہ نمازوں کا مقابلہ کر کے اسلامی نماز کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

(۱۲)

## تغلیبِ اسلام

مہاشہ دھر میال نے اسلام کے خلاف ”تہذیب الاسلام“ کے نام سے چار جلدوں میں ایک کتاب لکھی۔ جس میں اسلام پر ناروا حملے کئے۔ مولانا شاد اللہ مرحوم نے چار جلدوں میں ہی اس کا جواب ”تغلیب الاسلام“ کے نام سے دیا۔

تغلیب الاسلام جلد اول

طبع اول فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۸۹

اس میں تہذیب الاسلام جلد اول کے ۱۶، ۱۷ اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔

## تغلیب الاسلام جلد دوم

طبع اول مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۲۵

اس میں ”تہذیب الاسلام“ جلد دوم کے ۱۱۷ اعتراضات کا جواب ہے۔ مقدمہ میں ستیارتھ پرکاش کے ۱۴ویں باب سے سخت جملوں کی ایک فہرست شامل کر دی ہے جو صفحہ ۳ تا ۷ تک محیط ہے۔

## تغلیب الاسلام جلد سوم

طبع اول اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۷۴

اس میں تہذیب الاسلام جلد سوم کے ۱۹، اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ ”تہذیب الاسلام“ جلد سوم میں مہاشہ دھرپال نے اکثر وہی اعتراضات کئے ہیں، جو سوامی دیانند سرسوتی نے ستیارتھ پرکاش میں کئے تھے۔ اور مولانا اس کا جواب ”حق پرکاش“ میں دے چکے تھے۔

## تغلیب الاسلام جلد چہارم

طبع اول جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۷۶

اس میں ”تہذیب الاسلام“ جلد چہارم میں کئے گئے ۱۶، اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ اس جلد پر اس اہم سلسلہ کا اختتام ہو جاتا ہے جس کی ابتداء ترک اسلام سے ہوئی تھی۔ اور میدان مولانا مرحوم کے ہاتھ رہا۔ مہاشہ دھرپال نے اس کشمکش کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے، کہ

”ترک اسلام“ کے مصنف نے ”تہذیب الاسلام“ کے جواب میں قلم اٹھایا۔ تو میں نے ”ترک اسلام“ کے مقابلہ میں دوبارہ قلم اٹھانے سے انکار کر دیا اس طرح ہماری پہلی جنگ کا خاتمہ ہو گیا ہے

منجبت بت منجبت

لے المسلم دسمبر ۱۹۱۴ء

(۱۳)

## القرآن العظیم

طبع اول ۱۹۰۷ء - طبع دوم ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۴

دسمبر ۱۹۰۷ء میں آریہ سماج کا سالانہ جلسہ لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا شہداء اللہ کو ایک مقالہ پڑھنے کی دعوت دی گئی۔

مولانا نے ”القرآن العظیم“ کے نام سے ایک مقالہ تیار کیا مگر آریہ لیڈروں کی بدعہدی کی وجہ سے شریک جلسہ نہ ہو سکے۔ تو آپ نے اس مقالہ کو کتابی صورت میں شائع کر دیا۔ اس مقالہ میں قرآن کریم کا الہامی ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

(۱۴)

## مرقع دیانندی

طبع اول ۱۹۰۸ء - صفحہ ۸۸

اس رسالہ میں سوامی دیانند بانی آریہ سماج کے مقرر کردہ اصولوں سے ان کے نظریات کی تردید کی گئی ہے۔

مولانا فرماتے ہیں !

”دیانندی دوستو! یہ ویدک ویا کہیاں نہیں ہے کہ اوٹنگ برٹنگ جو زبان پر آیا۔ اس کا نور برساتے چلے گئے۔ بلکہ میدان مناظرہ ہے اس کے اندر

قدم رکھنا بڑے بڑے ودانوں کا کام ہے“

اندیس دشت کہ حورش بھصا راہ رود

مصلحت نیست کہ تشرده گذاری پارا

(۱۵)

## رحم الشیاطین بجواب اساطیر الاولین

طبع اول ۱۹۰۹ء - صفحات ، ۱۶

اساطیر الاولین کے نام سے مہاشہ دھر میال نے ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا تھا مولانا نے اس کا جواب 'رحم الشیاطین' کے نام سے دیا۔ اور مہاشہ کی مزعومات کا پردہ چاک کیا۔ یہ رسالہ 'تبر اسلام' کے ساتھ شائع ہوا تھا۔

(۱۶)

## تبر اسلام

طبع اول ۱۹۰۹ء - طبع دوم ۱۹۱۱ء صفحات ۸۶

مہاشہ دھر میال نے اپنے مرتد ہونے کے بعد کئی ایک کتابیں لکھیں جیسے 'ترک اسلام'، 'تنبیہ اسلام'، 'ساحیر الاولین' اور 'نخل اسلام'۔

'نخل سوم' کا انداز اور اب دلچسپ اس کی کتابوں سے زیادہ تلخ تھا۔ مولانا فرماتے

یہ!

”دھر میال کی یہ کتاب (نخل اسلام) نہایت ہی زہریلی تھی۔“

مولانا نے اس کا جواب 'تبر اسلام' سے دیا۔ اور مہاشہ کی طرف سے اٹھائے گئے اعترافات کا تسلی بخش جواب دیا۔ جب 'تبر اسلام' شائع ہوئی تو مہاشہ دھر میال اس کا جواب نہ دے سکے۔ اور دوبارہ حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے اور اپنی تمام کتابیں ارجح اول ۱۹۱۱ء کو جلا کر خاکستر کر دیں۔ 'تبر اسلام' کے شائع ہونے پر اخبارات نے

عمدہ الفاظ میں تبصرہ کیا ہے

لے علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ ۱۰ مئی ۱۹۰۹ء

(۱۷)

## بحث تناسخ

طبع اول ۱۸۹۹ء، طبع دوم ۱۹۰۱ء، طبع سوم ۱۹۰۲ء، طبع چہارم ۱۹۰۹ء  
طبع پنجم ۱۹۲۱ء، صفحات ۲۶

یہ رسالہ اس تحریری مناظرہ کی مکمل روئداد ہے۔ جو تناسخ کے موضوع پر مولانا  
نثار اللہ مرحوم اور ماسٹر آمارام کے درمیان کئی ہفتے جاری رہا اور بالآخر کامیابی آتی  
کو نصیب ہوئی۔ مولانا کتاب کے آخر میں فرماتے ہیں۔

دوستانہ دعوت:

”اگر کوئی شخص کسی کو یہ بتلا دے کہ تیرے کپڑے میں سانپ ہے، تو  
کون کہے گا کہ اُس نے بڑا کیا۔ اسی طرح ہم بھی بنظرِ مہرِ رومی نبی نوعِ اپنے  
ملکی بھائیوں سے کہیں کہ، تمہاری نجات کے لیے اسلام ہی سچا مذہب ہے  
تو غالباً کوئی ناراضگی کی وجہ نہیں۔ ہاں ان کا حق ہے کہ اسلام کے متعلق  
اگر ان کے شبہات ہوں تو دُفینہ کر ایسے جس کے لیے ہم حاضر ہیں۔ لیکن یہ  
کہنا بھی انصاف سے باہر نہیں۔ کہ اس قسم کی بحث کرنے والا کبھی نہ  
سوسائٹی (جماعت) کی طرف سے پیش ہو تو یہ نسبتاً فرداً فرداً کے نزدیک  
مفید اور آسان ہے۔ ہاں جو لوگ اپنی انہماکی کتاب سے واقف ہوں گے  
وہ اس شدت سے مستثنیٰ ہوں گے نہ“

(الداعی ابوالوفاء شاد، اللہ، امرتسر)

بہتر بہتر بہتر

(۱۸)

## ثمراتِ تناسخ

طبع اول سالہ ۱۹۱۰ء، صفحات ۵۲

اس رسالہ میں تناسخ پر بڑی خوبصورتی سے بحث کی گئی ہے۔  
مولانا فرماتے ہیں!

”اسلام اور ویدک دھرم (ہندو آریہ) میں یوں تو کئی ایک مسائل مختلفہ ہیں لیکن تناسخ کا مسئلہ ایک ایسا ہے کہ اس پر ویدک دھرم کو بہت ناز ہے۔ اس لیے اس مسئلے کو دونوں مذاہب میں حد فاصل کیا جائے تو بے جا نہیں۔ مسئلہ تناسخ پر فریقین کے لیے منقولی اور معقولی بحث کے لیے میدان وسیع ہے۔ یہ رسالہ بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ ناظرین اسے دیکھ کر محفوظ ہوں گے۔ اور مصنف کے لیے دعائے خیر کریں گے!“

(۱۹)

## قرآن اور ویدک کتب

طبع اول سالہ ۱۹۱۰ء، صفحات ۱۶

مولانا نے ”قرآن اور ویدک کتب“ کے عنوان سے ایک لیکچر دیا تھا جس میں آپ نے وید، انجیل اور قرآن کا موازنہ کرتے ہوئے قرآن مجید کی برتری ثابت کی تھی۔ بعد میں یہ لیکچر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔

مزاحمت جنت

(۲۰)

## جہاد وید

طبع اول ۱۹۱۱ء، صفحات ۳۰

اس کتاب میں جہاد کا ثبوت وید منتروں سے پیش کر کے اسلامی جہاد پر آریوں کی لب کشائی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دی گئی۔

(۲۱)

## باعث سرور در مباحثہ جبل پور

طبع اول ۱۹۰۶ء صفحات ۹۲

یہ اس مباحثہ کی روداد ہے جو مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب اور آری سماج کے رہنماؤں کے ساتھ ۳۱ مئی تا ۲ جون ۱۹۱۳ء جبل پور میں ہوا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو فتح نصیب فرمائی۔

منظرہ ۳۱ مئی ۱۹۱۳ء

مضمون بحث! توحید فی الصفات یا حدوث قدم روح و مادہ۔

منظرہ یکم جون ۱۹۱۳ء

مضمون بحث! ویدک دھرم مانگیر ہے یا دین اسلام

منظرہ ۲ جون ۱۹۱۳ء

مضمون بحث! مسئلہ تنازع

آریہ کی طرف مہاشہ دھرم بیری آگرہ نواسی، ڈاکٹر نیڈٹ کشمی دت اور صدر مناظرہ پادری ہنسل نے حصہ لیا۔

یہ رسالہ اس مناظرہ کی تفصیل میں ہے۔ شروع میں فضل دین صاحب سکریٹری انجمن ضیاء الاسلام جبل پور کا ایک مقدمہ بھی ہے جو صفحہ ۲۵ تک محیط ہے۔

(۲۲)

## فتح اسلام یعنی مناظرہ خورجہ

طبع اول ۱۹۱۷ء۔ صفحات ۶۶

یہ مناظرہ آریہ رہنماؤں مہاشہ شانتی سروپ اور بایورام چندر دہلوی سے ۲۰ تا ۲۲ مارچ ۱۹۱۷ء کو مدرسہ قاسم العلوم خورجہ ضلع بلند شہر میں ہوا تھا۔ اس مناظرہ کا پس منظر بڑا دلچسپ ہے۔

مولانا مبارک حسین سنبھلی مدرسہ قاسم العلوم خورجہ کے صدر مدرس تھے۔ دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ بہت بڑے عالم اور مناظر تھے۔ آپ کا مناظرہ پنڈت چندر پرکاش ایڈیٹر آریہ گزٹ سے ہوا۔ جس میں آریہ مناظر شکست کھا گئے اور شکست کے بعد اسلام قبول کر لیا۔ عبدالرحمن نام رکھا اور اسلام کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ اور ان کے ساتھ اور کئی ہندو حلقہ گروش اسلام ہوئے۔

اس سے آریہ سماج میں آگ لگ گئی اور آریوں نے ایک عظیم الشان مناظرہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ ادھر مسلمانوں نے بھی لبیک کہا اور بڑے بڑے مناظر خورجہ جمع ہوئے مثلاً علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۳ھ) مولانا مرتضیٰ حسن مراد آبادی (م ۱۳۷۱ھ) مگر طے پایا۔ کہ اہل اسلام کی طرف سے شیخ الاسلام امام المناظرین مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری کو پیش کیا جائے۔

یہ تحریری مناظرہ ”مذہب حق کی تحقیق“ پر ہوا اور صرف پانچ پوچھے ہی ہوئے تھے کہ آریہ مناظر نے اپنی عافیت اسی میں سمجھی کہ مناظرہ کو ختم کر دیا جائے۔ مولانا مرحوم کے جوابات اتنے جامع تھے کہ مولانا سید انور شاہ صاحب نے ان کو دیکھ کر اپنا یہ فیصلہ لکھا۔ کہ:

”ہم بحیثیت پانچ ہونے فتح اسلام کی ڈگری دیتے ہیں“ اور  
دکیل آریہ سماج نے تسلیم کیا۔ کہ وہید میں غیر خدا کی عبادت کا حکم ہے۔

ہرگز خدا کی کتاب نہیں ہو سکتی۔ مولانا سید انور شاہ صاحب نے فتح اسلام کا جو فیصلہ دیا ہے۔ وہ بالکل واقعات پر مبنی اور سچا ہے یہ

(۲۳)

## محمد رشی

طبع اول ۱۹۲۳ء امرتسر صفحات ۱۹۔ طبع دوم ۱۹۵۷ء بمبئی صفحات ۲۵  
اس رسالہ میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت، وید، تورات اور انجیل سے دیا گیا ہے۔

یہ رسالہ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) کے بسیط رسالہ ”بشارات محمدیہ“ کی تلخیص ہے۔ اور اس میں صرف وید، توراہ اور انجیل سے پیش گوئیاں نقل کی گئی ہیں۔

(۲۴)

## الہامی کتاب

طبع اول ۱۸۹۸ء۔ طبع دوم ۱۹۰۷ء۔ طبع سوم ۱۹۱۳ء صفحات ۱۹۲

طبع چہارم ۱۹۲۳ء صفحات ۱۹۲

یہ ایک مباحثہ کی روئداد ہے۔ جو ماسٹر آتمارام امرتسری مترجم ستیا رتھ پرکاش ایڈیٹر آریہ مسافر اور مولانا ثناء اللہ صاحب کے درمیان موضوع ”وید اور قرآن“ پر ہوا۔ یہ مباحثہ ۱۸۹۷ء میں آریوں کے ماہواری رسالہ آریہ مسافر، جالندھر میں چھپا رہا یہ تحریری مباحثہ بڑا دلچسپ ہے۔ اس میں ماسٹر آتمارام وید کو الہامی کتاب ثابت کرنے

کی کوشش کی۔ اور مولانا امرتسری نے اس کی تردید کی اور قرآن مجید کو الہامی کتاب ثابت کیا۔ آخر اس کا فیصلہ !

بَاءَ الْحَقِّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

(۲۵)

## مقدس رسول

طبع اول ۱۹۲۳ء (امرتسر) صفحات ۸۰ - طبع دوم ۱۹۲۵ء - طبع سوم ۱۹۶۰ء  
 طبع چہارم ۱۹۶۲ء (گوجرانوالہ) - طبع پنجم ۱۹۶۴ء (سرگودھا)  
 طبع ششم ۱۹۷۰ء (دہلی) - طبع ہفتم ۱۹۸۰ء (دہلی)  
 طبع ہشتم ۱۹۸۲ء (ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ)

صفحات ۱۲۰

۱۹۲۳ء میں ایک گننام آریہ نے رنگیلا رسول کے نام سے ایک نہر ملی کتاب شائع کی جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ناروا حملے کیے گئے۔ مولانا فرماتے ہیں ! کہ

”آریوں نے رنگیلا رسول کے نام سے ایک کتاب شائع کی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر سخت ناپاک حملے کیے جس کی وجہ سے ملک میں اس سرے سے اس سرے تک آگ لگ گئی۔ اور مسلمان گویا متوالے پھرتے تھے۔ کہ یہ کیا اندھیرا ہے کہ ذات قدسی صفات پر ایسے حملے ہو رہے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ کوئی عالم جواب نہیں دیتا۔ بقول !

”بلائیں حسنِ جانان کی اگر لیں گے۔ تو ہم لیں گے“

اس کے جواب میں ’مقدس رسول‘ لکھا۔ بفضلہ تعالیٰ یہ بھی ایسا مقبول ہوا۔ کہ

اس کے بعد کسی عالم نے رنگیلا رسول کے جواب میں قلم نہیں اٹھایا۔ کیونکہ  
کی ضرورت ہی نہیں سمجھی۔ نہ آریوں نے اس کا جواب الجواب دیا یہ  
اس رسالہ کو مشاہیر علمائے کرام نے بنظر استحسان دیکھا۔ اور اس پر بہترین تقاریر  
لکھیں۔

مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی (م ۱۳۴۲ھ) نے لکھا کہ:  
”مولانا ثناء اللہ صاحب نے یہ رسالہ لکھ کر مسلمانوں پر احسانِ عظیم کیا۔“  
اور اخبار وکیل امرتسر نے اپنی اشاعت ۶ ستمبر ۱۹۲۳ء میں لکھا:  
”جس قدر رنگیلا رسول، اشتغال انگیز فحش اور دائرہ تہذیب ہے۔ اسی  
قدر مقدس رسول، انتہائی تحمل، متانت اور شائستگی کو لیے ہوئے ہے“  
اور اخبار زمیندار لاہور نے اپنی اشاعت ۲۲ جنوری ۱۹۲۵ء میں لکھا:  
”مولانا ثناء اللہ نے گندگی کا پاکیزگی سے اندھیرے کا اُجالے اور بدتریبی  
کا سنجیدگی اور متانت سے جواب دیا ہے“  
مولانا امرتسری ”اسی رسالہ کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے۔“ ۱۵

(۲۶)

## ثنائی پاکٹ بک

طبع اول ۱۹۳۳ء (امرتسر) صفحات ۹۶۔ طبع دوم ۱۹۸۲ء (لاہور) صفحات ۹۶

مولانا مرحوم اس کتاب کی تالیف کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں:

”پہلے یہ دستور تھا۔ کہ ایک مصنف کی کل تصنیفات کو ایک جلد (اگر اس میں  
آسکیں) جمع کر دیا جاتا تھا۔ جس کا نام ہوتا کلیات فلاں، آج کل ایک جدت یہ  
ہوئی ہے۔ کہ جلد مذاہب کے متعلق مفصل یا مختصر لکھا جائے۔ اس کا نام رکھا جاتا

۱۵ اہمڈیٹ امرتسر ۲۳ جنوری ۱۹۳۳ء ۱۵ اسلام اور مسیحیت ص ۶ طبع لاہور

وڈاٹری یا پاکٹ بک؛

اجاب کا عرصہ سے تقاضا ہے کہ میں بھی ایک پاکٹ بک تیار کر کے ان کے ہاتھوں میں دے دوں۔ تاکہ ہر مذہب کے مقابلے میں ان کے کام آئے۔ یہ ثنائی 'پاکٹ بک' اسی فرمائش کی تعمیل ہے۔

اس پاکٹ بک میں جن فرقوں پر گفتگو کی گئی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

دہریہ - عیسائی - ہندو - آریہ - رادھا سوامی - سکھ - منکرین نبوت - منکرین نبوت محمدیہ - فرقہ بہائیت - شیعہ - مرزائیت - اہل قرآن - نیچریہ - اہل حدیث - آریہ دھرم کے تحت ان کے خاص مسائل - قدامت سلسلہ دنیا (ص ۲۰) اور مسئلہ تاسخ (ص ۲۲) پر بحث کی گئی ہے۔

(۲۷)

## نکاح آریہ

طبع اول ۱۹۲۵ء صفحات ۴۰

آریوں کے نزدیک دین کی سچائی کا معیار عقل ہے۔ مولانا ثناء اللہ نے اسی معیار کو سامنے رکھ کر اسلام اور آریہ سماج کی تعلیمات کا مقابلہ کیا ہے۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ آریہ تعلیمات نہ صرف عقل بلکہ فطرت سے بھی متصادم ہیں۔ مولانا نے اس رسالہ میں جن مباحث پر بحث کی ہے وہ یہ ہیں:

- ۱ - نکاح کی ضرورت اور مرض
- ۲ - نکاح کس عمر میں
- ۳ - نکاح کس عورت سے ہو
- ۴ - بیواہ کی قسمیں
- ۵ - نکاح کرنے کا طریق
- ۶ - نکاح غیر منفک ہے یا قابل نسخ
- ۷ - میاں بیوی کے باپ کا طریق
- ۸ - نکاح بیوگان

آریہ نکاح بیوگان پر زور دیتے ہیں۔ مگر ایسی بیوگان کا نکاح جائز نہیں سمجھتے جو خاوندوں سے مل چکی ہیں۔ اس مسئلہ پر مولانا نے تفصیل سے بحث کی ہے۔ شروع رسالہ میں شریعت اسلامیہ محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کی روشنی میں نکاح کیوں ہوتا ہے کے عنوان سے بحث کی ہے۔ اور آخر رسالہ میں آریہ عقائد کی تردید کی ہے۔

(۲۸)

## اصول آریہ

طبع اول ۱۹۲۶ء - طبع دوم ۱۹۲۹ء - صفحات ۲۶

اس رسالہ میں مادہ، رُوح اور سلسلہ کائنات کا حدوث پر دلائل عقلیہ سے بحث کی گئی ہے

مولانا فرماتے ہیں!

”اگر سلسلہ دنیا کی قدامت باطل ہو جائے۔ روح اور مادہ کی قدامت کا طریقہ غلط ہو جائے تو آریہ سماج کا کوئی اصول باقی نہیں رہ سکتا۔“

اس لیے ہم نے یہ رسالہ لکھا ہے۔ تاکہ اس اصل الاصول کو توڑ کر ہم مسلمان ہمیشہ کے لیے سماجی مناظرہ سے فارغ ہو جائیں؟

(۲۹)

## ہندوستان کے دورِ یقارم

طبع اول ۱۹۳۷ء - صفحات ۳۲

اس رسالہ میں ہندوستان کے دو مدعیان اصلاح کی بدزبانوں کے نمونے دکھائے گئے ہیں۔

۱۔ شری سوامی دیانند سرسوتی جو آریہ سماج کے قائد اور رہنما تھے۔

۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی جو قادیانی امت کے نبی و رسول تھے۔

سوامی دیانند کی بدزبانوں کے نمونے صفحہ ۱ تا ۲۱ میں ۸۹ نمونے پیش کئے گئے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی بدزبانوں کے نمونے صفحہ ۲۱ تا ۳۲ میں ۲۲ نمونے نقل کئے گئے ہیں۔

20009

بنت بنت بنت

(۳۰)

## تحریف آریہ

طبع اول ۱۹۳۳ء صفحہ ۵۶

سوامی دیانند کی وفات کے بعد آریہ مشن کے رہنماؤں نے سوامی جی کی کتاب ستیارتھ پرکاش میں من مانی تبدیلیاں کر ڈالیں۔

مولانا مرحوم نے اس کتاب میں ستیارتھ پرکاش کے صرف ایک باب کا دو ایڈیشنوں میں مفاہکہ کے تحریف کا ثبوت ہم پہنچایا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہندی متن بھی پیش کیا ہے۔ آریہ مباحث میں یہ ایک اچھوتی کتاب ہے۔

(۳۱)

## مجموعہ رسائل متعلقہ بوید و قرآن

موضوع نام سے ظاہر ہے۔ لیکن یہ رسالہ میری نظر سے نہیں گزرا لے

(۳۲)

## تعلیم الاسلام

یہ رسالہ مہاشہ دھر مہال کے ایک مضمون کا جواب ہے۔ مہاشہ نے کئی ایک رسائل اپنے زمانہ ارتداد میں لکھے۔ اور مولانا مرحوم نے ان تمام رسائل کا جواب دیا جس کی تفصیل آپ پڑھ آئے ہیں۔ تعلیم الاسلام بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے لے

بنت بنت بنت بنت

لے حیات شنائی طبع دہلی ص ۵۹۴ لے اشتہار صفحہ آخر تحریف آریہ

## باب ۱۳

## تردید قادیانیت

- |                                       |                                   |
|---------------------------------------|-----------------------------------|
| ۱- الہامات مرزا معہ جواب آئینہ حق نما | ۲- ہفتوات مرزا                    |
| ۳- صحیفہ مجیدیہ                       | ۳- فاتح قادیاں                    |
| ۵- آفتہ اللہ                          | ۶- فتح ربانی درمباحثہ قادیانی     |
| ۷- عقائد مرزا                         | ۸- مرقع قادیانی                   |
| ۹- چہستان مرزا                        | ۱۰- زار قادیاں                    |
| ۱۱- نسیخ نکاح مرزائیاں                | ۱۲- تاریخ مرزا                    |
| ۱۳- نکاح مرزا                         | ۱۴- شاہ انگلستان اور مرزا قادیاں  |
| ۱۵- عجائبات مرزا                      | ۱۶- قادیانی مباحثہ دکن            |
| ۱۷- شہادات مرزا عقب عشرہ مرزائیہ      | ۱۸- نکات مرزا                     |
| ۱۹- ہندوستان کے دوری فارم             | ۲۰- محمد قادیانی                  |
| ۲۱- مراق مرزا                         | ۲۲- تعلیمات مرزا                  |
| ۲۳- فیصلہ مرزا                        | ۲۴- تفسیر نویسی کا چیلنج اور مرزا |
| ۲۵- علم کلام مرزا                     | ۲۶- بہاء اللہ اور مرزا            |
| ۲۷- عشرہ کاملہ                        | ۲۸- آیا طیل مرزا                  |
| ۲۹- تحفہ احمدیہ                       | ۳۰- مکالمہ احمدیہ حصہ اول         |
| ۳۱- بطش قدیر بر قادیانی تفسیر کبیر    | ۳۲- یکھرام اور مرزا               |
| ۳۳- ناقابل مصنف مرزا                  | ۳۴- محمود مصلح موعود              |
| ۳۵- رسائل اجماعیہ                     | ۳۶- تحفہ مرزائیہ                  |

## قادیانی تحریک اور خدمات اہلحدیث

قادیانی تحریک سے متعلق مولانا ثناء اللہ صاحب نے جو گرانقدر علمی خدمات سرانجام دی ہیں وہ تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور خود بانی تحریک احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے اشتہار جس کا عنوان تھا:

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ

اس میں مرزا قادیانی نے لکھا:

”مولوی ثناء اللہ نے مجھے بہت بدنام کیا۔ میرے قلعے کو گرانا چاہا۔ وغیرہ! اس لیے میں دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہے۔ وہ سچے کی زندگی میں مرجائے“

کوئی خاص وقت تھا جب یہ دعا مرزا صاحب کے منہ سے نکلی۔ اور اس اشتہار کے مطابق مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۷ء کو انتقال کر گئے۔ اور مولانا امرتسری اس کے بعد ۴۰ سال (مارچ ۱۹۴۸ء) تک زندہ رہے۔

تہ دید قادیانیت کے سلسلہ میں علمائے اہلحدیث نے جو خدمات سرانجام دی ہیں۔ اہل علم نے اس کا اعتراف کیا ہے۔

مشہور صحافی آغا شورش کاشمیری (م ۱۳۹۵ھ) لکھتے ہیں:

”علمائے اہلحدیث نے مرزا صاحب کے کفر کا فتویٰ دیا۔ ان کا فتویٰ فتاویٰ نذیریہ ج اول کے صفحہ ۴ پر موجود ہے۔ مرزا صاحب اس فتویٰ سے تھلا اٹھے اور میاں صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ میاں صاحب سو برس سے اوپر ہو چکے تھے اور انتہائی کمزور تھے۔ آپ نے مرزا صاحب کے چیلنج کو اپنے تلامذہ کے سپرد کیا۔ مرزا صاحب اپنی عادت کے مطابق فرار ہو گئے۔ جن علمائے اہلحدیث نے مرزا صاحب اور ان کے بعد قادیانی اُمت کو زیر کیا اُن میں مولانا

محمد بشیر سہوانی، قاضی محمد سلیمان منصور پوری اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی سرفہرست تھے۔ لیکن جس شخصیت کو علماء اہلحدیث میں فاتح قادیان کا لقب ملا وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ انہوں نے مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو لوہے کے چنے چبوا دیئے۔ اپنی زندگی ان کے تعاقب میں گزری۔ ان کی بدولت قادیانی جماعت کا پھیلاؤ روک گیا۔ مرزا صاحب نے تنگ آکر انہیں خط لکھا۔ کہ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا ہے۔ اور صبر کرتا رہا ہوں۔ اگر میں کذاب اور منفرتی ہوں جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔ تو آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ ورنہ آپ سنت اللہ کے مطابق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ خدا آپ کو ناپسود کر دے گا۔ خداوند تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ مفسد اور کذاب کو صادق کی زندگی میں اٹھائے

(خط مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۴ء)

اس خط کے ایک سال ایک ماہ اور بارہ دن بعد مرزا صاحب لاہور میں اپنے میزبان کے بیت الخلاء میں دم توڑ گئے۔ مولانا ثناء اللہ نے ۱۵ مارچ ۱۹۰۴ء کو سرگودھا میں رحلت فرمائی۔ وہ مرزا صاحب کے بعد ۲۰ سال تک زندہ رہے۔ ان کے علاوہ مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی مولانا عبد اللہ معمار، مولانا محمد شریف گھڑیا لوی، مولانا عبدالرحیم کھووالے، مولانا حافظ عبداللہ روپڑی، مولانا حافظ محمد گوندلوی، شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ، مولانا محمد حنیف ندوی، بابوصیب اللہ، اور حافظ محمد ابراہیم کیری پوری وغیرہ نے قادیانی اُمت کو ہر دینی محاذ پر خوار کیا۔ اس سلسلے میں غزنوی خاندان نے عظیم خدمات سرانجام دیں۔ مولانا سید داؤد غزنوی جو جماعت اہلحدیث کے امیر اور مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری رہے۔ انہوں نے اس محاذ پر بے نظیر کام کیا۔ فی الجملہ تحریک ختم نبوت کے اس آخری دور تک میرزائی، مسلمانوں سے الگ کیے گئے۔ اور آئینی اقلیت پا گئے۔

مہارے حدیثِ قادیانیت کے تعاقب میں پیش پیش رہے۔ اور اس عنوان سے اتحادِ بین المسلمین میں قابلِ قدر حصہ لیا۔

تردیدِ قادیانیت کے سلسلہ میں جو قابلِ قدر علمی خدمات سرانجام دیں۔ اس کا تفصیلی جائزہ پیش کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ بانی تحریکِ قادیانیت مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات اور اس تحریک کے جو اثرات برصغیر پر وارد ہوئے اس کا تذکرہ پیش کیا جائے۔

## مرزا غلام احمد قادیانی

قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ جن کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔ انھیں بچپن میں چڑیاں پھنسانے کی عادت تھی۔ دیگر کھیل کود سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ ضدی مزاج تھے۔ بچپن میں تعلیم کا آغاز ہو گیا تھا۔ بیس سال کی عمر تک تحصیل علم کیا۔ ۱۸۶۳ء میں اپنے والد کی پنشن کی ایک بھاری رقم لے کر فرار ہو گئے۔ اور پندرہ روپیہ ماہوار پر سیالکوٹ کچھری میں ملازمت اختیار کر لی۔ ۴ سال بعد ۱۸۶۵ء میں مختاری کے امتحان میں بیٹھے لیکن فیل ہو گئے۔ اس حادثہ ناکامی سے بددل ہو کر ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ اور وطن واپس آ گئے۔ یہاں زمینداری اور مقدمہ بازی کے شغل میں ایک عرصہ گزارنے کے بعد ۱۸۷۷ء میں مذہبی اسٹیج پر نمودار ہوئے۔ اور ایک مناظرِ اسلام کے روپ میں اسلام کی چڑور اور جذباتی وکالت کر کے عام مسلمانوں کو بہت جلد اپنی طرف مائل کر لیا۔ اسی دوران آپ نے تصوف کا روپ دھار کر مختلف حکمتوں اور تہذیبوں سے خلقِ خدا پر اپنی بزرگی اور خدارِ سیدی کا سکہ بٹھانا شروع کیا۔ پنجاب کی زمین اس مقصد کے لیے بڑی زرغیر ثابت ہوئی۔ چند برسوں میں آپ کا ایک وسیع حلقہ ارادت تیار ہو گیا۔ اب آپ نے پر پورے نکالنے شروع کر دیئے اور ۱۸۸۲ء تک اپنے آپ کو مہر من اللہ، مجددِ وقت اور خدا کا الہام یافتہ قرار دیتے ہوئے مختلف نوع کے بہت سارے الہامات شائع کر دیئے۔ یہی موقع تھا۔ جب پہلی بار علماء چرنکے اور انھوں نے

۱۔ تحریکِ ختمِ نبوت ص ۴۰، ۴۱۔

مسموس کیا۔ کہ مرزا صاحب اپنی ان کارروائیوں کے ذریعہ نبی بننے کی تیاری کر رہے ہیں۔ مگر مرزا صاحب نے ان کے اس قسم کے اندیشوں کی بڑی سختی کے ساتھ نفی کی بوصوف نے ختم نبوت کے عقیدہ میں بڑی سختی کے ساتھ اپنے اہل یقین کا اظہار کیا۔ اور اسے تسلیم نہ کرنے کو کفر قرار دیتے ہوئے لوگوں کو تقریباً مطمئن کر دیا۔

اس کے بعد مارچ ۱۸۸۹ء میں مرزا صاحب نے اپنے دام افتگان سے ایک دس نکاتی شرائط نامہ پر بیعت لے کر ایک باقاعدہ تنظیم کی داغ بیل ڈالی۔ اور اس تنظیم کو مستحکم بنیادوں پر استوار کر لینے کے بعد جنوری ۱۸۹۱ء میں اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور ساتھ ہی ایک پانچ نکاتی منصوبہ بھی شائع کیا جس کا مقصد تنظیم کے افراد کے درمیان باہمی ربط، مالی انتظام اور تبلیغی کوششوں کو مزید وسعت اور استحکام دینا تھا۔ پھر ۱۸۹۲ء میں آپ نے اپنے مہدی موعود ہونے کا بھی باقاعدہ اعلان کر دیا۔ اور آخر کار ۱۹۰۱ء میں نبوت و رسالت کا دعویٰ کر بیٹھے جس پر مرتے وقت تک قائم رہے۔

مرزا صاحب کے دعوے ان ہی دائروں میں محدود نہ تھے بلکہ آپ نے مختلف اوقات میں خدائی صفات کے بھی دعوے کیے۔ کبھی دعویٰ کیا کہ مجھے مارنے اور جلانے کی قوت دی گئی۔ کبھی کہا کہ میں نے آسمان اور زمین پیدا کئے۔ کبھی ارشاد ہوا۔ کہ میں تقدیر کا لکھنے والا ہوں۔ اور کبھی دو ٹوک لفظوں میں فرمایا کہ میں بچینم خدا ہوں۔ حدیث ہے کہ اپنے آپ کو ابن مریم ثابت کرنے کے لیے ارشاد فرمایا کہ دو سال تک آپ پر تسوانی کیفیت یعنی صفت مریمیت طاری رہی۔ اسی دوران آپ کو حیض بھی آیا۔ پردے میں نشوونما ہوئی خدا سے ایک نہانی تعلق قائم ہوا۔ یعنی خدا نے آپ کے ساتھ رجولیت کا اظہار فرمایا۔ اس تصرف سے آپ عالم ہوئے اور پھر اپنے حمل سے آپ خود ہی پیدا ہوئے کہ ابن مریم ہو گئے۔ ان دعوؤں کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب اپنے پیروکاروں کو مسلمانوں سے بالکل الگ تھلگ اور عید اکاثر امت تباہ کرنے کی تیاریاں بھی کرتے رہے۔ چنانچہ رفتہ رفتہ انہوں نے اور ان کی امت کے اکابر نے اپنا خدا، رسول۔ کتاب، شریعت۔ عبادت۔ قانون

مناکحت، دین اور شعائر دین، مقامات مقدسہ، تاریخی شخصیتیں، تعزیم، کیلنڈر، جنت و دوزخ اور سزا و جزا کا میاں سب کچھ مسلمانوں سے الگ کر لیا۔ اور وہ ہر حیثیت سے ایک جداگانہ اُمت بن گئے۔

اس پورے عرصہ میں عالم اسلام کے ساتھ تصادم کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ تاہم مرزا صاحب اپنے شعبدوں اور چلتے بانہیوں کی بنیاد پر اپنے دام افتادوں کو اپنے پنجہ جیلہ و فن کے اندر جکڑے رہنے میں خاصے کامیاب رہے۔ مخالفین میں سے مولانا شہداء اللہ امرتسری کا دار مرزا صاحب کے لیے سب سے زیادہ پرخطر اور صبر آزما ہو کر رہا تھا۔ اس لیے مرزا صاحب نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۸ء کو ایک طوفانی اشتہار شائع کیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مرزا صاحب اور مولانا شہداء اللہ میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے گا۔ اس اشتہار کے مطابق مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال کر گئے اور مولانا امرتسری اس کے بعد ۴۰ سال (مارچ ۱۹۴۸ء) تک زندہ رہے۔

مرزا صاحب کی تحریک جہاں اپنے ظاہری رُخ کے لحاظ سے محض ایک مذہبی تحریک تھی۔ وہیں اپنی خفیہ سرگرمیوں اور بنیادی مقاصد کے لحاظ سے ایک خطرناک سیاسی تحریک تھی۔ یہ وہ دور تھا۔ جب برطانوی استعمار عالم اسلام کے ایک بڑے حصے پر مضبوطی کے ساتھ اپنا پنجہ گاڑ چکا تھا۔ اور بچے کھچے عالم اسلام کو اپنے پنجہ اقتدار میں جکڑنے کے لیے طرح طرح کی سازشوں کے تانے بانے تیار کر رہا تھا لیکن ابھی مسلم حلقوں سے جہاد کے نعرے سنائی دے رہے تھے۔ یورپ کا مرد بیمار ترکی نئی طاقت تو انانی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ سامراج کے زیر اقتدار مسلم ریاستوں میں آئے دن بغاوت کے لاوے پھوٹ رہے تھے۔ اور نہتے باغیوں کی مثالی جرأت و شجاعت اور منظرِ فوجی کارناموں پر بڑے بڑے جرنیل اور کرنیل انگشت بندیاں رہ جاتے تھے۔ ان کے جوش جہاد اور شوق شہادت کے لیے یہ تصور آگ پر تیل کا کام دے رہا تھا کہ طہود مہدی اور نزولِ مسیح کا زمانہ قریب آچکا تھا۔ ان حالات کے پیش نظر انگریزوں کو انہی جرأت و شجاعت اور اپنی فوجی حکمت عملی کے بجائے اپنی عیاری و دیکاری اور

روباہی و چالبازی پر زیادہ بھروسہ کرتا پڑ رہا تھا۔ اور اس مقصد کے لیے انہیں مختلف قوموں کے مقابلے میں خود انہی قوموں کے افراد آلہ کار کی حیثیت سے مطلوب تھے۔ ہندوستانی مسلمانوں کے مقابلے میں انہوں نے اپنے لیے جس کو آلہ کار کا انتخاب کیا تھا وہ تھے

”مرزا غلام احمد قادیانی اور احمد رضا خاں بریلوی لے“

مرزا صاحب نے انگریزوں کے خلاف جہاد کو زبردست حرام کاری اور گناہ کبیرہ بتلایا۔ کسی جنگجو اور فاتح مہدی اور مسیح کی آمد کے تصور اور انتظار کو دماغی فتور قرار دیا۔ انگریزوں کی وفاداری و حمایت کو فریضہ شرعی ٹھہرایا۔ اور ان مقاصد کی اشاعت کے لیے اس قدر لٹریچر شائع کیا جس سے بقول ان کے پچاس الماریاں پُر ہو سکتی تھیں۔ پھر اپنی ان مساعی کو ہندوستان کی حدود تک محدود رکھنے کی بجائے عراق و عرب اور روم و مصر و شام تک پہنچا دیا۔ اور اس طرح مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت کو انگریزوں کے لیے ہموار کر دیا۔ اور اسی دوران اپنے پیروکاروں کو انگریزی حکومت کی ایسی جانثار فوج بنا دیا جس کا ظاہر و باطن جذبہ خیر خواہی اور وفاداری سے بھرا ہوا تھا۔

مرزا صاحب نے مسلمانوں کے خلاف جاسوسیاں کیں۔ اور جذبہ بغاوت رکھنے والوں کی تفصیلات راز ہائے سرایت کی طرح حکومت کی خدمت میں پیش کیں۔ اور دیگر مسلم ممالک میں بھی ان کے جاسوس سرگرم رہے۔ اسی جرم میں کابل کے اندر مرزا صاحب کی زندگی میں متعدد قادیانی سنگسار کئے گئے۔ مارشش کے مسلمانوں کے خلاف بھی ان کی ریشہ دوانیاں چلتی رہیں۔ جنگ عظیم اول کے دوران انگریزوں کو قادیانی امت مالی اور فوجی امداد دیتی رہی۔ اور پھر ان کی فتح اور عالم اسلام کے سقوط پر قادیان میں مثالی جشن منایا گیا۔ برصغیر کی ہر سیاسی تحریک میں قادیانیوں نے مسلم دشمن موقف اختیار کیا۔ آزادی کے بعد پاکستان میں قادیانیوں نے فوج کے اندر اور باہر اپنا تسلط رکھ کر

لے ان کا تذکرہ آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲

یہاں کے عوام کو مسلسل اذیت پہنچائی۔ انہیں کچلتے اور ان کی حق تلفی کرتے رہے۔ اور اپنے سامراجی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے ایسے حالات برپا کرنے کے لیے کوشاں رہے۔ جس سے ملک میں عدم استحکام، بلکہ تباہی و بربادی اور شکست و سختی کی صورت رونما ہو۔ اور اس میں انہیں ایک حد تک کامیابی ہوئی۔ ان کی سازش سے پاکستان دو ٹکڑے ہوا۔ پھر بچے کھچے پاکستان میں گھناؤنی سازشیں کرتے رہے۔ بری، بھری اور ہوائی فوج میں کلیدی آسامیوں پر پنجے گاڑنے کی بھرپور کوشش کی۔ اور اس کے ساتھ توڑ پھوڑ کا آغاز کر دیا۔ اس پر مسلمان چونکے اور ان کے عام مطالبے پر پارلیمنٹ نے قادیانی عقائد کی مکمل تحقیق کر کے انہیں، ستمبر ۱۹۷۲ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

یہ ہے قادیانیوں کی اصل تصویر۔ جس پر پردہ ڈال کر وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے رہے لے

(۱)

## الہاماتِ مرزا

طبع اول ۱۹۰۱ء - طبع دوم ۱۹۰۳ء - طبع سوم ۱۹۰۴ء - طبع چہارم ۱۹۰۶ء

طبع پنجم ۱۹۲۰ء - طبع ششم ۱۹۲۸ء - صفحات ۱۳۲

قادیانیت کے رد میں مولانا ثناء اللہ کی غالباً یہ اولین تصنیف ہے جو اپنے موضوع پر شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ کتاب مرزا صاحب قادیانی کی زندگی میں چار بار شائع ہوئی۔ اس کتاب میں مولانا نے مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کا جائزہ لیا ہے۔ اور ہر پیش گوئی پر کئی پہلو سے بحث کی ہے۔ اور مرزا صاحب کی تحریرات اور بیانات کی روشنی میں بدلائل ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی کی ہر پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی ہے۔

لے فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ مطبوعہ بنارس ص ۱۱ تا ۱۵

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



الہامات مرزا جب شائع ہوئی۔ تو اکابرین وقت نے اس کی افادی حیثیت کا اعتراف کیا۔ مولانا کے استاد حدیث مولانا حافظ عبد المنان محدث وزیر آبادی (م ۱۳۳۳ھ) نے فرمایا:

”اس سے بڑھ کر اس مضمون میں کوئی رسالہ میری نظر سے نہیں گزر رہا مرزا صاحب کے کذاب الناس ہونے پر حجت واضح ہے۔ مرزا کے عقائد میں متردین کا تو کیا ذکر معتقدین کے اعتقاد کو بھی (بشرط انصاف) بلا دینے والی ہے“

مولانا کے استاد اول مولانا احمد اللہ امرتسری (م ۱۳۳۶ھ) نے فرمایا:

”کتاب الہامات مرزا واسطے تردید مرزا کے زالی مرزا کی ہے منصف ماقبت اندیش اس کو دیکھ کر کبھی مرزا کا معتقد نہیں رہ سکتا“

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑ لوی (م ۱۳۵۶ھ) نے فرمایا:

”میں امید کرتا ہوں کہ آپ کے رسالہ الہامات مرزا کے ملاحظہ سے جس قدر اہل حق کے لیے تقویت ہوگی۔ اسی قدر بلکہ اس سے بڑھ کر مقابلہ دل میں رعب ڈالا جائے گا“

الہامات مرزا کے ہر ایڈیشن میں تازہ بتازہ الہامات کا اضافہ کیا گیا۔ اور یہ اپنے موضوعات پر انتہائی مکمل، یکتا اور منفرد کتاب ہے۔

(۲)

## ہفتوات مرزا

طبع اول ۱۹۰۱ء - طبع دوم ۱۹۰۳ء - صفحات : ۱۶

اس رسالہ میں مرزا صاحب کے عقائد اور چند ایک تناقضات کا ذکر کیا گیا ہے اور اس میں اس بات کی بھی تصریح کی گئی ہے کہ ایک الہامی نبی تو درکنار ایک ادنیٰ قسم کا

مصنف بھی ایسی باتیں نہیں لکھ سکتا۔ جو مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں۔  
اس کتاب کے مطالعہ سے قطعاً شبہ نہیں رہ سکتا۔ کہ مرزا اپنے دعاوی میں قطعاً  
جھوٹے اور غلط گو تھے۔ اور حالات کا رُخ دیکھ کر بات کرتے تھے۔ جو ان کے دماغی  
خلل اور عدم توازن کی ایک علامت ہے۔

(۳)

## صحیفہ محبوبیہ

طبع اول ۱۹۰۹ء

اس رسالہ کا پس منظر یہ ہے۔ کہ مرزا قادیانی کی وفات کے بعد نئے قادیانی رہنماؤں  
نے ایک مخصوص پلان کے تحت ہندوستان کے مسلم راجاؤں اور نوابوں کے دربار میں  
اپنے اثرات پھیلانے کی کوشش کی۔ اور ان کی کوششوں سے نواب رام پور کا ایک  
درباری قادیانی ہو گیا۔ جس کے سبب سے رام پور کا مشہور مناظرہ (جون ۱۹۰۹ء) ہوا۔  
جس میں نواب رام پور ہرنانس محمد حامد علی خاں نے بنفس نفیس شرکت کی اور مناظرہ کے  
بارے میں اپنے تاثرات لکھے۔

۱۹۰۸ء میں حیدرآباد دکن میں موسیٰ ندی میں ایک شدید طوفان آیا۔ جس نے ہیبت  
ناک تباہی پھیلائی۔ ان حادثات اور تباہ کاریوں کو بنیاد بنا کر قادیانی رہنماؤں نے  
نواب دکن (اصف جاہ میر محبوب علی خان) کو یہ تبلیغ کی کہ آپ کی ریاست میں جو تباہی ہوئی  
ہے۔ اس کی خبر ہمارے نبی مرزا قادیانی پہلے دے چکے تھے۔ اس لیے آپ کی بہتری  
اسی میں ہے کہ آپ مرزا قادیانی کو نبی تسلیم کر لیں۔

یہ تبلیغ جس رسالہ کے ذریعہ کی گئی اس کا نام 'صحیفہ آصفیہ' تھا اور اس کے مصنف  
حکیم نور الدین قادیانی تھے۔ مولانا شہداء اللہ نے اس رسالہ کو دیکھتے ہی اس کا فوٹس لیا  
اور نواب حیدرآباد کی نسبت سے اپنے جوابی رسالہ کا نام 'صحیفہ محبوبیہ' رکھا۔ اس رسالہ کا

موضوع الہامات مرزا کی طرح مرزا قادیانی کا صدق و کذب ہے۔ اور مرزا کی اپنی تحریرات کی روشنی میں ان کے مسئلہ اصولوں کی بنیاد پر ان کا کذاب اور منقری ہونا ثابت کیا ہے اس رسالہ کی اشاعت سے حیدرآباد دکن میں قادیانی اثرات بہت ہی مدہم پڑ گئے۔ اور ریاست میں کھلم کھلا تبلیغ دین کر سکتے تھے۔

(۴)

## فاتح قادیاں

طبع اول ۱۹۱۲ء (امر تسر) صفحات ۶۴

طبع پنجم ۱۹۳۰ء (امر تسر) صفحات ۶۴۔ طبع ششم ۱۹۴۹ء (سرگودھا) صفحات

یہ کتاب اس تحریری مناظرہ کی رو سے جو مولانا ثناء اللہ اور قادیانی مناظر منشی

قاسم علی دہلوی کے ساتھ، ۱۱ اپریل تا ۲۱ اپریل ۱۹۱۲ء لدھیانہ میں ہوا تھا۔

مسلمانوں کی طرف سے مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۴۵ھ) اور قادیانیوں

کی طرف سے منشی فرزند علی بیڈکلہ ک فیروز پور منصف تھے۔ مسلم فریقین نے سر بیچ

کے طور پر ایک دانشور سردار بچن سنگھ بی۔ اے ایل ایل بی گورنمنٹ پلیڈر لدھیانہ

کا انتخاب کیا۔

مناظرہ سے قبل قادیانیوں نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ اگر ہمیں اس مناظرہ میں

شکست ہوئی تو مبلغ ۳۰۰ روپے بطور انعام مولانا ثناء اللہ کو دیں گے۔ چنانچہ یہ

انعامی رقم مولانا محمد حسن صاحب رئیس لدھیانہ کے پاس جمع کرادی گئی۔

مناظرہ کا موضوع مرزا صاحب کا اشتہار ”مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ“

تھا۔ یہ مناظرہ ۲۱ اپریل تک جاری رہا۔ فریقین کے مسئلہ منصفوں کے فیصلہ میں اختلاف

رہا۔ تو سردار بچن سنگھ نے ایک طویل فیصلہ سے پہلے ایک مختصر فیصلہ بھی لکھا۔

”۱۔ میری ناقص رائے میں حسب دعویٰ مرزا صاحب ۱۵ اپریل ۱۹۰۶ء

والا اشتہار بحکم خداوندی مرزا صاحب نے دیا تھا۔  
۲۔ خدا نے الہامی طور پر جواب دیا تھا کہ میں نے تمہاری یہ دُعا  
قبول فرمائی۔

سردار یحییٰ سنگھ بی اے  
۲۱ اپریل ۱۹۱۲ء

سردار یحییٰ سنگھ کا مفصل فیصلہ ص ۴۴ تا ۵۷ درج ہے۔ اس فیصلہ میں سردار  
صاحب نے مباحثہ کے تمام پہلوؤں کا نہایت باریکی سے مفصل جائزہ لیتے ہوئے  
صاف اور صریح الفاظ میں مولانا ثناء اللہ صاحب کو فاتح قرار دیا۔ بعد ازاں مبلغ  
تین سو روپے انعامی رقم مولانا کے حوالے کی گئی اور اس مناظرہ میں کامیابی کے بعد  
آپ کا لقب 'فاتح قادیاں' قرار پایا۔ اس کتاب میں فریقین کے پورے مباحث  
اور تینوں مصنفوں کے فیصلوں کے مکمل متن درج کرنے کے ساتھ ساتھ اس مناظرہ  
کا پس منظر اور پیش نظر کی پوری تفصیل درج ہے۔  
مولانا نے انعامی رقم سے یہ مناظرہ 'فاتح قادیاں' کے نام سے چھپو کر مفت  
تقسیم کیا۔

www.KitaboSunnat.com (۵)

## آفتہ اللہ

طبع اول ۱۹۱۲ء۔ طبع پنجم ۱۹۲۰ء۔ طبع ششم (مگر گودھا) صفحات ۸  
مرزا صاحب قادیانی کی اُمت کے دو بڑے گروہ ہیں ایک قادیانی دوسرا  
لاہوری یا پٹیالی۔

مباحثہ لہریاتہ میں ناکامی کے بعد لاہوری گروپ کے امیر مولوی محمد علی لاہوری  
نے ایک رسالہ 'آیتہ اللہ' کے نام سے لکھا جس میں مرزا کے اشتہار 'آخری فیصلہ' سے

متعلق فضول قسم کی تاویلات کیں۔ 'آفتہ اللہ' اس رسالہ کا جواب ہے۔

مولانا صفحہ آخر پر فرماتے ہیں ۵

مانگا کریں گے اب سے دعا بھریا رکھی

آخر تو دشمنی ہے۔ اثر کو دعا کے ساتھ

اس رسالہ کا تعلق مباحثہ لدھیانہ سے تھا۔ اس لیے اس کو 'فاتح قادیان' رسالہ کے

ساتھ شائع کیا۔

(۶)

## فتح ربانی در مباحثہ قادیانی

طبع اول ۱۹۱۶ء صفحات ۸۸

یہ اس اہم تحریری مناظرہ کی روئداد ہے جو ۲۹ تا ۳۰ اپریل ۱۹۱۶ء  
انجمن حفظ المسلمین امرتسر اور انجمن احمدیہ امرتسر کی مساعی سے ہوا۔ انجمن حفظ المسلمین  
کی طرف مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب اور انجمن احمدیہ کی طرف سے مولوی غلام رسول  
آف راجیکی مناظر تھے۔

۲۹ اپریل کو مناظرہ کا موضوع حیات و وفات مسیح تھا۔ اور ۳۰ اپریل کو مناظرہ  
کا موضوع 'صداقتِ مرزا' تھا۔ اس مناظرہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے حق کو فتح نصیب فرمائی  
اجبار بیٹن لاہور کا نمائندہ رقمطراز ہے:

”اس مباحثہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو مولوی

غلام رسول راجیکی پر فتح ہوئی اور مرزائی ہار گئے۔ جلسہ میں علاوہ مسلمانوں

کے دیگر مذاہب کے لوگ بھی موجود تھے۔ اور سب نے بالاتفاق

مرزائیوں کے خلاف فیصلہ دیا۔

اس مناظرہ کی روئداد صفحہ ۹ تا ۶۰ تک ہے اور صفحہ ۶۱ تا ۸۶ مباحثہ پر ریویو ہے۔ اور

لے اخبار بیٹن ۳ مئی ۱۹۱۶ء بحوالہ اٹھریٹ امرتسر ۲ مئی ۱۹۱۶ء

صفحہ ۸۷ تا ۸۸ مختصر فہرست حیات مسیح مثل بر تکذیب دعاوی مرزائے قادیانی کے عنوان سے ۲۰ صفحات مرزائے قادیانی نقل کیے گئے ہیں۔

(۷)

## عقائد مرزا

طبع اول ۱۹۱۶ء صفحات ۸

یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس میں مرزا صاحب قادیانی کے ۲۰ عقائد و دعاوی خود انھیں کے الفاظ میں بحوالہ کتاب و بقید صفحات درج کئے گئے ہیں۔ ان عقائد و دعاوی پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہی مرزائے قادیانی کی ضلالت اور دائرہ اسلام سے ان کا خروج عیاں ہو جاتا ہے۔ اور کوئی بھی شخص جو اسلامی عقائد سے واقف ہے مرزا صاحب کی اصل پوزیشن سمجھنے میں متردد نہیں ہو سکتا۔

(۸)

## مرقع قادیانی

طبع اول ۱۹۱۷ء صفحات ۵۶

مولانا ثناء اللہ نے مرقع قادیانی کے نام سے ایک ماہنامہ جاری کیا تھا جو جون ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا اور اکتوبر ۱۹۰۸ء تک جاری رہا۔ اس کے بعد اپریل ۱۹۳۱ء تا اپریل ۱۹۳۳ء تک جاری رہا۔

اس رسالہ میں پہلے دور کے منتخب مضامین بہتر وید قادیانیت کو جمع کیا گیا ہے۔ یہ ایسے معرکہ الارار مضامین ہیں کہ ان کے مطالعہ سے ایک حقیقت پسند آدمی قادیانی

نہیں رہ سکتا۔

(۹)

## چیتستانِ مرزا

طبع اول ۱۹۱۷ء - طبع دوم ۱۹۲۰ء - طبع سوم ۱۹۱۴ء صفحات ۸  
مولانا ثناء اللہ مرحوم نے اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے الہامات و فرمودات میں  
اختلاف اور تضاد کا دلچسپ انداز میں مرقع پیش کیا ہے -

مولانا فرماتے ہیں !

قادیانی دوستو !

اگر ان اختلافات اور تضادات کا آپ حل پیش کر دیں تو مبلغ ۵۰۰ روپے انعام  
پائیں۔ مگر قادیانی اس کا حل پیش نہ کر سکے -

یہ رسالہ اگرچہ بہت مختصر ہے لیکن قادیانیوں کے لیے پروانہ موت بن گیا -  
مولانا نے اس رسالہ میں قرآن کے اس اصول کی بنیاد دیکر کہ الہامی کتاب میں  
اختلاف نہیں ہوتا - مرزا کے دو معاملات 'سن بہشت' اور 'مرزا صاحب کی موت پر  
بحث کی ہے - اور ان دونوں میں ایک کھلا ہوا اختلاف دکھلایا ہے -

(۱۰)

## زارِ قادیاں

طبع اول ۱۹۱۵ء صفحات ۸

یہ رسالہ پہلے ۲۹ جون ۱۹۱۷ء کے اہمدیٹ میں شائع ہوا - اس کا پس منظر یہ  
ہے کہ ۱۹۱۷ء میں جب روس کے اندر کمیونسٹ انقلاب آیا تو زار روس سے متعلق  
مرزائے قادیانی کی ایک غیر متعلق عبارت کا سہارا بنا کر قادیانیوں نے پروپگینڈا  
شروع کیا کہ یہ انقلاب مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کے مطابق آیا ہے جس سے آپ کے

(۱۱)

## فسخ نکاح مرزائیاں

طبع اول ۱۹۱۸ء - طبع دوم ۱۹۲۴ء - صفحات ۹۶

مولانا ثناء اللہ مرحوم سے ایک شخص نے مرزا قادیانی کی کتابوں سے ۱۲۵ ایسے اقتباسات نقل کر کے ارسال کیے۔ جو ان کے مختلف دعوؤں پر مشتمل تھے۔ اور یہ دریافت کیا کہ جو شخص مرزا قادیانی کے ان اقوال کا مصدق ہے۔ اس کے ساتھ مسلم غیر مصدقہ رشتہ زوجیت کرنا جائز ہے یا نہیں ہے؟ اور تصدیق بعد نکاح موجب افتراق ہے یا نہیں۔

مولانا مرحوم نے ۱۸۹ علمائے کرام کے فتاویٰ حاصل کئے، جن میں ہر مکتب فکر یعنی اہل حدیث، دیوبندی، بریلوی اور شیعہ شامل تھے اور سب نے متفقہ فتویٰ دیا کہ:

”ان عقائد کا اختیار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے اور کافر مرتد ہے۔ اور ایسے مرد یا عورت کے ساتھ مسلمان مرد یا عورت کا نکاح صحیح نہیں اور نکاح ہو جانے کے بعد اگر کوئی شخص یہ عقائد اختیار کر لے تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔“

(۱۲)

## تاریخ مرزا

طبع اول ۱۹۱۹ء - طبع دوم ۱۹۲۳ء (صفحات ۶۴) - طبع سوم ۱۹۶۴ء - المکتبۃ السلفیہ لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

طبع چہارم ۳، ۱۹۱۲ء المکتبۃ السلفیہ لاہور

اس رسالہ میں مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مسیحیت، مہدویت کے حالات صحیحہ مصدقہ از ولادت تا وفات درج ہیں۔

مولانا فرماتے ہیں:

”اس رسالہ میں بطور تاریخ کے مضامین درج کئے گئے ہیں۔

بطور مناظرہ نہیں“ لے

متہید کے عنوان سے مولانا فرماتے ہیں:

”مرزا صاحب کی زندگی دو حصوں پر منقسم ہے۔ ایک قبل دعویٰ

مسیحیت دوسرا بعد دعویٰ مسیحیت۔ ان دونوں میں بہت بڑا اختلاف

ہے۔

پہلے حصہ میں مرزا صاحب صرف ہاکمال مصنف کی صورت میں پیش ہوئے ہیں۔ دوسرے حصے میں اس کمال کو کمال تک پہنچا کر مسیح موعود مہدی موعود، کرشن گوپال۔ نبی اور رسول ہونے کا بھی ادعا کرتے ہیں پہلے حصہ میں جمہور علمائے اسلام ان کی تائید پر ہیں۔ دوسرے حصہ میں جمہور بلکہ کل علمائے اسلام ان کے مخالف نظر آتے ہیں۔ یہ سب کچھ واقعات سے ثابت ہو گا“

مولانا عطاء اللہ حنیف مدیر الاعتصام لکھتے ہیں!

”مرزا سیت کے متعلق نئی نسل کا یہ حال ہے کہ ان کو اس فرقہ کے

متعلق پتہ نہیں کہ اس کا بانی کون تھا؟ غلام احمد کیا تھے؟ کہاں تھے؟ کیسے

تھے؟ ان کے جھوٹے دعووں کا پس منظر کیا تھا؟ اور وہ کس طرح درجہ بدرجہ اوپر

چڑھتے رہے؟ پھر ان کا کیا حشر ہوا؟

لے تاریخ مرزا طبع دوم ص ۲ لے ایضاً ص ۳

(۱۳)

## نکاحِ مرزا

طبع اول ۱۹۱۹ء۔ طبع دوم ۱۹۲۱ء۔ صفحات ۲۰

اس رسالہ میں مرزا صاحب کی آسمانی نکاح والی پیشینگوئی (متعلقہ محمدی بیگم) پر مفصل بحث و تحقیق کی ہے۔ یہ پیشین گوئی اپنے دامن میں مرزا صاحب کے جھوٹ اور رسوائی کا دوا آتشہ عذاب لیے ہوئے تھی۔ کہ مرزا صاحب کی وفات نے اس پیشینگوئی کے متعلق ان کی تمام تاویلات کا خاتمہ کر کے ان کے جھوٹ پر آخری ہر لگادی۔ مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہوری گروپ نے بھی اعتراف کیا۔ کہ مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔  
مولوی محمد علی لکھتے ہیں :

”یہ سچ ہے کہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ نکاح ہو گیا۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ نہیں ہوا۔“ لہ

اس لیے قادیانی حضرات نے اس دو گونہ عذاب سے جان چھڑانے کے لیے ہمہ گیر جہد جہد کی۔ اور تاویل و تحریف کا کوئی بھی ممکنہ دروازہ کھٹکھٹانے سے دریغ نہ کیا۔ مولانا نے اس رسالہ میں ان تمام خرافات کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ اور اس موضوع پر مزید بحث و گفتگو کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔

لہ تاریخ مرزا طبع چہارم ص ۴

لہ پیغام صلح لاہور ۱۶ جنوری ۱۹۲۱ء ص ۵ کالم ۳

(۱۴)

## شاہِ انگلستان اور مرزائے قادیاں

طبع اول ۱۹۲۱ء صفحہ ۱۶

اس رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ جارج پنجم شاہ انگلستان کا دربار دہلی میں تشریف لانا خدائی حکمت میں مرزا قادیانی کی تکذیب کے لیے تھا۔

(۱۵)

## عجائباتِ مرزا

طبع اول ۱۹۲۲ء صفحہ ۲۵

عجائباتِ مرزا، دراصل رسالہ علم کلام مرزا کا حصہ دوم ہے۔ مولانا فرماتے ہیں: ”میں نے رسالہ علم کلام مرزا، شائع کیا۔ جس میں مرزا صاحب کو بحیثیت مصنف اور متکلم کے پبلیک کے سامنے پیش کیا۔ وہ رسالہ اکابر علماء کو بہت پسند آیا۔ چنانچہ علمائے کرام نے اس پر پر زور رائیں لکھیں اور مجھے لکھا کہ علم کلام مرزا، میں ایک اور باب کا اضافہ ہونا چاہیے چنانچہ ’عجائباتِ مرزا‘ کے نام سے ایک نیا رسالہ پیش خدمت ہے اور اس میں مرزا صاحب کے دعویٰ ”مسیح موعود“ پر مدلل بحث کی ہے“

(۱۶)

## قادیانی مباحثہ دکن

طبع اول ۱۹۲۳ء صفحہ ۲۴

سکندر آباد (حیدرآباد دکن) میں مولانا ثناء اللہ اور قادیانی علماء کے درمیان ۳۱ جنوری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۹۲۳ء کو جو اہم مناظرہ ہوا تھا۔ یہ رسالہ اسی کی روئداد ہے۔

مولانا فرماتے ہیں:

”سیٹھ عبداللہ الدین کے بھائیوں نے ان کو مجبور کیا کہ قادیانی علماء سے مباحثہ کرائیں۔ چنانچہ ۳۱ جنوری ۱۹۲۳ء کو ان کے مکان پر ایک مختصر سا خانگی مباحثہ ہوا۔ مباحثہ تحریری تھا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میرے مقابل میں جتنی دفعہ احمدی دوست آئے ہیں۔ ان سب کے برابر یہاں سکندر آباد میں ان کو ذلت نصیب ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باوجود قرار داد اس امر کے کہ مباحثہ دو روز ہوگا۔ صرف ایک ہی روز کے ایسے خاموش ہوئے کہ کاٹو تو لہو نہیں، ہر چند انجمن اہلحدیث سکندر آباد نے اپنے سلسلہ خط و کتابت سے ان کو بلایا۔ مگر وہ ایسے سوئے کہ دیکھنے والا کہے:

چنان خفۃ اند کہ گوئی مردہ اند

اس مباحثہ میں حیدرآبادی احمدیوں کے علاوہ قادیانیوں سے دو عالم مولوی فضل دین وکیل اور شیخ عبدالرحمان آئے تھے۔ مؤرخ الذکر مناظرہ کرتے تھے۔ باقی ان کی امداد ہے۔“

(۱۷)

## شہادتِ مرزا ملقب بہ عشرہ مرزائیہ

بیع اول ۱۹۲۳ء۔ صفحات ۳۲

اس رسالہ کا شمار مولانا ثناء کی بہترین تصانیف میں ہوتا ہے۔ اس میں دس شہادتوں (احادیث نبویہ، الہامات و اقوال مرزائیہ) سے مرزا صاحب قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کی تردید کی گئی ہے۔

۱۷ قادیانی مباحثہ دکن ص ۳۔ اہلحدیث امرتسر ۲۳ فروری ۱۹۲۳ء

باب اول: ص ۴ تا ۹ میں احادیث صحیحہ سے مسیح موعود کی ایسی تین علامتیں پیش کی گئی ہیں جن سے مرزا صاحب قطعی طور پر عاری تھے۔

باب دوم: ص ۱۰ تا ۳۱ میں مرزا صاحب کے تین ایسے الہامات نقل کیے گئے ہیں۔ جنہیں خود مرزا صاحب نے اپنے صدق و کذب کا معیار ٹھہرایا تھا۔ اور وہ الہامات غلط ثابت ہو کر مرزا قادیانی کے کذب کی نشانی بن گئے۔ اور اس کے علاوہ چار بیانات کو ان کے کذب و دروغ کی شہادت میں پیش کیا گیا ہے۔

یہ رسالہ رد مرزائیت میں ایسا لاجواب اور منقود ہے کہ مولانا نے اس کے جواب پر فیصلہ منصف ایک ہزار روپے انعام کا اعلان کیا۔ جو امپریل بینک امرتسر میں جمع کر دیا لیکن کسی قادیانی عالم کو اس کا جواب لکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔  
مولانا اس رسالہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

”ناظرین اس رسالہ کو اس بحث میں اچھوتا پائیں گے“ لے

اور ”اس کتاب کو بنور دیکھیں گے تو اس میں بہت سی نئی معلومات پائیں گے“ لے

(۱۸)

## نکاتِ مرزا

طبع اول ۱۹۲۶ء صفحات ۴۰

یہ رسالہ بڑی دلچسپ صورتِ حال کی یادگار ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ۔  
مارچ ۱۹۲۵ء قادیاں میں اہل اسلام کا ایک جلسہ ہوا، جس میں مشہور دیوبندی عالم مولانا سید مرتضیٰ احسن (م ۱۳۷۱ھ) بھی شریک تھے۔ آپ نے دورانِ تقریر مرزا صاحب قادیانی کے معارفِ قرآنیہ پر بھی پھینٹا ڈالا۔ بالفاظِ دیگر مرزا صاحب قادیانی کے معارفِ قرآنیہ کا انکار کیا۔ اس پر خلیفہ قادیاں میاں محمود نے علمائے دیوبند کو اپنے بالمقابل تفسیرِ قرآنیہ

۱۵ شہادت مرزا ص ۸، لے ایضاً ص ۳

اور نکات آفرینی کا چیلنج دیا یہ مقابلہ کی صورت یہ تجویز کی کہ قرآن کریم کے تین رکوع کسی جگہ سے قرعہ ڈال کر انتخاب کر لیں اور تین دن تک اس ٹکڑے کی ایسی تفسیر لکھیں۔ جن میں چند نکات ایسے موجود ہوں جو پہلی کتب میں موجود نہ ہوں۔ علمائے دیوبند کی بجائے مولانا ثناء اللہ مرحوم نے اس چیلنج کے جواب میں لکھا:

”بلا تکلف ہم کو یہ صورت منظور ہے۔ پس آپ اسی میدان میں تشریف لے آئیے۔ جس میں مرزا صاحب نے امرتسر میں مباہلہ کیا تھا۔ میں آپ کی طرف سے تاریخ اور جواب کا منتظر ہوں۔

پس سنئے:۔

ہم وہ نہیں کہ دور سے دعویٰ کیا کریں  
ہم وہ نہیں کہ دون کی بیٹھے لیا کریں  
اپنا تو یہ ہے قول کہ آئے ہیں آئے  
دعویٰ اگر کیا ہے۔ تو کچھ کر دکھائے

میں ہوا مرزا صاحب قادیانی کا پرانا وفادار  
ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری ہے “

میاں محمود نے جواب میں لکھا:

”ہمارا چیلنج علمائے دیوبند کو ہے۔ تم (ثناء اللہ) ان سے وکالت حاصل کر لو۔ پھر مقابلہ بر آؤ۔“

مولانا نے اس کے جواب میں لکھا:

”مجھے وکالت نامہ حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ براہی یقین کوئی تاریخ مقرر کر کے بنا لے کی جامع مسجد میں آجائیں۔ جہاں ۸ بجے صبح سے ۱۲ بجے تک مجلس ہوگی۔ جس میں میں (ثناء اللہ) اور آپ (خلیفہ قادیان)

۱۶ فروری ۱۹۲۵ء ۲۱ اگست ۱۹۲۵ء نکات مرزا ص م

۲۴ اکتوبر ۱۹۲۵ء

تفسیر القرآن لکھیں گے۔ اس طرح کہ مجھ سے اور آپ سے قریب قریب دس دس گز کوئی آدمی نہ بیٹھے گا۔ ہمارے ہاتھ میں صرف سادہ قرآن اور سادہ کاندہ اور آزاد قلم (انڈی پنڈٹ) ہوگا۔ لے،

مگر خلیفہ قادیان جیل سازی سے کام لیتے رہے۔ اور ان میں اتنی تاب کہاں کہ شیخ الاسلام کے سامنے آئیں۔ چنانچہ مولانا ثناء اللہ نے قلم اٹھایا۔ اور مرزا صاحب کی نکات آفرینیوں کے نہایت دلچسپ نمونے ایک اچھوتے انداز میں جمع کر دیئے۔ (ص ۲۸ تا ۲۹)

اور اس کے ساتھ اس زمانہ کی ایک فتنہ خیز شخصیت مولوی عبداللہ چکروالوی متکرمین مدنی کے نکات قرآنی کے چند نمونے بھی پیش کئے۔ (ص ۲۹ تا ۳۰)

مرزا صاحب قادیانی اور مولوی عبداللہ چکروالوی کے نکات قرآنیہ کے نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

نکتہ موزا قادیانی :- قرآن شریف میں ایک بدترین قوم کا ذکر آیا ہے۔ جس کا نام یا جوج ماجوج ہے۔ جس کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ يٰۤاِجُوۡجَ وَّ مَاجِجَۃً مَّعۡسُوۡۤرَۃً وَّ كٰفِرِۙۤاۡتٍ فِیۡ الۡاٰرۡضِ

یعنی یا جوج ماجوج زمین میں فساد کرنے والے ہیں

مرزا صاحب کی نکتہ سنج نگاہوں میں یہ دونوں قومیں روس اور انگریز ہیں۔ مرزا صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

”فان یا جوج و ماجوج هم النصاری من الروس والاقوام

البرطانیہ“ لے یعنی یا جوج ماجوج عیسائی قومیں روس اور انگریز ہیں۔

چونکہ یہ نکتہ انگریزوں اور انگریزی حکومت کو بدترین قوم بناتا ہے۔ اس لیے مرزا صاحب اپنی معمولی اور دور اندیش نگاہ سے اس کا انتظام یہ کیا کہ فوراً اسے پیشتر انگریزی حکومت کی وقادار کا اعلان کر دیا۔

ملاحظہ ہو!

”والباقی یا جوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے۔ یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں ایک دوسرے پر کھلے طور پر غالب نہیں ہو سکیں۔ اور ان کی حالت میں ضعف رہا۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں تخریج کریں گی۔ یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی جیسا کہ سورہ کہف میں فرماتا ہے وَتَرَكُنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ لِيُؤْجِرَ فِي بَعْضٍ۔ یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدا تعالیٰ چاہے گام قحط دے گا۔

چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور روس ہیں۔ اس لیے سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنتِ برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں بلکہ

اس نکتہ پر مولانا فرماتے ہیں !

حلف عدو سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے

انگ ہر ایک سے چاہت بتائی جاتی ہے

نکتہ چکڑا الویس :- قرآن مجید کی سورۃ کوثر مشہور ہے جس کا ترجمہ بھی مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر دیا۔ اور حکم فرمایا کہ نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

مجدد و چکر والوی جو اس کا مطلب بتاتے ہیں۔ وہ قابل شنید ہی نہیں بلکہ قابل دید

بھی ہے۔ چنانچہ وہ یہ ہے۔

” اَنَا اَعْطَيْتَاكَ الْكُوْثَرَ - فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَاِنْ حُو - اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ -

اے ہر ایک صاحب قرآن تحقیق عطا فرمایا ہم نے تجھ کو یہ کامل صفات جامع

کمالات قرآن مجید، جس میں سعادت دارین ہے۔ پس تو ہمیشہ ہر ایک خالص قرآنی نماز ہی پڑھا کر و۔ خاص اپنے پروردگار کی ہی رضا مندی کے لیے۔ خصوصاً اپنے وجود کے اونٹ (کان) کو ذبح (ذلیل حقیر یعنی کچڑا) کر ہر تکبیر کے وقت۔ کیونکہ تحقیق ہر ایک مخالف تیرا تو اس قرآنی نماز سے بالکل محروم و بے نصیب ہی رہتا ہے۔ لے

مولانا فرماتے ہیں :

مرزا صاحب کے مریدو !

نکات مرزائیہ کے ساتھ ساتھ نکات چکڑا لویہ بھی پڑھو اور ہمارے مندرجہ ذیل شعر کی تصدیق کرو۔

آج دعویٰ ان کی کیتائی کا باطل ہو گیا  
رو برو ان کے جو آئینہ مقابلی ہو گا " لے

(۱۹)

## ہندوستان کے دورِ یفا مر

طبع اول ۱۹۲۶ء صفحہ ۳۲

اس رسالہ میں بانی آریہ سماج سوامی دیانند (۲۱ اکتوبر ۱۸۹۲ء) اور بانی فرقہ مرزائیہ مرزا غلام احمد قادیانی (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) کی بدزبانی اور سخت کلامی کے چند نمونے دکھلائے گئے ہیں۔

مولانا نے ان دونوں صاحبوں کے نمونہ کلام پیش کرنے سے پہلے ایرانی شاعر صائب کا ایک شعر نقل کیا ہے۔

لے سورۃ کوثر پارہ ۳۰ ص ۴۵، نکات مرزا ص ۲۹

۵  
دہنِ خویش بدشنام بہاد صاحب  
کایں زر قلب بہر کس کہو ہے باز آمد

یعنی

اپنے منہ کی بدکلامی سے گناہ نہ کرو۔ کیونکہ یہ کھوٹا پیسہ تو جس کو دے گا  
وہ تجھے واپس دے گا

صفحہ ۲ تا ۴ تمہید کے عنوان سے مقدمہ ہے۔ اور صفحہ ۵ تا ۲۰ سوامی دیانند کی  
تحریر کے ۸۹ نمونے پیش کئے گئے۔ اور صفحہ ۲۱ تا ۳۱ مرزا قادیانی کی تحریر کے ۲۲ نمونے  
درج کئے گئے ہیں۔

(۲۰)

## محمد قادیانی

طبع اول ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۳

اس رسالہ کی وجہ تصنیف کیا تھی۔

مولانا فرماتے ہیں !

”۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۲۸ء یوم عید  
میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ایک جلسہ منعقد کرنے کے لیے قادیان  
نے ایک اشتہار شائع کیا۔ اس اشتہار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کے جو کمالات دکھائے گئے ہیں بالکل صحیح ہیں اس لیے انہی کو معیار صداقت  
اور محکم امتحان مرزا صاحب بنا کر قادیانی دعویٰ کا فیصلہ کیا جائے“

مولانا لکھتے ہیں :

”واضح رہے کہ مرزائی دعاوی کی تحقیق کرنے کے لیے کئی ایک معیار

ہیں۔

(۱) ان کی پیشین گوئیاں (۲) ان کی صداقت کلام (۳) قرآن اور حدیث کی تصریحات

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آج جو معیار ہم پیش کرتے ہیں، وہ اچھوتا ہے۔ اس میں ہم صرف اس معیار پر گفتگو کریں گے۔ کہ مرزا صاحب چونکہ اپنے آپ کو بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے۔ اس لیے وہ محمد ثانی بنتے اور اپنے اتباع کو اصحاب محمد اول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں داخل کرتے تھے (ملاحظہ ہو خطبہ الہامیہ ص ۱۱۱) لہذا دیکھنا ضروری ہے کہ محمد ثانی کو محمد اول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہاں تک مشابہت ہے۔ اسی اصطلاح پر ہم اس رسالہ کا نام بھی ”محمد قادیانی“ تجویز کیا ہے۔ اس میں ہم دکھائیں گے کہ محمد اول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا کام کیے۔ اور ان کے بروز محمد ثانی قادیانی نے کیا کیے تاکہ ان کاموں کی مطابقت یا عدم مطابقت سے مرزا صاحب کے صدق و کذب کا ثبوت ہو سکے۔

آخر میں مولانا نے تقابل دکھلا کر اس رسالہ کا خاتمہ اس شعر پر کیا ہے جو پوری بحث کا خلاصہ اور سچوڑ ہے۔ یعنی سے

”کوئی بھی کام تیرا سیجا پورا نہ ہو  
نامرادی میں ہوا تیرا آنا جانا“ ۲

(۲۱)

## مراق مرزا

طبع اول ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۶

یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس میں مرزا صاحب، قادیانی کے صاحبزادہ میاں محمود اور ان کی اہلیہ اور ان کے حواریوں کی تحریروں سے ثابت کیا گیا ہے، کہ مرزا صاحب مراق کی بیماری میں مبتلا تھے۔ اور اس مرض کے جو اثرات ہوتے ہیں وہ بھی مرزا صاحب کی

۲ محمد قادیانی ص ۲۴

۳ محمد قادیانی ص ۳

تقریروں سے پیش کئے گئے ہیں۔ اور قادیانی اکابر کی آرزو بھی درج کی گئی ہیں کہ مراقی انسا  
نبی یا ملہم نہیں ہو سکتا۔ یہ رسالہ اپنے مضمون میں ایک منفرد حیثیت کا حامل ہے۔  
صفحہ ۱۳ تا ۱۶۔ مولانا کے تلمیذ مولوی حبیب اللہ کلرک امرتسری مرحوم کا ایک جامع  
مضمون مرزا صاحب قادیانی کی وحی پر مراق کے اثر و درج ہے۔ یہ مضمون اخبار الطہرت  
امرتسری میں ۲۲ فروری ۱۹۲۹ء کو شائع ہوا تھا۔

(۲۲)

## تعلیمات مرزا

طبع اول ۱۹۳۱ء۔ طبع دوم ۱۹۳۲ء صفحات ۳۲۔ طبع سوم ۱۹۵۲ء (سرگودھا صفحات  
اس رسالہ کی پہلی اشاعت ۱۹۳۱ء حسب ذیل چار ابواب پر مشتمل ہے :

۱۔ اختلافات مرزا ص ۳ تا ۱۲

۲۔ کذبات مرزا ص ۱۲ تا ۱۶

۳۔ نشانات مرزا ص ۱۶ تا ۲۶

۴۔ اخلاق مرزا ص ۲۶ تا ۳۲

اشاعت دوم (۱۹۳۲ء) میں ایک نئے باب "صفات مرزا" کا اضافہ کیا گیا۔  
جس کو پہلے نمبر پر رکھا گیا۔

(۲۳)

## فیصلہ مرزا

طبع اول ۱۹۳۱ء صفحات ۲۳

مرزا صاحب قادیانی نے اپنے اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۶ء میں مولوی ثناء اللہ  
کے ساتھ آخری فیصلہ کے نام سے حواشتہاں شائع کیا تھا۔ اور جس میں یہ دعا کی تھی کہ مجھے  
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کی زندگی میں جھوٹا مارجائے۔ اور جس کے نتیجے میں خود مرزا صاحب مولانا امرتسری کی زندگی میں چل بسے۔ اس رسالہ کی وجہ تصنیف یہ اشتہار ہے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ :

”عرب ممالک کے بعض علمائے کرام نے مجھ سے مرزا صاحب کے حالات دریافت کئے ہیں۔ اس لیے میں اس رسالہ کو عربی اور اردو دونوں زبانوں میں شائع کر رہا ہوں۔ اس رسالہ کا عربی نام ’فصل قضیۃ القادیانی‘ ہے۔

دمشق کے مفتی حایبہ علامہ محمد جمیل سلغی نے جب یہ رسالہ ملاحظہ فرمایا تو مولانا ثناء اللہ کو لکھا۔

توجہ :- آپ نے یقیناً محمد و مرتد غلام احمد قادیانی سے اور اس کے بعد اس کی جماعت سے زبردست جہاد کیا ہے۔ اور اسلام کی طرف سے مدافعت کا حق ادا کر دیا ہے۔“

(۲۴)

## تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار

طبع اول ۱۹۳۱ء صفحہ ۲۸

۱۹۲۵ء میں خلیفہ قادیاں مرزا محمود نے علمائے دیوبند کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا اور اس چیلنج کو مولانا ثناء اللہ نے قبول کیا۔ لیکن آپ کا نام سن کر خلیفہ قادیاں کا وہی حال ہوا، جسے شاعر نے اس شعر میں بیان کیا ہے :-

نام پر اس کے مجنوں کو جمائی آگئی

بید مجنوں دیکھ کر انگریزائیاں لینے لگا

مگر پھر الفضل نے لکھ دیا۔

”اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے (میاں محمود) کو قرآن مجید

کا ایسا علم عطا کیا ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا“ ۱۵

مگر علمائے اسلام نے الفضل کے اس اعلان پر توجہ نہ دی۔ اس لیے کہ یہ ایک ڈھینگ تھی۔ مگر ۲۳ مئی ۱۹۳۰ء کے الفضل میں مولانا ثناء اللہ اور دیگر اکابر علمائے اسلام کا نام لے کر چیلنج دیا۔ کہ آپ لوگ ”صمیم بگم“، کا مصداق بن رہے ہیں۔ سامنے آؤ اور تفسیر نویسی کا مقابلہ کرو۔

مولانا ثناء اللہ مرحوم نے قادیانیوں کی اس طفلانہ حرکات کا نوٹس لیا۔ اور بٹالہ میں مقابلہ کی دعوت دی۔ مگر خلیفہ قادیانیاں مقابلے پر نہ آسکے۔ مولانا نے اس رسالہ میں سچی تفصیلات جمع کی ہیں اور قادیانیوں کی عیاریوں سے پردہ اٹھایا ہے۔

(۲۵)

## علم کلام مرزا

طبع اول ۱۹۳۲ء صفحہ ۸۲

علم کلام اس علم کا نام ہے جس میں عقائد اسلامیہ کی تصحیح اور خیالات کفریہ کی تردید دلائل عقلیہ کے ساتھ یعنی عقلی طریق پر کی جاتی ہے۔ علم کلام کے جاننے والے اور برتنے والے کو متکلم کہتے ہیں اور اس گروہ کا نام متکلمین ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اگرچہ اس فن میں سو فیصد کو رسے تھے۔ مگر آپ کے مریدوں نے اس علم میں آپ کی افضلیت ثابت کی ہے۔ مولانا ثناء اللہ علوم عقلیہ و نقلیہ سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ اور ان کے سامنے بڑے بڑے ماہرین کو دم مارنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ مولانا ثناء اللہ نے اس رسالہ میں مرزا صاحب قادیانی کو بحیثیت متکلم

اور منصف کے جانچا ہے۔ اور ان کی اسلامی خدمات کا صحیح جائزہ لیا گیا ہے۔  
 علم کلام مرزا کی اشاعت پر مجید علمائے کرام نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا جن میں  
 مولانا محمد ابراہیم میرسیا لکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) مولانا احمد علی لاہوری (م ۱۳۸۱ھ) مولانا  
 محمد ابوالقاسم سیف بنارسی (م ۱۳۶۸ھ) مولانا مرتضیٰ حسن دیوبندی (م ۱۳۷۱ھ)  
 اور مولانا سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) شامل ہیں  
 مولانا سید سلیمان ندوی کہتے ہیں :

”مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب کا یہ رسالہ میں نے پڑھا۔ موصوف  
 کو مرزا صاحب کی کتابوں اور رسالوں پر جو عبور حاصل ہے۔ وہ محتاج بیان  
 نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جس کو مرزا صاحب کا علم کلام کہا جاتا ہے  
 اگر وہ موجود بھی ہو تو سراسر لفاظی، ضد جگت، خطابت اور معرفت تاویلات  
 پر مبنی ہے۔ اور ان کے کلام کا بہترین نمونہ براہین احمدیہ ہے جس میں سینکڑوں  
 صفحات کے بعد بھی یہ حال ہے کہ

مدعا عنقا ہے اپنے عالم تحریر کا  
 مصنف سے شکایت ہے تو یہ ہے کہ اپنے موضوع پر بہت غمقر ہے۔

(۲۶)

## بہار اللہ اور مرزا

طبع اول ۱۹۳۳ء

اس رسالہ میں دکھلایا گیا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی دراصل شیخ بہار اللہ ایرانی سے  
 مستفیض ہیں۔ اور مرزا قادیانی نے وہی راہ اختیار کی جو بہار اللہ ایرانی نے اختیار کی تھی۔  
 مولانا ثناء اللہ نے اس رسالہ میں دونوں مدعیان نبوت کے مختصر حالات و سوانح درج کیے ہیں

صفحہ ۲ حالات شیخ بہار اللہ اور صفحہ ۳ حالات مرزا قادیانی -  
یہ رسالہ تین ابواب پر مشتمل ہے -

باب اول :- دعویٰ رسالت سے متعلق ہے - اور اس میں شیخ بہار اللہ اور  
مرزا قادیانی کے دعووں کو نقل کر کے دونوں کا تقابل کیا گیا ہے (ص ۳ تا ۱۶)

باب دوم :- میں ان دونوں کے دلائل اصل الفاظ میں دکھلائے گئے ہیں  
(ص ۱۷ تا ۵۲)

باب سوم :- میں خاص بہائی تعلیم پر بحث کی گئی ہے (ص ۵۳ تا ۷۶)

(۲۷)

## عشرہ کاملہ

طبع اول ۱۹۳۴ء - صفحات ۱۵۰

اس کتاب میں مولانا مرحوم نے دس فصلیں قائم کی ہیں اور ہر فصل میں دس دلائل  
ہیں - گویا پورے سو دلائل سے عام فہم پیرا یہ میں قادیانی مذہب کی حقیقت اسی  
مذہب کی کتب سے بے نقاب کی گئی ہے -

(۲۸)

## اباطیل مرزا

طبع اول ۱۹۳۴ء - صفحات ۴۸

یہ رسالہ مولانا ثناء اللہ کے ان چند خاص مضامین کا مجموعہ ہے - جو ائمہ حدیث امرتسر  
میں شائع ہوئے تھے - بعد میں ان کو کتابی شکل دے کر "اباطیل مرزا" کے نام سے شائع  
کیا گیا - جو مضامین اس رسالہ کی زینت ہیں - ان کی تفصیل یہ ہے -

۲۔ حلفت مومکہ بعذاب

۳۔ نکاح آسمانی

۱۔ آہ نادر شاہ کہاں گیا

۳۔ زلزلہ بہار

۵۔ تقریر لائلپوری

ان تمام مضامین سے مرزا قادیانی کا کذب اور ان کی امت کی بیماریوں کا پتہ

چلتا ہے۔

(۲۹)

## تحفہ احمدیہ

طبع اول ۱۹۳۷ء۔ صفحات ۱۶

مرزا غلام احمد قادیانی نے آسمانی نکاح کے بارے میں جو پیش گوئی کی تھی۔ اس رسالہ میں مرزا صاحب کی اپنی تحریروں اور قادیانی امت کے دیگر اکابر و حکیم نور الدین خلیفہ اول۔ مولوی محمد علی لاہوری، ڈاکٹر بشارت احمد، ڈاکٹر میر اسمعیل، احمد نور کاہلی اور مولوی فضل خاں کی تحریروں سے ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب کی آسمانی، نکاح والی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔

(۳۰)

## مرکلمہ احمدیہ حصہ اول

طبع اول ۱۹۳۹ء۔ صفحات ۳۶

۱۹۱۲ء میں قادیانی امت کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ کا مرکز قادیان تھا اور دوسرے کا لاہور۔ قادیانی گروپ قیام پاکستان کے بعد ربوہ ضلع جھنگ منتقل ہو گیا۔

منتقل ہو گیا۔

ان دونوں گروپوں میں ایک بنیادی اختلاف پیدا ہو گیا۔ قادیانی گروپ مرزا صاحب کو نبی، رسول، مجدد اور مصلح موعود بہت کچھ تسلیم کرتا ہے۔ مگر لاہوری گروپ انہیں نبی تسلیم نہیں کرتا۔ مگر مجدد تسلیم کرتا ہے۔ ان دونوں گروپوں کے درمیان ایک عرصہ تک رسائل و جرائد میں بڑی گرم گرم بحث چلی۔

مولانا ثناء اللہ مرحوم نے اس رسالہ میں ان دونوں گروپوں کی تحریریں جمع کی ہیں اور وجہ تالیف یہ بتائی ہے کہ

مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں مسلمانوں کو اعلیٰ درجہ کا

مسلمان بنانے آیا ہوں

مولانا فرماتے ہیں :

”اس لیے عامۃ المسلمین کو دکھلایا جائے کہ مرزا صاحب کے بنائے

ہوئے اعلیٰ درجہ کے مسلمانوں یعنی قادیانیوں کا انداز گفتگو کس قدر

شریفانہ ہے اور ان کا اخلاقی معیار کس قدر بلند ہے“

اس رسالہ کا حصہ دوم شائع نہیں ہو سکا

(۳۱)

## بطش قدیر بر قادیانی تفسیر کبیر

طبع اول ۱۹۴۱ء صفحات ۳۲

خلیفہ قادیان مرزا محمود احمد نے تفسیر قرآن کے نام سے ایک تفسیر لکھی جس کا نام ”تفسیر کبیر“ رکھا۔ اس کی ایک جلد (از سورۃ یونس تا سورۃ کہف) شائع ہوئی تو مولانا ثناء اللہ مرحوم نے اس کے دس مقامات پر تعاقب کیا

مولانا اس رسالہ کے مقدمہ میں فرماتے ہیں :

” اس تفسیر میں ایسی اغلاط ہیں کہ ان کو دیکھ کر میرے دل میں خوف پیدا ہوا کہ تفسیر بالرائے کی جلد ثانی طبع ہونے سے پہلے ہی میں اس دائرہ فانی کو چھوڑ گیا تو خدا کے ہاں، مجھے سوال ہوگا کہ یہ ضروری کام تم نے کیوں نہ کیا کیونکہ اس تفسیر میں اغلو طات اور تحریفات اس حد تک بھری ہیں۔ جن کو دیکھ کر بے ساختہ زبان پر یہ شعر آجاتا ہے۔

قل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا  
پھر تیرے عہد سے پہلے تو یہ دستور نہ تھا

قادیانی تفسیر کو دیکھ کر مؤلف اور اس کے اعوان و انصار کی نسبت صحیح رائے قائم ہو سکتی ہے۔ اس لیے میرے دل میں ڈالا گیا کہ تفسیر بالرائے کی جلد ثانی کا انتظار نہ کیا جائے۔ بلکہ بطور نمونہ چند اغلاط کا ایک رسالہ لکھا جائے۔ اور اس کے ساتھ میاں محمود کا یہ جیلنچ کہ  
میں قرآنی علوم کا ایسا ماہر ہوں کہ ہر مخالف کو ساکت  
کر سکتا ہوں“ لے

مولانا فرماتے ہیں!

ان کے اس دعویٰ کی تنقید کے لیے یہ رسالہ لکھا گیا ہے۔

نمونہ تفسیر کبیر اور مولانا شفاء اللہ کا تعاقب:

آیت :- كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ (سورۃ یونس ع ۲)  
اس آیت کی تفسیر میں میاں محمود لکھتے ہیں؟

”یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیے کہ عذاب کے لیے یہ شرط ہے کہ پوری

اُمت پر نازل ہو کہ بعض قوم پر“ لے

مولانا اس پر تعاقب فرماتے ہیں؟

مؤلف کے یہ فقرات بتا رہے ہیں کہ بڑے مرزا صاحب کا دعویٰ غلط

لے قادیانی تفسیر کبیر ص ۵۱۶ لے قادیانی تفسیر کبیر ص ۲۵۰

تھا۔ جو طاعون کو اپنے منکروں کے لیے عذاب قرار دیتے ہوئے دنیا سے  
چل بے۔ کیونکہ عذاب کل قوم پر نہیں آیا۔ جو بقول مولف تفسیر نداء عذاب  
سے موسوم نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہم اس بارے میں مولف کے شکر گزار ہیں  
کہ انہوں نے اپنے باپ کی کافی تکذیب کر دی۔ یہ ہے ہ  
الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں  
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا لے

(۳۲)

## لیکھرام اور مرزا

طبع اول ۱۹۴۲ء صفحہ ۱۶

مرزا صاحب قادیانی اور ان کے مریدوں کو پنڈت لیکھرام والی پیشینگوئی پر بڑا  
خبر تھا۔ اور وہ اس کو اس طرح صحیح سمجھتے ہیں جیسے ۲۲ = ۴  
مولانا فرماتے ہیں:

”ہماری تحقیق میں یہ پیش گوئی سب سے زیادہ غلط ثابت ہوئی

اس لیے اس کے متعلق مستقل رسالہ لکھنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔“

مولانا ثناء اللہ نے اس رسالہ میں مرزا صاحب کی پیش کردہ تفسیلات کی روشنی  
میں ثابت کیا ہے کہ لیکھرام کے قتل سے مرزا قادیانی کی پیشین گوئی سنو فی حد غلط  
ثابت ہوئی۔ اور اس کی صحت کے امکانات ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئے۔

بنت بنت بنت

۱۶ بطش قدیر ص

۲ لیکھرام اور مرزا ص

(۳۳)

## ناقابل مصنف مرزا

طبع اول ۱۹۲۳ء صفحہ ۶۴

یہ رسالہ دراصل علم کلام مرزا کا تیسرا حصہ ہے۔ اس میں مولانا مرحوم نے مرزا کے استدلال پر متکلمانہ نظر ڈالی ہے۔ اور مرزا صاحب کی تصانیف کی اندرونی شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب ایک قابل مصنف نہ تھے۔ اس رسالہ میں مولانا نے مرزا صاحب کی تین کتابیں منتخب کی ہیں۔

۱۔ براہین احمدیہ

۲۔ آئینہ کمالات اسلام

۳۔ چشمہ معرفت

یہ تینوں کتابیں مرزا قادیانی نے خاص مخالفین اسلام کے خطاب میں لکھی تھیں اور تینوں کتابوں پر کئے گئے تنقیدی اجزاء ایک دوسرے سے الگ رکھے گئے ہیں۔ مولانا کی یہ کتاب قابل مطالعہ ہے۔ اور علمائے کرام نے اس کو بنظر استحسان دیکھا ہے۔

مولانا عبید اللہ رحمانی حفظہ اللہ تعالیٰ شارح مشکوٰۃ المصابیح لکھتے ہیں:

”اس کتاب میں قابل مصنف مولانا ثناء اللہ صاحب نے مرزا

غلام احمد قادیانی کی تین مایہ ناز کتابوں، براہین احمدیہ، آئینہ کمالات اسلام

اور چشمہ معرفت پر جو ناقہ اندہ تیرہ فرمایا ہے، قابل دید ہے۔ منطوق و کلام

و مناظرہ کے احوال و ضوابط کے استعمال و اجزاء پر مصنف غلام کو جو

قدرت خدا واد حاصل ہے۔ زیر نظر کتاب میں آپ نے اس سے پورا کام

لیا ہے“ لہ

لہ المحدث ام ۲۰ اگست ۱۹۲۳ء

(۳۳)

## محمود مصلح موعود

مرزا صاحب قادیانی نے اپنے دور مہدویت ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء  
 مرزا صاحب قادیانی نے اپنے دور مہدویت ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار  
 میں عنوا میں اور بشیر نام ایک مصلح عالم صاحب زادے کی پیدائش کی پیش گوئی کی تھی۔  
 اس کے بعد، اگست ۱۸۸۶ء کو پیدا ہونے والے لڑکے کو اس کا مصداق ٹھہرایا  
 لیکن یہ لڑکا ۱۶ ماہ بعد فوت ہو گیا۔ اس کے بعد مبارک احمد پیدا ہوا۔ تو اس کو اس کا  
 مصداق ٹھہرایا لیکن بد قسمتی سے یہ بھی فوت ہو گیا۔ اور اس کے بعد مرزا صاحب خود  
 لقمہ اہل ہو گئے۔

مولانا ثناء اللہ نے اس رسالہ ”مصلح موعود“ میں خاص مرزا صاحب کی تصریحات  
 و تشریحات کی روشنی میں ثابت کیا ہے۔ کہ مرزا صاحب قادیانی کی یہ پیش گوئی حرف  
 بحرف غلط ثابت ہوئی۔ اور مرزا صاحب کے کذب کی دلیل بن گئی۔ اور میاں محمود اس  
 پیش گوئی کا مصداق نہیں ہو سکے۔

(۳۵)

## رسائل اعجازیہ

(۳۶)

## تحفہ مرزا ئیہ

نمبر ۲۵، ۳۶ دونوں رسائل کی تفصیلات نہیں مل سکیں۔ ان کے ناموں سے اس بات  
 کی تصریح ہوتی ہے کہ یہ دونوں کتابیں قادیانیت کی تردید میں ہیں۔

بہ بنہ بنہ بنہ بنہ

## باب ۱۳

# در تذکار تقلید بیانِ احواف

- ۱۔ حدیث نبوی اور تقلید شخصی
- ۲۔ علم الفقہ
- ۳۔ تقلید شخصی اور سلفی
- ۴۔ تکذیب المفکرین
- ۵۔ فقہ اور فقیہ
- ۶۔ اجتہاد و تقلید
- ۷۔ اصلی حنفیت اور تقلید شخصی
- ۸۔ تنقید تقلید
- ۹۔ اقتدائے اہلحدیث
- ۱۰۔ معقولات حنفیہ
- ۱۱۔ اصول الفقہ (عربی)

انگریزی حکومت کی حمایت اور اس کے پاؤں مضبوط کرنے میں ان علمائے کرام کا خاص دخل تھا جنہوں نے حضرت نیر احمد شہید بریلوی (۱۲۲۶ھ) اور حضرت شاہ اسماعیل شہید دہلوی (۱۲۲۶ھ) کی تحریک کی مخالفت کی تھی۔ اس تحریک کے سب سے بڑے مخالف مولانا فضل حق خیر آبادی (م ۱۲۴۴ھ) مولوی فضل رسول بدایونی (م ۱۲۸۹ھ) مفتی صدر الدین آندوہ دہلوی (م ۱۲۸۵ھ) اور مولوی فضل امام خیر آبادی (م ۱۲۳۲ھ) تھے۔ ان علماء نے اس تحریک کی مخالفت کے ساتھ اپنے انگریزی آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے تینسج جہاد کے فتوے جاری کئے۔

جناب احمد رضا خاں بریلوی (م ۱۳۳۰ھ) اور ان کے رفقاء نے بھی یہی کردار ادا کیا جو مولانا فضل حق خیر آبادی وغیرہ نے ادا کیا تھا۔ جناب احمد رضا خاں صاحب نے بھی تینسج جہاد کے فتوے جاری کئے۔ اور انگریزی اقتدار کی مضبوطی کے لیے ایک

لے تحریک ختم نبوت شورش کاشمیری ص ۱۵

آہم کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں بدعات و محدثات کی ترویج میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔

مولانا ظفر علی خاں (دم ۱۳۱۵ھ) فرماتے ہیں ۷

کوئی ٹرکی لے گیا، کوئی ایران لے گیا  
کوئی دامن لے گیا، کوئی گریباں لے گیا  
رہ گئی تھی ایک دولت فقط اسلام کی  
وہ بھی ہم سے چھین کر احمد رضا خاں لے گیا

۱

## حدیث نبوی و تقلید شخصی

طبع اول ۱۹۰۹ء۔ طبع دوم ۱۹۱۲ء۔ طبع سوم ۱۹۱۳ء۔ صفحات ۳۲  
اس رسالہ میں حدیث نبوی اور تقلید شخصی کی تحقیق اور منکرین حدیث کے جوابات

درج ہیں۔

مولانا فرماتے ہیں!

”پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ خطبوں میں ارشاد فرمایا تھا۔

خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الہدیٰ ہدیٰ محمد

صلی اللہ علیہ وسلم و شر الامور محدثاتہا و کل بدعة

ضلالة و کل ضلالة فی النار۔

یعنی

سب کلاموں سے خدا کا کلام اچھا ہے اور سب طریقوں سے محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ بہتر ہے۔

اس سے آپ کی غرض یہ تھی کہ لوگ میری سنت اور چال پر چلیں۔ ایسا نہ ہو کہ

میرا سنت کو چھوڑ کر اور طرف کو بہک جائیں۔ چنانچہ اسی فکر میں آپ نے یہ

آخری وصیت فرمائی تھی جس کے الفاظ طیبہ یہ ہیں :  
ترکت فیکم الثقلین لن تغفلوا ما تمسکتہ بہما کتاب

اللہ و سنتی

یعنی

تم میری دو باتیں چھوڑ چلا ہوں۔ جب تک تم ان سے تمسک کرو گے۔ ہرگز  
گمراہ نہ ہو گے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری میری سنت ہے۔“

اس کے بعد مولانا فرماتے ہیں :

”ایک زمانہ تو ان پر وہ بھی گزرا جس میں روایات فقہیہ میں تو عمل اور

آراء الرجال میں مشغول ہونے کی وجہ سے احادیث نبوی سے بے پروا ہے  
لیکن دل میں تعظیم و تکریم ہوتی تھی۔

آخر الحمدیث کی تحریک سے لوگ حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور  
ہندوستان میں بفضلہ تعالیٰ کہیں کہیں درس حدیث کی آواز آنے لگی۔ کہ  
ناگاہ علی گڑھ سے سرسید احمد خاں نے حدیث کی طرف اپنے منکرانہ خیالات  
شائع کئے۔ اس وقت بھی الحمدیث ہی اس فتنہ کو مٹانے کے لیے سینہ سپر  
ہوئے۔ وہ شور و شغف ابھی مٹنے نہ پایا تھا کہ ایک صاحب عبداللہ چکرا لاری  
سرسید سے بھی آگے بڑھ گئے۔ اور انہوں نے اپنی نازیبا لگ ایجاد  
کر لی جس کا نام ”صلوٰۃ القرآن“ تھا۔ اور تکبیر تحریر کی جگہ یہ آیت لکھی :

ان اللہ هو العلی البکیر

چنانچہ بعض دوستوں نے مجبور کیا کہ اس مسئلہ کی تحقیق ہونی چاہیے کہ قرآن  
شریف کو حدیث سے کیا نسبت ہے۔ اس لیے یہ رسالہ تحریر کیا گیا ہے۔“

۱۔ حدیث نبوی اور تقلید شخصی بلعہ سوم ص ۱

۲۔ مراد مولانا ابوسعید محمد حسین بیالوی (م ۱۳۳۶ھ) بذریعہ ماہنامہ اشاعت السنۃ (عراقی)  
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۲)

## علم الفقہ

طبع اول ۱۹۱۳ء طبع دوم ۱۹۲۱ء صفحہ ۲۴

اس رسالہ میں علم فقہ کے متعلق اہمیت کی گئی ہے۔

سبب تالیف:

مولانا فرماتے ہیں!

”علم فقہ جو ایک واجب القدر اور لائق عزت علم ہے جس کے فضائل قرآن و حدیث میں بہت کچھ آئے ہیں۔ اس کے متعلق بہت کچھ روشنگاریاں اور بحثیں ہو رہی ہیں۔ ایک فریق اس کو قابل عزت جانتا ہے تو دوسرا مورد الزام قرار دیتا ہے۔ ایک اس کو صراط مستقیم کہہ کر قرآن و حدیث سے مستغنی ہے تو دوسرا اس کو بے ضرورت چیز نام رکھتا ہے۔“

پس اس کتاب کا موضوع علم الفقہ ہے اس کے متعلق ہم یہ بتلائیں گے کہ آیا یہ واجب القدر علم کسی ایک شخص کی محض رائے کا نتیجہ ہے یا کسی ایک کا بے دلیل قول۔ جیسا کہ اس کے مخالف کہتے ہیں یا مدلل اس میں کچھ ترقی ہوئی ہے۔ ایک ہی زمانہ میں ہو کر نہ گئی یا مختلف زمانوں میں ہوئی اور ہوگی۔ لے

(۳)

## تقلید شخصی اور سلفی

طبع اول ۱۹۱۲ء صفحہ ۵۲

اس رسالہ میں مسئلہ تقلید (مرد و نوز) کی تحقیق اور کتاب حقیقۃ الفقہ مولانا انوار اللہ

۱ علم الفقہ طبع دوم ص

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مرحوم حیدر آبادی اور رسالہ 'الاقتصاد' مصنفہ مولانا محمد اشرف علی تھانوی دم ۱۳۶۶ھ کا جواب ہے۔

مولانا ثناء اللہ نے اس رسالہ میں تقلید کی تعریف، توجیح اور تمثیل کے عنوان سے صفحہ ۳ تا ۱۶ بحث کی ہے اور تقلید شخصی کے عنوان سے صفحہ ۱۶ تا ۴۱ بحث کی ہے اور صفحہ ۴۱ تا ۵۲ تقلید شخصی سے متعلق اظہار خیال کیا ہے۔

مولانا اس رسالہ کا خلاصہ بایں الفاظ بیان کرتے ہیں۔

”مسئلہ تقلید کی تعریف علمائے سلف میں کوئی عالم، کسی عالم کا مقلد نہ تھا۔ بلکہ ہر ایک عالم اپنے علم کے مطابق عمل کرتا تھا۔ امام ابوحنیفہ صاحب کے شاگرد بھی خود امام مددوح کے مقلد نہ تھے۔ بلکہ قروع اور اصول دونوں میں اپنے فہم کے مطابق ان سے اختلاف رائے رکھتے تھے۔ لہذا کسی عالم یا جاہل پر کسی دوسرے عالم یا مجتہد یا محدث کی تقلید فرض و واجب نہیں بلکہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پابندی فرض ہے۔“

(۴)

## تکذیب المفکرین

طبع اول ۱۹۲۲ء ۱۹ صفحات ۴

حقیقہ کی بریلو یہ شاخ نے اہلحدیث پر بے سرو پا اعتراضات کئے۔ مولانا اس رسالہ میں مہذبانہ طریق سے جواب دیتے ہیں۔

بٹ بٹ بٹ بٹ بٹ

۱۰ تقلید شخصی اور سلفی ص ۲

(۵)

## فقہ اور فقیہہ

طبع اول ۱۹۲۵ء - صفحات ۲۸

اس رسالہ میں فقہ، اصول فقہ اور فقیہہ پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ مولانا اس کی وجہ تالیف یہ بیان کرتے ہیں۔

”بہت سے مسائل اہل اسلام میں ایسے ہیں جن کو فرقہ وارانہ کشمکش نے اختلافی بنا رکھا ہے۔ حالانکہ وہ حقیقت میں اختلافی نہیں بلکہ مسئلہ علم فقہ کی عظمت اور فقیہہ کی عزت ہے۔ کچھ شک نہیں کہ حدیث شریف من یرد اللہ بہ خیر ایفقد فی الدین ۰

یعنی

خدا جس کے حق میں بھلائی چاہتا ہے اس کو دین میں

فقہ سے بہرہ ور کرتا ہے

کے ماتحت علم فقہ اشرف علم ہے۔ الحمد للہ اس علم کے اس قدر مداح ہیں جس کا یہ علم مستحق ہے۔ باوجود اس کے فریقین اہل حدیث اور اہل فقہ میں نزاع کیوں۔ اس نزاع کی تک پہنچنے کے لیے اس رسالہ کی تصنیف کی ضرورت محسوس ہوئی، لے

مولانا نے پہلے یہ مضمون اخبار الحدیث امرتسر میں ۱۳ جون ۱۹۲۳ء تا ۱۲ ستمبر ۱۹۲۳ء میں شائع کیا۔ بعد میں اس کو کتابی شکل میں مرتب کر کے شائع کیا۔ یہ مضمون ماہنامہ فیض ماہنامہ فیض امرتسر کے ایک مضمون کے جواب میں ہے جس میں مضمون نگار نے فقہ کے بارے میں ایک طویل مضمون شائع کیا۔ مگر یہ مضمون صرف طویل ہی تھا۔ اس میں فقہ کی جامع مانع تعریف، نقیہ کی تعریف، محدث کی تعریف، مقلد اور فقیہہ میں امتیاز اور

لے فقہ اور فقیہہ ص ۱

اصول فقہ کی تعریف وغیرہ مباحث کو چھری ڈالنا تک نہیں۔ مولانا شاہ رحمہ اللہ نے جواباً ان تمام مباحث پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور کتب اول سے ان تمام مباحث کی تعریفات پیش کی ہیں۔

مولانا کی یہ کتاب بہت عمدہ مباحث پر مشتمل ہے۔

صفحہ ۲۴ تا ۲۸، امام غزالی کی رائے تقلید کے متعلق درج کرتے ہوئے رسالہ کا اختتام کیا ہے اور ساتھ ہی یہ شعر درج ہے۔

نہ رکھ تقلید کی کچھ سند پھر اس پر اڑتے ہیں

عجب وانا مقلد ہیں کہ بے ہتھیار اڑتے ہیں

(۶)

## اجتہاد و تقلید

طبع اول ۱۹۱۸ء۔ طبع دوم ۱۹۲۳ء۔ طبع سوم ۱۹۲۵ء۔ صفحات ۱۱

طبع چہارم ۱۹۶۸ء (لاہور) صفحات ۹۳

اس رسالہ میں دونوں مسئلوں (اجتہاد و تقلید) نصاب اجتہاد، نصاب تفسیر، اجماع

ادلہ اربعہ اور اصول خمسہ کی معقول اور کافی تحقیق کی گئی ہے۔

مولانا فرماتے ہیں!

”اجتہاد و تقلید کا مسئلہ ہندوستان کے اندر مدت سے منجھ رہا

ہے۔ لیکن اس کی تہ میں یہ راز آج تک کسی مصنف نے نہیں کھولا یا میری

نظر سے نہیں گزرا۔ کہ منصب اجتہاد کوئی وہی وصف ہے یا کسی۔ یہ راز

منکشف ہونے پر تقلید و عدم تقلید کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ پس یہ

اس مختصر رسالہ کا موضوع ہے۔“

۱۵ اجتہاد و تقلید طبع لاہور ص

(۷)

## اصلی حقیقت اور تقلید شخصی

طبع اول ۱۹۲۶ء صفحہ ۴۲

مولانا احمد علی لاہوری (م ۱۳۸۱ھ) کے مشہور رسالہ 'اصلی حقیقت' کے رد میں ایک بریلوی مولوی صاحب نے ایک رسالہ لکھا تھا۔  
مولانا ثناء اللہ مرحوم نے بمصدق  
بلائیں زلفِ جانان کی اگر لیں گے تو ہم لیں گے  
بریلوی مولوی صاحب کے رسالہ کے جواب میں لکھا۔ اور بریلوی مولوی کو جرات  
نہ ہوئی کہ اس کا جواب الجواب لکھے۔

(۸)

## تنقید تقلید

طبع اول ۱۹۲۷ء صفحہ ۷۶۔ طبع دوم (دہلی)

یہ رسالہ ایک تحریری مناظرہ کی رویداد ہے۔

جو مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولانا سید مرتضیٰ حسن دیوبندی  
(م ۱۳۷۱ھ) کے درمیان مسئلہ تقلید پر ہوا تھا۔

یہ تحریری مناظرہ اخبار 'المحدث' امرتسر اور اخبار 'العدل' گوجرانوالہ کے درمیان  
ہوا تھا۔ اخبار 'العدل' مولانا عبدالعزیز دیوبندی (م ۱۳۵۹ھ) کی ادارت میں شائع  
ہوتا تھا۔ بعد میں یہ مباحثہ 'تنقید تقلید' کے عنوان سے کتابی صورت میں چھپا۔

مولانا فرماتے ہیں!

”آج کتب علمیہ اور کتب اصول، کتب فقہ، کتب کلامیہ بلکہ

کتب صرف و سخنوں میں بعض ایسے الفاظ مستعمل ہیں جن پر سارے علوم کی بنیاد  
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حالانکہ وہ الفاظ ان معنی کی ماتحت نہ لغت میں ملتے ہیں نہ قرآن و حدیث میں۔ مثلاً علم نحو میں کلمہ، اسم، فعل، حرف وغیرہ کی تعریفات یا علم اصول میں عام و خاص وغیرہ کی تعریفات کسی آیت یا حدیث میں نہیں ملیں۔ بلکہ یہ سب الفاظ علمائے فن کی اصطلاحات ہیں۔ اس لیے انہی کی تصریحات سے ان کا ثبوت دیا جاتا ہے۔ اسی قسم سے لفظ 'تقلید' ہے جو اصطلاحی معنی کی حیثیت سے نہ قرآنی لفظ ہے نہ حدیثی بلکہ علم اصول فقہ کی اصطلاح ہے۔ لہذا اس کی تعریف اور اس کے معنی علماء اصول فقہ ہی کے لفظوں میں بتائے جائیں گے۔ جیسے فعل، حرف اور اسم وغیرہ کی تعریفات علم نحو کی کتب سے کی جاتی ہیں، نہ کہ قرآن و حدیث یا اقوال سلف سے ایسے امور کا ثبوت قرآن و حدیث سے طلب کرنے کا نام واقعی رکھا جائے یا کچھ اور رکھا جائے۔ ہم اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے۔

اگر گویم زباں سوزد“ لے

۱۰ تقلید و تقلید

مولانا نے اس رسالہ میں پہلے مولانا مرتضیٰ حسن کا مضمون نقل کیا ہے اور نیچے حاشیہ نمبر وار اس کا مدلل جواب دیا ہے۔

مولانا عبدالعزیز مرحوم نے بھی اخبار العدل میں مسئلہ تقلید پر تبصرہ فرمایا تھا مولانا ثناء اللہ مرحوم نے اس تبصرہ کا جواب صفحہ ۷۰ تا ۷۶ دیا ہے۔ مولانا کا یہ رسالہ بہترین علمی مباحث پر مشتمل ہے۔

(۹)

## اقتدائے اہلحدیث

جلد اول ۱۹۳۱ء صفحات ۵۶

بریلوی عالم مولوی امام الدین (کوٹلی لوہاراں) نے ایک رسالہ ”دو بیوں کی مذمت“ محکم ذلال و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لکھا تھا۔

رسالہ کیا تھا۔ مولوی امام الدین کی جہالت، کم علمی اور تعصب کا مرقع تھا۔ جس پر جماعت اہل حدیث پر بے جا الزامات کی بوچھاڑ تھی۔ جگہ جگہ بدکلامیوں کی بھرمار۔

مولانا اس کے جواب میں فرماتے ہیں!

بدم گفتی وخورسندم عفاک اللہ، نگو گفتی

جواب تلخ می زبید لب لعل شکر خارا

اور خاتمہ پر لکھا!

”ہم نے ایک غیر ضروری کام میں اتنا وقت لگا دیا۔ تاکہ ہمارے بھولے بھالے حنفی بھائی بے وجہ ہم سے جدا رہ کر خدا کے ہاں ماخوذ نہ ہوں ورنہ ان کی عدم اقتدار سے ہمارا کیا نقصان، مابین شہا بسلامت۔“

اللهم اصلح ذات بیننا و انصرنا علی عدوک و عدوانا“

(۱۰)

## معقولات حنفیہ

طبع اول ۱۹۳۶ء صفحہ ۲۴

معقولات حنفیہ دراصل نامعقولات حنفیہ ہے۔ اس میں حنفی مسلک کے درج ذیل سات مسائل کی نامعقولیت ثابت کی گئی ہے۔

۱۔ مفقود الخبیر؛ جو شوہر مدت العمر عنقا رہے۔ اس کی منکوحہ کیا کرے

۲۔ زن مرتدہ۔ جو عورت دین اسلام چھوڑ کر (مرتدہ) عیسائی یا آریہ

لے مولانا مرحوم کے اس فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ جو حضرات اخلاق کو پس پشت ڈال دیں اور ان کو خون خدا بھی نہ ہو تو ایسے حضرات کو منہ لگانا تفسیح اوقات ہے مگر کلمہ حق کہنے سے بھی نہیں رہا جاتا۔

اس لیے ان کی خرافات کا جواب دینا یروتا ہے (عراقی)



نکاح کر لینے پر مجبور کیا جائے۔ چاہے مہر تھوڑا سا ایک دینا رہو۔ اور دوسری عورتوں کو  
متنبیہ ہو (ردالمحتار) ۱

اسی طرح بقیہ ۵ مسائل میں جن پر آپ نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔  
مولانا فرماتے ہیں:

”حضرت امام ابوحنیفہ کی نسبت ہمارا وہی اعتقاد ہے جو امام ذہبی  
(م ۲۴۸ھ) نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے۔

وہ امام عالم، عابد بڑی شان والے تھے۔ حکومت کے وظائف  
قبول نہ کرتے۔ بلکہ اپنے گزارہ کے لیے تجارت اور کسب کرتے تھے۔“ ۲

چونکہ عصمت فی الکلام خاصہ نبوت ہے اس لیے کسی امام کے کسی مسئلے کی جاپیغ  
کرنا یا اس کی دلیل نہ ملنے سے اُسے واجب العمل نہ جاننا خصوصاً اس کے اتباع کے  
اقوال کو جو انھوں نے اپنے فہم سے داخل مذہب کر رکھے ہیں بمقابلہ مدلل بات کے ترک  
کر دینا سوزظنی کا حمل نہیں۔ سلف سے خلف تک ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے۔

حق یہ ہے کہ انہی بزرگوں نے ہم کو تنقید مسائل کی دولت تعلیماً و تمعیلاً سکھائی ہے  
ہے۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء ۳

بنا کہ دند خوش رسے بنجاک و خوں غلطیدن

خدا رحمت کنذ این عاشقان پاک طینت را ۳

آخر میں مولانا فرماتے ہیں:

”اصل غرض اس سے یہ ہے کہ مسلمان بھائیوں پر واضح کیا جائے

کہ اصل اتباع قرآن و حدیث کی ہے۔ کسی عالم یا امام اُمدت یا مجتہد  
کے اقوال کو یہ درجہ نصیب نہیں۔“

معقولات حنفیہ میں مولانا محمد اشرف علی تھانوی (م ۱۳۶۲ھ) کے رسالہ الرحیۃ الناجزہ  
الرحیۃ العاجزہ پر بھی ناقدانہ تبصرہ کیا گیا ہے۔

(۱۱)

# اصول الفقہ

(عربی)

طبع اول ۱۹۳۷ء صفحہ ۸

یہ رسالہ اصول فقہ کی مصطلحات اور ان کی تعریفیں  
نکھا گیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

## باب ۱۵

# تائید اہل حدیث

- ۱۔ اہل حدیث کا مذہب
- ۲۔ فتوحات اہل حدیث
- ۳۔ اسلام اور اہل حدیث
- ۴۔ آمین، رفع الیدین
- ۵۔ فاتحہ خلف الامام

(۱)

## اہل حدیث کا مذہب

طبع اول ۱۸۹۹ء - طبع دوم ۱۹۰۱ء - طبع سوم ۱۹۰۶ء - طبع چہارم ۱۹۱۵ء  
طبع پنجم ۱۹۲۱ء - طبع ششم ۱۹۲۸ء - پاکستان میں طبع ہفتم ۱۹۵۵ء لاہور  
طبع ہشتم ۱۹۶۱ء (لاہور)

”اہل حدیث کا مذہب“ اہل حدیث کی دستاویز ہے۔

مولانا ثناء اللہ اس کی وجہ تالیف بعنوان ”التماس مصنف“ فرماتے ہیں !  
”اہل حدیث اور حنفیہ کا اختلاف دراصل وہی اختلاف ہے جو ابتدا سے  
حنفیہ اور شافعیہ میں چلا آتا ہے۔ جسے ناحق رائی کا پہاڑ بنایا گیا۔“

اہل حدیث کی نسبت کئی ایک من گھڑت افتراء لگائے گئے ہیں اور  
لگائے جاتے ہیں۔ بڑا افتراء جس نے اس مسلک کو سب کی نظروں میں حقیر  
اور ملعون کر رکھا ہے۔ اور واقعی در صورت ثابت ہونے کی اسی ذلت اور  
حقارت کو مستلزم ہے کہ یہ لوگ حضرات انبیاء اور اولیاء کی توہین کرتے

ہیں۔ بلکہ اس توہین کو اپنا دینی شعار سمجھتے ہیں۔ یہ بزرگوں کے منکر ہیں اور اولیاء کرام کی کرامات کے انکاری، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے منکر، بھوپھی سے نکاح جائز بتلاتے ہیں۔ سور کی چربی کو حلال کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑے بھائی جتنا ادب کرتے ہیں یہ افتراء توہین انبیاء والے افتراء سے مزید متناقض ہے فافہم وغیرہ وغیرہ لے“

مولانا فرماتے ہیں :

”ان افترایات کو دفع کرنے میں اہلحدیث نے مقدور بھر کوشش کی جو خدا کے فضل سے پوری موثر ہوئی۔ چنانچہ اسی کوشش کا نتیجہ ہے۔ کہ جس کسی نے اہل حدیث کے مذہب سے پوری واقفیت حاصل کر لی۔ بس یہی واقفیت اس کی ہدایت کا سبب ہو گئی۔ یہ رسالہ بھی انہی کوششوں میں سے ایک ہے۔ اس رسالہ میں صرف اہلحدیث سے افترایات ہی کا ذمہ داری پیش ہوگا۔ بلکہ بعض ایسے مسائل کا ذکر مع ثبوت بھی ہوگا۔ جس کو واقعی اہلحدیث مانتے ہیں۔ بعنوان۔ اہلحدیث کے مذہب کا بانی کون ہے“

مولانا فرماتے ہیں :

”اہلحدیث کے مذہب کے بانی سید الانبیاء محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ فخر آدم افتخار نبی آدم فداہ ابی و امی علیہ فضل الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اہل حدیث ایک مسئلہ پر قرآن شریف کی آیت یا حضور اقدس کی حدیث ہی سے مقدماً استدلال کرتے ہیں“ لے

”جہلاء میں مشہور ہے کہ اہل حدیث کے مذہب کا بانی عبدالوہاب نجدی ہے۔ مگر حاشا وکلا ہمیں اس سے کوئی نسبت نہیں۔ وہ بھی ہمارے حنفی مقلد بھائیوں کی طرح مقلد تھا“

۱۔ اہل حدیث کا مذہب طبع لاہور ۱۹۰۶ء ص ۶

۲۔ اہل حدیث کا مذہب طبع لاہور ۱۹۰۶ء ص ۸

مولانا رشید احمد گنگوہی (م ۱۳۲۳ھ) لکھتے ہیں۔  
 ”عبدالوہاب نجدی بڑا خوش اعتقاد تھا۔ اور حنبلی مذہب  
 کا مقلد تھا“ لے

خلاصہ مذہب اہل حدیث:

اہل حدیث کے مذہب کا خلاصہ ’لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘ ہے یعنی  
 جو تعلیم سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ قرآن اور احادیث  
 صحیحہ کے مخلوق کو فرمائی ہے۔ اس کا اتباع کرنا ہمارا مذہب ہے۔ اور بس:  
 مولانا کی یہ مایہ ناز کتاب کئی بار چھپ کر مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔ اور اس کا شمار  
 مولانا کی بہترین کتب میں ہوتا ہے۔ مطبوعہ امرتسر صفحہ اول پر یہ شعر درج ہے  
 اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن  
 پس حدیث مصطفیٰ ابر جاں مسلم داشتن

(۲)

## فتوحات اہل حدیث

طبع اول ۱۹۵۰ء صفحات ۷۶

اس رسالہ میں ان مقدمات کی تفصیل ہے جو فروعی مسائل میں اہل حدیث اور مقلدین  
 احناف کے درمیان چلتے رہے۔ اور ان مقدمات میں عدالتی فیصلے اہل حدیث کے حق میں  
 ہوئے۔ مولانا ثناء اللہ نے عدالتوں سے نقلیں حاصل کر کے اس رسالہ میں جمع کیں۔  
 مولانا فرماتے ہیں۔

”جو چیز حقی اور صحیح ہوتی ہے وہ ہر جگہ صحیح رہتی ہے اور صحیح چیز کا اعتراض  
 کیا جاتا ہے۔“

لے فتاویٰ رشیدیہ ص ۸ مطبوعہ مراد آباد

(۳)

## اسلام اور اہلحدیث

طبع اول ۱۹۱۶ء صفحات ۸ - طبع دوم ۱۹۷۷ء (لاہور) صفحات ۱۳۳

اس مختصر رسالہ میں مولانا ثناء اللہ مرحوم نے اسلام کی مختصر تاریخ کے عنوان سے صفحہ ۶ تا ۸، اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ طبقہ اولیٰ میں فرقہ بندی نہیں تھی۔ اور صفحہ ۸ تا ۱۲ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ فرقہ بندیوں نے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور صفحہ ۱۲ تا ۱۴ بعنوان، "ایک اعتراض کا دفعیہ"

مولانا فرماتے ہیں: کہ

"اہل حدیث بحیثیت نام کے ایک فرقہ کہا جائے تو اور بات ہے مگر اصول اور عمل کی حیثیت سے یہ کوئی فرقہ بندی نہیں بلکہ وہی ایک گروہ ہے جو تعلیم نبوت سے پیدا ہوا تھا۔"

اس فرقہ کی روش قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی تھی۔ نہ اس فرقے نے اپنے دستور العمل میں کوئی اضافہ کیا۔ نہ سلف صالحین سے علحدگی کی۔ بلکہ بعینہ اسی طرح قرآن و حدیث یا یوں کہیے کہ قرآن اور طریقہ نبی علیہ السلام کو صحابہ کی روش پر محفوظ رکھا ہے۔"

مزید ارشاد فرماتے ہیں:

"دوسرے فرقوں نے اپنی نسبت اپنے اماموں کی طرف کر کے حنفی شافعی وغیرہ القاب اختیار کیے۔ چونکہ اس فرقہ کی نسبت کسی غیر کی طرف نہ تھی بلکہ طبقہ اولیٰ کی طرح صرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف تھی۔ اس لیے اس نے اپنے طریق عمل کے مطابق اپنا لقب "اہلحدیث" رکھا۔ جو اس کے طریق عمل کے لحاظ سے بہت موزوں ہے۔ ورنہ اس کا

اسلام اور اہل حدیث طبع لاہور ص ۱۲

اصول دین جو بنیاد مذہب ہے۔ وہی ہے جو طبقہ اولیٰ کے مسلمانوں کا تھایینی  
قرآن و حدیث بطریق سلف صالحین۔

الہدایت لقب کے یہ معنی ہیں کہ احادیث رسول پر عمل کرنے والے

یہی معنی ہیں

کسی کا ہو رہے کوئی نبیؐ کے ہو رہے ہم، لے

(۴)

## آمین رفع الیدین

طبع اول ۱۹۲۱ء صفحات ۱۶

اس رسالہ میں دونوں مسائل کا ثبوت احادیث صحیحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ سے دیا گیا ہے۔

مولانا فرماتے ہیں:

”ہندوستان میں علم حدیث عرصہ سے جاری ہے۔ مگر بالحدیث تھوڑے  
عرصہ سے جن علمائے کرام نے حدیث کو خالی الذہن غیر جانب دار ہو کر محض  
ہدایت نفس کے لیے پڑھا۔ ان کو عمل بالحدیث کا بھی شوق ہوا۔ اور انھوں  
نے اس علم کے عشق میں دیوانہ وار یہ اشعار پڑھے۔“

کیا تجھ سے کہوں حدیث کیا ہے

دردانہ درج مصطفیٰ ہے

صرفی و عالم و حکیم و نبی

کرتے رہے اس کی خوشہ چینی



## باب ۱۶

# تنقیدی کتب

- |                                    |                                 |
|------------------------------------|---------------------------------|
| ۱ - الکلام المبین فی جواب الاربعین | ۲ - فیصلہ آرہ                   |
| ۳ - دلیل الفرقان بجواب اہل القرآن  | ۴ - امر تسری غزنوی کا فیصلہ     |
| ۵ - حجت حدیث اور اتباع رسول        | ۶ - خاکسار تحریک اور اس کا بانی |
| ۷ - نافہم مصنف                     | ۸ - اتباع سلف                   |
| ۹ - خلافت محمدیہ                   | ۱۰ - الفوز العظیم               |

(۱)

## الکلام المبین فی جواب الاربعین

طبع اول ۱۹۰۶ء - صفحات ۱۰۶

آپ کی مایہ ناز تفسیر قرآن بربان عربی و تفسیر القرآن بکلام الرحمان، کے نام سے شائع ہوئی تو حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی (د ۱۳۳۱ھ) نے اس پر تعاقب کیا۔ اور تفسیر میں ایسی ۴۰ اغلاط کی نشاندہی کی جس سے بقول حضرت الامام آپ نے سلف صالحین کا طریقہ اختیار نہیں کیا۔

حضرت الامام نے اپنے رسالہ کا نام ”الاربعین فی ان نشاء اللہ لیس علی مذہب المحدثین“ رکھا۔ اس پر مفصل تبصرہ آپ باپ میں داخل انتشار، کے تحت پڑھ چکے ہیں۔ مولانا شنار اللہ مرحوم نے ’الاربعین‘ کے جواب میں ’الکلام المبین‘ لکھی اور اس میں اپنا دفاع کیا۔

## فیصلہ آرہ

طبع اول ۱۹۰۵ء۔ صفحات ۶۴

اس رسالہ میں 'الاربعین' از حضرت الامام غزنوی اور انکلام المبین از مولانا امرتسری پر حضرات علماء آرہ کا محاکمہ ہے جس کی تفصیل یوں ہے کہ مذاکرہ علمیہ (آرہ) کے سالانہ جلسہ (۱۹۰۳ء) پر مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری (م ۱۳۳۳ھ) مولانا شمس الحق ڈیالو (م ۱۳۲۹ھ) اور مولانا شاہ عین الحق پھولاری (م ۱۳۲۳ھ) کے بارے میں جلسہ میں موجود علمائے اہلحدیث نے قرار دیا۔ کہ وہ اس قضیہ میں محاکمہ (فیصلہ) کریں۔ چنانچہ ایک معاہدہ لکھا گیا۔ جس میں مولانا ثناء اللہ مرحوم نے بھی دستخط کیے۔ مذکورہ تین بزرگوں نے دونوں کتابوں پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے نتیجہ فیصلہ یہ دیا۔

”ہم حکموں کا اس پر اتفاق ہے کہ تفسیر القرآن بکلام الرحمان کے مقامات مذکورہ یعنی ۴۰ سے ۴۳ بلاشبہ ایسے ہیں کہ 'فرق ضالہ' کے خیالات کو تائید پہنچا سکتے ہیں۔ اور اہل سنت، اہل حدیث کے مخالف اس سے عوش ہوں گے۔ اور عند القابلہ اس تفسیر سے تمسک کریں گے۔ یہ تو مولوی ثناء اللہ صاحب کو گویا کہ اقرار ہی ہے کہ محدثانہ روش پر یہ تفسیر نہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار“ لہ

یہ رسالہ مولانا ثناء اللہ صاحب نے فیصلہ آرہ کے نام سے شائع کر دیا لیکن جا بجا

اس پر تنقید فرماتے گئے۔ والفقہ طولہا۔

تہذیب

۱۔ فیصلہ آرہ ص ۸۔ ضمیمہ ماہنامہ ضیاء السنۃ کلکتہ جلد ۳ نمبر ۴۔ رجب ۱۳۲۲ھ

ص ۴۴ طبع امرتسر  
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## دلیل الفرقان بجواب اہل القرآن

طبع اول ۱۹۲۶ء صفحہ ۴۰

اس رسالہ میں مولوی عبداللہ چکڑالوی کے رسالہ 'برہان الفرقان' کا جواب ہے۔ 'برہان الفرقان' میں چکڑالوی صاحب نے نماز پنجگانہ قرآن شریف سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مولانا نے اس رسالہ میں چکڑالوی صاحب کی خرافات کا جواب دیا ہے۔ 'برہان الفرقان' ۲۰۸ صفحات پر مشتمل ہے اور مولانا ثناء اللہ مرحوم نے اس کا جواب ۳۸ صفحات میں دیا ہے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ 'برہان الفرقان' میں چکڑالوی نے کتنی طولانی خرافات جمع کر دی ہیں۔

مولانا نے اس رسالہ میں رکعت نماز اور قعدہ کے عنوان سے چکڑالوی کی خرافات کا جواب دیا ہے۔ بقیہ 'برہان الفرقان' میں جو کچھ لکھا ہے مولانا فرماتے ہیں! کہ وہ اس قابل نہیں کہ اس کا جواب دیا جائے۔ اس کا جواب دینا تضيع اوقات ہے۔

(۴)

## امرتسری غزنوی نزاع کا فیصلہ

طبع اول ۱۹۲۶ء صفحہ ۶۴

اس رسالہ کا پورا نام 'تحفہ النجدیہ' یعنی فصل قضیۃ الاخوان بذکر تفسیر القرآن بکلام الرحمن والفتویٰ علی تاویل الاستواء ہے۔ یہ رسالہ مولانا اسماعیل غزنوی مرحوم کے رسالہ 'فیصلہ' کے جواب میں ہے۔ اس رسالہ کی تصنیف کا پس منظر آپ باب 'داخلی انتشار' میں پڑھ چکے ہیں۔

سلطان ابن سعود مرحوم کی کوششوں سے یہ نزاع ختم ہو گیا تھا۔ مگر مولانا حافظ معظمی (ملازم پرنسپل) نے اسے لازماً، فیوں غزنوی نے اسے ختم نہ کیا اور مولانا اسماعیل غزنوی

نے جواز سے واپسی کے بعد فیصلہ مکہ کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ہمارا نزاع ختم نہیں ہوا۔

مولانا ثناء اللہ مرحوم نے فیصلہ مکہ کے جواب میں یہ رسالہ لکھا۔ اور متا ز علمائے کرام سے فتویٰ حاصل کر کے اس میں شائع کئے۔ جن علمائے کرام نے فتوے دیئے ان کی تعداد ۶۷ ہے اور ان سب علمائے کرام نے مولانا ثناء اللہ مرحوم کی حمایت میں فتوے جاری کئے۔

مولانا ثناء اللہ کے استاد شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی (م ۱۳۲۹ھ) نے جو فتویٰ دیا۔ وہ یہ ہے۔

شیخ الہند مرحوم فرماتے ہیں!

”مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے جو قرآن مجید کی تفسیر عربی میں بنام تفسیر القرآن بکلام الرحمن لکھی ہے اور تفسیر کے مختلف طریقے ہیں اور جو طریقہ مولانا امرتسری نے اختیار کیا ہے وہ اس لائق ہے کہ اس کی تعریف و توصیف کی جائے۔ کیونکہ یہ ایک بے نظیر طریقہ ہے“

(۵)

## حجیتِ حدیث اور اتباعِ رسول

یہ رسالہ ایک تحریری مناظرہ کی روداد ہے۔ جو مسکرین حدیث کی امرتسری پارٹی کے رہنما مولوی احمد الدین امرتسری سے ہوا۔ اس میں مولانا نے دلائل سے ثابت کیا کہ حدیث نبوی حجت شرعی ہے اور اتباعِ رسول ہی سے نجات ہے۔ مولوی احمد الدین صاحب مولانا نے دلائل کو ٹوٹہ نہ سکے اور آخر انہوں نے سکوت اختیار کر لیا۔ یہ رسالہ بہترین علمی اور تحقیقی ہے۔

(۶)

## خاکساری تحریک اور اس کا بانی

طبع اول ۱۹۳۹ء - صفحات ۱۱۰

اس رسالہ میں خاکساری تحریک اور اس کے بانی علامہ عنایت اللہ المشرقی (م ۱۳۸۲ھ) کے مذہبی عقائد اور قرآنی تحریفات پر بحث کی گئی ہے۔ اور ان کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔

یہ علمی مضمون پہلے اخبار المحدثات امرتسر میں ۳ جون ۱۹۳۹ء تا ۶ اکتوبر ۱۹۳۹ء تک چھپتا رہا۔ بعد ازاں اس کو کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔

(۷)

## نافہم مصنف

طبع اول ۱۹۳۶ء - صفحات ۲۰

مولانا حافظ عبداللہ روپڑی (م ۱۳۸۲ھ) کا شمار ممتاز علمائے المحدثات میں ہوتا ہے۔ فتاویٰ نویسی میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ مسائل کی تحقیق و تدقیق میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ غزنوی امرتسری نزع جو کہ ختم ہو گیا تھا۔ یہ آپ ہی کو شرف حاصل ہے کہ ۴ سال بعد اس کو دوبارہ زندہ کیا اور اس کو اتنی ہوادی کہ معاملہ مرحوم سلطان عبدالعزیز بن سعود والئی حرمین شریفین تک جا پہنچا۔ اور اس نزع کا جو اثر جماعت المحدثات پر ہوا وہ تاریخ کے صفحات میں موجود ہے۔

مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑی نے جو پورا لکھا۔ اس کی آبیاری آپ کے ہتھیے مولانا حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی اچھی تک کر رہے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ ہوا محکمہ لائبریری و اسنادیں صدر دفتر جامعہ اسلامیہ حیدرآباد میں تقسیم ہو گئی ہے۔ چونکہ یہ ایک مذہبی نوعیت

کے اختلافات ہیں اس لیے صلح کے امکانات کم ہیں۔  
مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم نے یہ رسالہ مولانا حافظ عبداللہ صاحب مدظلہ کی تصانیف سے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ اور اس میں آپ نے بدلائل ثابت کیا ہے کہ حضرت حافظ صاحب فن تصنیف سے نا آشنا ہیں۔ لہذا آپ کو کسی مشاق صلح کی ضرورت ہے۔

(۸)

## اتباع سلف

اپنے انداز سے اتباع سلف کے مفہوم کی وضاحت کی ہے۔

(۹)

## خلافت محمدیہ

شیعوں کی تردید میں مدلل رسالہ شیعہ کتب سے خلافت شیخین حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کا ثبوت

(۱۰)

## الفوز العظیم

اقسام القرآن کا بیان اور ان کی حکمت و تشریح۔  
نمبر ۸، ۹، ۱۰۔ یہ تینوں رسائل کوشش کے باوجود دستیاب نہیں ہو سکے۔ ان کا محقق تعارف اشتہارات سے کرایا گیا ہے۔

بیت بیت بیت

## باب

# عامۃ المسلمین اور اسلامی کتب

- ۱۔ اسلام اور برٹش لا
- ۲۔ مسئلہ حجاز پر نظر
- ۳۔ سلطان ابن سعود علی برادران اور موثر
- ۴۔ تحریک و ہابیت پر ایک نظر
- ۵۔ خلافت و رسالت
- ۶۔ حیات مسنونہ
- ۷۔ شیعہ توحید
- ۸۔ نور توحید
- ۹۔ خطاب یہود و دوی

(۱)

## اسلام اور برٹش لا

طبع اول ۱۹۰۱ء - طبع دوم ۱۹۰۵ء - طبع سوم ۱۹۲۳ء - صفحات ۲۸

طبع چہارم ۱۹۵۷ء (سرگودھا) صفحات ۶۲

اس رسالہ کا موضوع برطانوی اور اسلامی قانون کا موازنہ اور شرعی قوانین کی بڑی ہے۔ نیز اس بات کا اثبات کہ دنیاوی قانون عمدہ تو کجا۔ شرعی قوانین کے مساوی بھی نہیں۔

یہ رسالہ تین ابواب پر منقسم ہے۔ باب اول فرجاری سے متعلق، باب دوم صیغہ دیوانی اور باب سوم صیغہ مال سے متعلق ہے۔ اور خاتمہ میں رعیت کا مختصر ذکر ہے۔ آخر میں شہر ہے۔ حافظ و ظیفہ تو دعا گفتن امت و بس در بند آں مباحث کہ شنید یا نشنید

(۲)

## مسئلہ حجاز پر نظر

طبع اول ۱۹۲۵ء۔ صفحات ۲۸

اس رسالہ میں مولانا ثناء اللہ نے حجاز کی مذہبی اور سیاسی حیثیت اور والی نجد و حجاز سلطان عبدالعزیز بن سعود مرحوم کی مدافعت، نیز قبر پرستوں کی انجمن و حزب الاحناف کے اعتراضات کا مدلل جواب دیا ہے۔

(۳)

## سلطان ابن مسعود، علی برادران اور مؤتمر

طبع اول ۱۹۲۶ء۔ صفحات ۲۴

حجاز میں قبے گرائے جانے پر علی برادران (مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی) سلطان ابن سعود کے مخالف ہو گئے تھے۔ سلطان نے حج کے موقع پر مؤتمر کا اجلاس بلایا جس میں برصغیر کے ممتاز علمائے کرام کو دعوت دی گئی جن میں علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۴۳ھ) مولانا عبدالواحد غزنوی (م ۱۳۲۹ھ) اور مولانا ثناء اللہ ام تسری (م ۱۳۶۶ھ) بھی شامل تھے۔ مؤتمر کے اجلاس کی کارروائی اور تفصیل اس رسالہ میں پیش کی گئی ہے۔ یہ رسالہ لائق مطالعہ ہے۔ اور اس کا شمار آپ کی بہترین تصانیف میں ہوتا ہے۔

(۴)

## تحریک ولایت پر ایک نظر

طبع اول ۱۹۲۹ء۔ صفحات ۲۴

اس رسالہ میں سلسلہ ولایت اور اس کے شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی (م ۱۲۰۶ھ) کے

مختصر حالات اور مسئلہ قبہ جات پر علمائے احناف کے فتاویٰ درج کئے گئے ہیں جن علمائے کرام کے فتاویٰ درج کیے گئے ہیں ان میں چند مشہور علمائے کرام کے نام درج ذیل ہیں۔  
 مولانا رشید احمد گنگوہی (م ۱۳۲۳ھ)۔ مولانا مفتی عزیز الرحمن دیوبندی (م ۱۳۴۴ھ)۔  
 مولانا اعزاز علی دیوبندی (م ۱۳۴۷ھ)۔ مفتی کفایت اللہ دیوبندی (م ۱۳۴۲ھ) اور مولانا عتیق الرحمن عثمانی شامل ہیں۔

(۵)

## خلافت و رسالت

طبع اول ۱۹۳۰ء۔ صفحات ۲۰

شیوہ سنی میں مسئلہ خلافت عرصہ دراز سے قنارہ زعفریہ چلا آ رہا ہے۔ قدیم زمانہ میں اس مسئلہ پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی گئیں۔ مولانا نے اس رسالہ میں مسئلہ خلافت پر بحث کی ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ آپ کے انتقال کے بعد جس طرح خلافت قائم کی گئی ہے علیٰ منہاج النبوة تھی۔

(۶)

## حیاتِ مسنونہ

طبع اول ۱۹۳۵ء۔ صفحات ۱۶

اس رسالہ میں پاک زندگی حاصل کرنے کا طریق بتایا گیا ہے۔  
 مولانا فرماتے ہیں:

ارشادِ ربانی ہے

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تم مسلمانوں کے لیے جو اللہ

اور دن قیامت کی امید رکھتے ہیں۔ بہترین نمونہ ہیں۔

اس لیے ہر مسلمان کو اپنی حیاتِ حیاتِ مسنونہ بنانا چاہئے اور سنت کی

(۷)

## شمع توحید

پیروی کرنی چاہیے۔  
 اور یہ رسالہ اسی غرض سے لکھا گیا ہے کہ پڑھنے والے اور اس پر عمل  
 کرنے والے کی زندگی حیاتِ مسنونہ طیبہ ہو جائے۔

طبع اول ۱۹۳۰ء (امرتسر) صفحات ۵۲۔ طبع دوم ۱۹۵۴ء (مرگودھا) صفحات ۵۲  
 ۴ نومبر ۱۹۳۴ء کو مولانا ثناء اللہ پرتا تانہ جلد ہوا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۹۳۴ء میں  
 امرتسر کے بریلوی احناف نے یکم تا ۳ نومبر ۱۹۳۴ء امام ابو حنیفہ رحمہ کے نام سے ایک جلسہ  
 علمائے احناف نے جماعت اہلحدیث کے خلاف عموماً اور مولانا ثناء اللہ مرحوم کے نام  
 خصوصاً بریلوی اشتعال انگیز تقاریر کیں۔

اس کے جواب میں جماعت اہل حدیث امرتسر نے ۴ نومبر ۱۹۳۴ء کو مسجد مبارک  
 کڑہ مہان سنگھ میں ایک جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور مولانا ثناء اللہ صاحب اس  
 جلسہ میں تقریر کرنے کے لیے تشریف لے گئے تو قریب نامی ایک شخص نے آپ پر  
 ایک تیز دھار آلہ سے حملہ کیا۔ مولانا زخمی ہو کر گر پڑے۔ زخم کاری تھا۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے  
 آپ کو شفا کے کامل بخشا۔

جمیعت اہل حدیث امرتسر نے تجویز کیا کہ اس واقعہ کی یادگار میں ایک ایسا رسالہ  
 لکھا جائے جو ان عقائدِ فاسدہ کی تردید اور عقائدِ صحیحہ کی تعلیم پر مشتمل ہو۔ مولانا امرتسری  
 نے یہ کام خود اپنے ذمہ لیا اور ”شمع توحید“ کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔ اس رسالہ  
 میں آپ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ، آپ کی بشیریت اور  
 استعانت اور اعانت من غیر اللہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

یہ رسالہ (شمع توحید) اس حادثہ کی یادگار ہے۔

لے قریب جس نے آپ پر حملہ کیا تھا۔ قوع سے فرار ہو گیا اور آخر کلکتہ سے گرفتار کر کے  
 محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۸)

## نورِ توحید

طبع اول ۱۹۳۸ء صفحات ۹۶

شمع توحید کے جواب میں طائفہ عالیہ نے ”پردانہ تعلید“ کے نام سے ایک رسالہ لکھا مولانا ثناء اللہ مرحوم نے فوراً ”نورِ توحید“ کے نام سے اس کا جواب دیا اور اس میں مسئلہ توحید کی مزید وضاحت کی۔ مولانا فرماتے ہیں !

۱۔ عقیدہ توحید باری تعالیٰ جیسا قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اس پر یقین رکھنا مسلمان کا فرض ہے۔

۲۔ شان رسالتِ محمدیہ ﷺ و سلم جس طرح قرآن مجید میں مذکور ہے اسی طرح اس پر یقین رکھنا ایمان ہے اور ان دونوں میں کمی بیشی کرنا کفر ہے

کلمہ اسلام ! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور مجمل جمع میں۔ ان کی تشریح قرآن مجید کے مختلف مقامات سے جو ملتی ہے اس کا مختصر یہ ہے۔

اللہ انبی الوہبیت میں وحدانہ لا شریک ہے

اور

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :- لایا گیا۔ عدالت نے اس کو چار سال قید با مشقت سناٹی مولانا مرحوم نے اس ۴ سال قید کے دوران قمر بیگ کے بچوں کو خرچ بھیجا۔ قمر بیگ کو جب جیل میں معلوم ہوا کہ میرے بچوں کی کفالت مولانا ثناء اللہ کر رہے ہیں تو بہت شرمندہ ہوا اور اپنے نعل پر افسوس کا اظہار کیا۔ قیام پاکستان کے بعد مولانا ثناء اللہ سرگودھا منتقل ہو گئے جہاں آپ نے ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو انتقال کیا۔ اور قمر بیگ بھی ہجرت کر کے پاکستان آ گیا اور اس نے بھی سرگودھا میں سکونت اختیار کر لی۔ قمر بیگ اب بھی بقید حیات ہے اور روزانہ صبح کے وقت مولانا ثناء اللہ مرحوم کی قبر پر جا کر آپ کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہے (الممبر فیصل آباد)



## باب

# علمی و ادبی تصانیف

- |                       |                  |
|-----------------------|------------------|
| ۱۔ اسلامی تاریخ       | ۲۔ کلمہ طیبہ     |
| ۳۔ خصائل النبی        | ۴۔ السلام علیکم  |
| ۵۔ ہدایت الزوجین      | ۶۔ اربعین ثنائیہ |
| ۷۔ رسوم اسلامیہ       | ۸۔ میل ملاپ      |
| ۹۔ قرآنی قاعدہ ثنائیہ | ۱۰۔ ماٹہ ثنائیہ  |
| ۱۱۔ شریعت و طریقت     | ۱۲۔ ادب العرب    |
| ۱۳۔ التعریفات الخویہ  | ۱۴۔ عزت کی زندگی |
| ۱۵۔ سہ ماہی المسلمین  |                  |

(۱)

## اسلامی تاریخ

طبع اول ۱۹۹۹ء - طبع دوم ۱۹۰۰ء - طبع سوم ۱۹۰۲ء - طبع چہارم ۱۹۰۳ء  
طبع پنجم ۱۹۰۴ء - صفحات ۳۲

اس رسالہ کا نام حکایات اسلامیہ المعروف اسلامی تاریخ ہے۔ اور اس میں آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات طیبہ بطور حکایات بچوں کے لیے لکھے گئے ہیں۔  
مولانا فرماتے ہیں:

”یہ کتاب میں نے اس لیے لکھی ہے کہ خردسال مسلمان بچے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے مستفید ہوں“  
محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کتاب کے عنوان پر یہ ہے:  
 پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - ہجرت حبشہ - شق القمر - جنگ بدر - جنگ اُحد  
 جنگ احزاب - صلح حدیبیہ - حج مکہ - جنگ خیبر - جنگ صفین  
 یہ تمام واقعات ہزار روایات درج کتاب کئے ہیں۔  
 مولانا فرماتے ہیں!

”ابن اسلام سے امید کامل ہے کہ اس کتاب کو مومنوں کی نجات کے  
 لحاظ سے نہ فریبی گے بلکہ اس کے نتائج حسنہ کے لحاظ سے نہ صرف خود  
 بلکہ اپنے اہل باب کو بھی اس کی طرف متوجہ کر کے منشاء حدیث شریف  
 ”إرسال علی الخیر کف عذر“، ”بخطیم کے مستحق ہو کر راقم آتم کے حق میں  
 دعا کریں گے“

(۲)

## کلمہ طیبہ

طبع اول ۱۹۵۵ء صفحات ۲۴

اس رسالہ میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تفصیل اور تشبیح درج ہے۔  
 مولانا فرماتے ہیں!

ہر ایک مضمون کا ایک عنوان ہوتا ہے۔ اس کا یہی عنوان ہے۔ جو کُل  
 اسلامی فرقوں میں سب سے یعنی

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ضروری ہے کہ مسلمان اس عنوان سے واقف ہو اور اس کا اعتقاد اسی پر مضبوط

ہو جائے

یہ دونوں مضمون ہیں جن سے اس رسالہ میں جمع کر دیئے ہیں

صفحہ آخر پر درج فرماتے ہیں :-

محمد عبّاس بنی کابرو نے ہر دوسرا است  
کسے کو خاک درفش نیرت خان مریراہ

مسلمان بھائیو!

محمد رسول اللہ سے تعلق بہت ہیں۔ داناؤں کے لیے اس قدر  
کافی ہیں تفصیل سے کلمہ شریف لا الہ الا اللہ کی تفسیر دیکھنا ہو تو مولانا شاہ  
اسمعیل شہید دہلوی کی کتاب 'تقویۃ الایمان' دیکھو اور کلمہ صبیہ کے  
دوسرے حصے محمد رسول اللہ کی تفسیر چاہو تو اس کے ساتھ رسالہ  
تذکیر الخوان پڑھو۔

(۳۱)

## خصائل النبی ۳

طبع اول ۱۸۹۹ء - طبع دوم ۱۹۰۳ء - طبع سوم ۱۹۰۵ء  
طبع چہارم ۱۹۱۰ء - طبع پنجم ۱۹۱۵ء - طبع ششم ۱۹۱۹ء  
طبع ہفتم ۱۹۲۲ء (صفحات ۲۲)

یہ رسالہ شامل ترمذی از امام ابو عیسیٰ ترمذی (م ۲۴۹ھ) کا مختصر ترجمہ ہے جس  
میں مسلمان بچوں کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزانہ عادات مبارکہ تیار  
کئے ہیں۔ یعنی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمبارک، صورت منورہ کا بیان، آپ کی جہنمیت  
کا بیان، سرمہ لگانے، لباس، نعلین، آنکھوں کی، رفتار کا بیان، کھانا کھانے کا طریقہ  
تواضع، انکساری، خجاق اور آپ کی دفات کا حال بیان کیا گیا ہے۔

۱۰ کلمہ صبیہ ص ۲۴

صفحہ آخر پر مولانا فرماتے ہیں !  
 ”پیارے عزیزو! اخلاق کے لکھنے اور پڑھنے سے ہی غرض ہے  
 کہ ان پر عمل ہو۔ صرف زبانی طوطے کی طرح پڑھ لینے سے فائدہ نہیں!  
 بزرگوں کا قول یاد کرو! ۵

علم چند آنکہ بیشتر خورانی  
 چوں عمل در تو نیست نادانی

(۴)

## السلام علیکم

طبع اول ۱۹۰۸ء - طبع دوم ۱۹۱۳ء - طبع سوم ۱۹۱۵ء  
 طبع چہارم ۱۹۱۹ء - طبع پنجم ۱۹۲۱ء - طبع ششم ۱۹۲۳ء (۱۶ صفحات)  
 اس رسالہ میں اسلامی السلام علیکم اور دیگر مذاہب کے سلاموں سے مقابلہ کیا گیا  
 ہے۔ یہ رسالہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اول میں السلام علیکم کی فضیلت اور اس کی تاکید حدیث نبوی سے ثابِت کی  
 گئی ہے اور باب دوم میں دیگر مذاہب کے سلاموں سے مقابلہ کیا گیا ہے اور باب  
 سوم میں السلام علیکم کے معنی اور اس کے کہنے کے طریق کی وضاحت کی گئی ہے۔

(۵)

## ہدایت الرزوقین

طبع اول ۱۹۲۳ء - صفحات ۱۶

اس رسالہ میں خاندانی بیوی کے حقوق اور نکاح طلاق وغیرہ کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

۱۶ خصالِ نبویؐ، طبع ہفتم ص ۲۴

## اربعین ثنائیہ

وعن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حد العلم الذی اذا بلغه کان فقیہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ علی امتی اربعین حدیثاً فی امر دینہا یعنہ اللہ فقیہا وکنت لہ یوم القیامۃ شافعاً وشہیداً لہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ فقیہہ کے لیے کس قدر علم کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا! جو شخص دینی مسائل میں چالیس احادیث میری امت سے حفظ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ بنائے گا۔ میں قیامت کے دن اس کے لیے شفاعت کروں گا۔ اور شہادت بھی دوں گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے تحت اکثر محدثین کرام نے چالیس حدیثوں کے مجموعے مرتب کرنے کی جانب اعتنا کیا ہے۔ اور اس نوعیت پر بے شمار اربعینیات مرتب کی گئیں۔ اربعینیات بھی کتب حدیث کی ایک قسم ہے۔

مختلف علمائے کرام نے مختلف اغراض و مقاصد کے تحت اربعینیات مرتب کی ہیں۔ بعض نے توحید و صفات الہی کی چالیس حدیثوں کو جمع کیا۔ بعض نے اصول و مہات دین کی روایتیں اکٹھی کیں۔ بعض نے جہاد کی۔ بعض نے زہد و مواعظ اور بعض نے آداب و اخلاق اور فضائل اعمال وغیرہ کی چالیس حدیثیں جمع کیں۔

شیخ الاسلام امام نووی (م ۷۶۷ھ) نے جو اربعین مرتب کی اس میں مندرجہ بالا تمام امور کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ مولانا شامہ اللہ مرحوم نے بھی اربعین ثنائیہ کے نام سے ایک اربعین مرتب کی۔

مولانا فرماتے ہیں !

حدیث شریف میں ہے۔ میری امت میں سے جو شخص چالیس حدیثیں یاد کرے گا۔ وہ امت کے فقہاء میں اُٹھے گا۔ اس لیے علمائے سلف نے مسلمانوں کی آسانی کے لیے مختلف اربعین بنائیں۔ ان علماء کی اقتداء میں میرا بھی عرصہ سے خیال تھا۔ خدا نے اس کا سبب بنایا کہ ایڈیٹر صاحب اخبار سیاست لاہور نے اپنے اخبار کا خاص نمبر رحمۃ للعالمین، نکالنے کا اعلان کیا اور مجھ سے خواہش کی کہ میں ان کے پرچے کے لیے چند احادیث جمع کر دوں۔ چنانچہ میں نے چالیس حدیثیں جمع کر کے بھیج دیں۔

بعد ازاں اس کو کتابی شکل میں 'اربعین نمنائیہ' کے نام سے ہدیہ ناظرین کیا۔ مولانا نے اپنی یہ 'اربعین'، امام نووی کی 'اربعین' کی طرز پر مرتب کی 'اربعین نمنائیہ' میں جن کتب حدیث سے حدیثیں لی گئی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

بخاری و مسلم ۱۲، صحیح بخاری ۳، صحیح مسلم ۶، سنن ابی داؤد ۱  
جامع ترمذی ۸، موطا امام مالک ۲، سنن دارمی ۱، سنن بیہقی ۱  
شرح السنہ ۱، مسند احمد ۲، بغیر حوالہ کتاب ۳، میزان ۴۰

(۷)

## میل ملاپ

معاشرتی آداب اور اتفاق کا سبق دینے والا رسالہ

(۸)

## قرآنی قاعدہ نمنائیہ

قاعدہ بغدادی کی طرز پر

۱۵۰ تا ۱۴۸ ص ۱۵۰ تا ۱۴۸  
محکم دلائل پر مبنی ہے، مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ  
یہ کتاب میری نظر سے نہیں گزری مولانا محمد داؤد رازدہ پوری رحمۃ اللہ علیہ نے حیات نمنائی ص ۱۴۸ تا ۱۵۰

(۹)

## مائتہ ثنائیہ

ایک سو احادیث کا ترجمہ و تشریح، ان احادیث کا تعلق زیادہ تر معاشرہ، معاملات اور اخلاق و آداب سے ہے۔

(۱۰)

## تشریحات و طریقت

مروجہ تصوف کی اصطلاحوں کی غنیمت

(۱۱)

## ادب العرب

صرف و نحو عربی کو ایسی آسان طرز پر لکھ دیا ہے کہ اردو خوان بھی بلا استاد مطلب سمجھ لے اور کامیاب ہو سکے۔ اس رسالہ کو جید علمائے کرام نے پسند فرمایا۔

(۱۲)

www.KitaboSunnat.com

## التعريفات النحویة

نحوی اصطلاحات کی تشریح میں

۱۹۲۲ء

(۱۳)

## رسوم اسلامیہ

طبع اول ۱۹۰۷ء - طبع ثانی ۱۹۷۷ء - طبع ثالث ۱۹۷۹ء صفحہ ۳۲  
رسومات قیمیہ بیاہ شادی کی تردید اور اتباع سنت نبویہ کی اہمیت

(۱۴)

## عزّت کی زندگی

وہ احیام جن کی تعمیل سے عزت کی زندگی حاصل ہو

(۱۵)

## سکام المسلمین

مسلازوں میں فرقہ بندیوں کی تردید

بنت بنت بنت بنت بنت

---

۱۷ نمبر ۸ تا ۱۵ آئینہ مجھے دستیاب نہیں ہو سکیں۔ ان کا تعارف مولانا کی دوسری  
کتابوں کے صفحہ آخر کے استعارات سے پیش کیا گیا ہے

نستہا صفحہ آخر فقہ اور فقہیہ طبع اول ۱۹۲۵ء

## باب ۱۹

# مولانا ثناء اللہ کی بہترین تصانیف

یوں تو مولانا کی کل تصانیف معتبر یا علم الہدی کا درجہ رکھتی ہیں۔ اور آپ نے جن موضوع پر بھی قلم اٹھایا۔ اس میں آپ نے تحقیق کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ آپ کی جملہ تصانیف علمائے کرام اور طلباء کے لیے مشعل راہ ہیں۔ تاہم آپ کی جو تصانیف درجہ اولیٰ رکھتی ہیں، وہ یہ ہیں :

تفسیر ثنائی اُردو - تفسیر القرآن بکلام الرحمن عربی - بیان الفرقان علی علم البیان عربی  
تفسیر بالرائے اُردو - تقابل ثنائیہ - جوابات نصاریٰ - اسلام اور مسیحیت - حق پرکاش  
تحریک اسلام - تغلیب اسلام - تبر اسلام - الہامی کتب - مقدس رسول  
ثنائاتی پاک بگ - اصول آدیہ - الہامات مرزا - چیتان مرزا - تاریخ مرزا  
شہادت مرزا - نکات مرزا - محمد قادیانی - تعلیمات مرزا - علم کلام مرزا  
بطش قدیر بر قادیانی تفسیر کبیر - حدیث نبوی اور تقلید شخصی - علم الفقہ  
تقلید شخصی اور سلفی - فقہ اور فقیہہ - اجتناد و تقلید - تنقید تقلید - اصول الفقہ (عربی)  
الطہرین کا مذہب - حجیت حدیث اور اتباع رسول - خاکساری تحریک اور اس کا بانی  
خلافت محمدیہ - اسلام اور برٹش - مسئلہ حجاز پر نظر - سلطان ابن سعود -  
علی برادران اور موتر - تحریک دہلیت پر ایک نظر - خانت و رسالت - شمع توحید  
نور توحید - خطاب بہ مودودی - اسلامی تاریخ - کلمہ طیبہ - ہدایت الزوجین - اربعین ثنائیہ  
ادب العرب - التہام علیکم - تمام المسلمین -

ب۔ ب۔ ب۔ ب۔ ب۔ ب۔

## باب ۲

## فہرست تصانیف

### بہ ترتیب سن اشاعت طبع اول

پچھلے اوراق میں اس کی فہرست نامی کر چکا ہوں کہ مولانا کی ہر کتاب کتنی بار طبع ہوئی۔ یہاں بہ ترتیب سن اشاعت کی تفصیل پیش خدمت ہے اور صرف طبع اول کا سن اشاعت درج کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	نام کتاب	سن اشاعت	نمبر شمار	نام کتاب	سن اشاعت
۱	تفسیر ثنائی جلد اول	۱۸۹۵ء	۱۳	حدوث دنیا	۱۹۰۲ء
۲	الہامی کتاب	۱۸۹۸ء	۱۴	تفسیر ثنائی جلد دوم	۱۹۰۲ء
۳	بحث تنازع	۱۸۹۹ء	۱۵	تفسیر القرآن بکلام ارحمان عربی	۱۹۰۳ء
۴	المحدث کا مذہب	۱۸۹۹ء	۱۶	کتاب الرحمان	۱۹۰۳ء
۵	اسلامی تاریخ	۱۸۹۹ء	۱۷	ترک اسلام	۱۹۰۳ء
۶	خصائل الہی	۱۸۹۹ء	۱۸	حدوث وید	۱۹۰۳ء
۷	حق پر کاشش	۱۹۰۰ء	۱۹	مباحثہ دیوریا	۱۹۰۳ء
۸	نماز اربعہ	۱۹۰۰ء	۲۰	آیات متشابہات	۱۹۰۴ء
۹	تفائیل عاشرہ	۱۹۰۱ء	۲۱	شادی بیوگان اور نیوگ	۱۹۰۴ء
۱۰	الہامات مرزا	۱۹۰۱ء	۲۲	الہام	۱۹۰۴ء
۱۱	مبعوات مرزا	۱۹۰۱ء	۲۳	الربوب السفینہ فی مباحثہ انگلینہ	۱۹۰۴ء
۱۲	اسلام اور برٹش لا	۱۹۰۱ء	۲۴	الکلام لمسیں فی جواب الالہیین	۱۹۰۴ء

سین	نمبر شمار	نام کتاب	سن اشاعت	نمبر شمار	نام کتاب	سن اشاعت
۱۹۰۵	۲۵	سوامی دیانند کا علم و عقل	۱۹۰۵	۲۵	فتح ربانی در مباحثہ قادیانی	۱۹۱۶
۱۹۰۵	۲۶	تغلیب الاسلام جلد اول تا جلد سوم	۱۹۰۵	۲۸	خفا مد مرزا	۱۹۱۶
۱۹۰۵	۲۷	فتوحات المحدثیت	۱۹۰۵	۲۹	اسلام اور المحدثیت	۱۹۱۶
۱۹۰۵	۲۸	فیصلہ آرہ	۱۹۰۵	۵۰	فتح اسلام یعنی مناظرہ خورجہ	۱۹۱۷
۱۹۰۵	۲۹	تفسیر ثنائی جلد سوم	۱۹۰۵	۵۱	مرقع قادیانی	۱۹۱۷
۱۹۰۶	۳۰	تغلیب الاسلام جلد چہارم	۱۹۰۶	۵۲	چیستان مرزا	۱۹۱۷
۱۹۰۶	۳۱	دلیل الفرقان بجواب اہل القرآن	۱۹۰۶	۵۳	مرزا قادیان	۱۹۱۸
۱۹۰۷	۳۲	القرآن العظیم	۱۹۰۷	۵۴	فتح نکاح مرزائیان	۱۹۱۸
۱۹۰۷	۳۳	رسوم اسلامیہ	۱۹۰۷	۵۵	اجتہاد و تقلید	۱۹۱۸
۱۹۰۸	۳۴	مرقع دیانندی	۱۹۰۸	۵۶	تفسیر ثنائی جلد چہارم	۱۹۱۹
۱۹۰۸	۳۵	السلام علیکم	۱۹۰۸	۵۷	تاریخ مرزا	۱۹۱۹
۱۹۰۹	۳۶	رحم الشیاطین بجواب سایہ الودین	۱۹۰۹	۵۸	نکاح مرزا	۱۹۱۹
۱۹۰۹	۳۷	صحیفہ محبوبیہ	۱۹۰۹	۵۹	تفسیر ثنائی جلد پنجم	۱۹۲۱
۱۹۰۹	۳۸	حدیث نبوی و تقلید شخصی	۱۹۰۹	۶۰	شاہ انگلستان اور مرزائے قادیان	۱۹۲۱
۱۹۰۹	۳۹	تیر اسلام	۱۹۰۹	۶۱	تقدیر شخصی اور سلفی	۱۹۲۱
۱۹۱۰	۴۰	ثمرات تناسخ	۱۹۱۰	۶۲	آمین رفع الیدین	۱۹۲۱
۱۹۱۱	۴۱	جہاد وید	۱۹۱۱	۶۳	فاتحہ خلف الامام	۱۹۲۱
۱۹۱۲	۴۲	فاتح قادیان	۱۹۱۲	۶۴	تکذیب المفکرین	۱۹۲۲
۱۹۱۲	۴۳	آفتہ اللہ	۱۹۱۲	۶۵	تفسیر ثنائی جلد ششم	۱۹۲۲
۱۹۱۳	۴۴	علم الفقہ	۱۹۱۳	۶۶	عجابات مرزا	۱۹۲۲
۱۹۱۴	۴۵	توحید تملیث اور راہ نجات	۱۹۱۴	۶۷	محمد رشی	۱۹۲۳
۱۹۱۵	۴۶	کلمہ طیبہ	۱۹۱۵	۶۸	قادیانی مباحثہ دکن	۱۹۲۳

نمبر شمار	نام کتاب	سن اشاعت	نمبر شمار	نام کتاب	سن اشاعت
۶۹	شہادتِ مرزا	۱۹۲۳	۹۱	ہدایت الزوہین	۱۹۳۰
۷۰	مقدس رسول	۱۹۲۴	۹۲	فیصلہ مرزا	۱۹۳۱
۷۱	ثنائی پاکٹ بک	۱۹۲۴	۹۳	تفسیر ثنائی جلد ہشتم	۱۹۳۱
۷۲	تفسیر ثنائی جلد ہفتم	۱۹۲۵	۹۴	تفسیر نویسی کا بیخ اور فرار	۱۹۳۱
۷۳	کناح آبیہ	۱۹۲۵	۹۵	اقتدائے المحدث	۱۹۳۱
۷۴	فقہ اور فقیہہ	۱۹۲۵	۹۶	علم کلام مرزا	۱۹۳۲
۷۵	مسئلہ حجاز پر نظر	۱۹۲۶	۹۷	بہار اللہ اور مرزا	۱۹۳۳
۷۶	باعث سرورد و مباحثہ جبل پور	۱۹۲۶	۹۸	بیان القرآن علم البیان (عربی)	۱۹۳۴
۷۷	امر قسری غزنوی نزاع کا فیصلہ	۱۹۲۶	۹۹	مناظرہ الہ آباد	۱۹۳۴
۷۸	اصول آریہ	۱۹۲۶	۱۰۰	عشرہ کاملہ	۱۹۳۴
۷۹	نکاتِ مرزا	۱۹۲۶	۱۰۱	حیاتِ مسندہ	۱۹۳۵
۸۰	اصل حنفیت اور تقلید شخصی	۱۹۲۶	۱۰۲	اصول الفقہ (عربی)	۱۹۳۷
۸۱	سلطان ابن سعود، علی برادران اور مقرر	۱۹۲۶	۱۰۳	تحفہ احمدیہ	۱۹۳۷
۸۲	ہندوستان کے دورِ یقارم	۱۹۲۷	۱۰۴	نور توحید	۱۹۳۸
۸۳	تنقیدِ تقلید	۱۹۲۷	۱۰۵	تفسیر بالرائے اردو	۱۹۳۹
۸۴	محمد قادیانی	۱۹۲۸	۱۰۶	خاکساری تحریک اور اس کا بانی	۱۹۳۹
۸۵	شمع توحید	۱۹۲۸	۱۰۷	تحریک و ہدایت پر ایک نظر	۱۹۳۹
۸۶	مراق مرزا	۱۹۲۹	۱۰۸	کاملہ احمدیہ	۱۹۳۹
۸۷	حیثیت حدیث اور اتباع رسول	۱۹۲۹	۱۰۹	اسلام اور مسیحیت	۱۹۴۱
۸۸	جواباتِ نصاریٰ	۱۹۳۰	۱۱۰	بطشِ قدیر بر بقادیانی تفسیر کبیر	۱۹۴۱
۸۹	تعلیماتِ مرزا	۱۹۳۰	۱۱۱	لیکھرام اور مرزا	۱۹۴۲
۹۰	خلافت رسالت	۱۹۳۰	۱۱۲	تحریر آریہ	۱۹۴۳

نمبر شمار	نام کتاب	سن اشاعت	نمبر شمار	نام کتاب	سن اشاعت
۱۱۲	تحریر آریہ	۱۹۴۳	۱۱۵	تفسیر سورہ بوسف اور تحریفات بائبل	۱۹۴۴
۱۱۳	ناقابل مصنف مرزا	۱۹۴۳	۱۱۶	نافعہ مصنف	۱۹۴۶
۱۱۴	محمد مصطفیٰ موعود	۱۹۴۴	۱۱۷	خطاب بہ مودودی	۱۹۴۶

درج ذیل کتب جو دستیاب نہیں ہو سکیں۔ ان کا مختصر تعارف اشتہارات سے پیش کیا گیا ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر شمار	نام کتاب
۱۱۸	مجموعہ رسائل متعلقہ بوجد وقرآن	۱۲۶	میل ملاپ
۱۱۹	تعلیم الاسلام	۱۲۷	قرآنی قاعدہ ثنائیہ
۱۲۰	رسائل اعجازیہ	۱۲۸	ماثرہ ثنائیہ
۱۲۱	اتباع سلف	۱۲۹	شریعت و طریقت
۱۲۲	تحت مرزا بیہ	۱۳۰	ادب العرب
۱۲۳	خلافت محمدیہ	۱۳۱	التقریفات النحویہ
۱۲۴	الفوز العظیم	۱۳۲	عزت کی زندگی
۱۲۵	اربعین ثنائیہ	۱۳۳	ساکم المسلمین

بہ ہنہ ہنہ ہنہ



ثناء الہ امر مرقی - حیات و خدمات

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

# باب ۲

www.KitaboSunnat.com

## ماخذ و مراجع

اس کتاب کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ سب سے بڑا ماخذ آپکا اخبار المحدث اور آپ کی تصنیفات ہیں تاہم ان کے علاوہ جن کتب سے استفادہ کیا گیا ہے ان کی فہرست حسب ذیل ہے۔

- ۱۔ تفسیر روح المعانی علامہ محمود آلوسی رح
- ۲۔ اکسیر فی اصول التفسیر مولانا سید ابوب صدیق حسن قنوجی رح
- ۳۔ حیات شبلی مولانا سید سلیمان ندوی رح
- ۴۔ یاد و فتگان مولانا سید سلیمان ندوی رح
- ۵۔ اسلامی علوم و فنون ہندوستان میں مولانا حکیم سید عبدالحمید رح
- ۶۔ ذکر آزاد مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی رح
- ۷۔ سیرت شنائی مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی رح
- ۸۔ جائزہ تراجم شہر آئی
- ۹۔ ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات مولانا ابوبیحنی امام خاں شہرہوی مطبوعہ لاہور
- ۱۰۔ حیات شنائی مولانا محمد داؤد رازو ملہوی رح
- ۱۱۔ تحریک ختم نبوت شوہر ش کا شمیری رح
- ۱۲۔ فتنہ قادیانیت مولانا صفی الرحمن مبارک پوری
- ۱۳۔ مصنفات مولانا ابوالوفاء شہناز اللہ امرتسری رح
- ۱۴۔ اخبار المحدث امرتسر
- ۱۵۔ ماہنامہ معارف اعظم گڑھ
- ۱۶۔ اخبار الاعتصام لاہور

- مطبوعہ عثمان
- مطبوعہ بھوپال
- مطبوعہ اعظم گڑھ
- مطبوعہ کراچی
- مطبوعہ اعظم گڑھ
- مطبوعہ دہلی
- مطبوعہ لاہور
- مطبوعہ دہلی
- مطبوعہ لاہور
- مطبوعہ دہلی
- مطبوعہ لاہور
- مطبوعہ بنارس
- مطبوعہ امرتسر
- مطبوعہ امرتسر
- مطبوعہ اعظم گڑھ
- مطبوعہ لاہور





